Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2009

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 58

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

قرآن مجید نمبر
ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 26

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

1 ر رجب 1429 ہجری، 25 ر احسان 1388 ہش، 25 ر جون 2009ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

قرآن کریم احکامِ قدرتی کا ایک آئینہ اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے

ارشاد باری تعالیٰ

☆......قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِہٖ وَلَوۡ کَانَ بَعۡضُہُمۡ لِبَعۡضٍ ظَہِیۡرًا۔ (بنی اسرائیل: ۸۹)

تو کہہ دے کہ اگر جن وانس سب اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو وہ اس کی مثل نہیں لاسکیں گے۔ خواہ ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہوں۔

☆......تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ۔ (حم سجدہ ۳-۴)

اس کا نازل کیا جانا رحمان (اور) رحیم کی طرف سے ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات کھول کھول کر بیان کردی گئی ہیں ایک ایسے قرآن کی صورت میں جو نہایت فصیح و بلیغ ہے ان لوگوں کے فائدہ کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆......عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ہٰذِہِ الۡقُلُوۡبُ تَصۡدَأُ کَمَا یَصۡدَأُ الۡحَدِیۡدُ اِذَا اَصَابَہُ الۡمَاءُ قِیۡلَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَمَا جَلَاءُ ھَا قَالَ کَثۡرَۃُ ذِکۡرِ الۡمَوۡتِ وَتِلَاوَۃِ الۡقُرۡآنِ (بیہقی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل زنگ پکڑتے ہیں جیسے لوہا زنگ پکڑتا ہے جب اس کو پانی کھینچتا ہے۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول! اس کا صیقل کیا ہے فرمایا موت کو یاد کرنا اور قرآن پڑھنا۔

فرمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بالآخر ان تمام تحقیقاتوں سے یہ امر بپایۂ ثبوت پہنچ گیا ہے کہ:

’’آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے۔ کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ جس کے اصولِ نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں۔ جو براہین قویّہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں۔ جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں۔ جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلّی پاک ہیں۔ جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالاتِ حضرت عزّت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہاء کا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیتِ جناب الٰہی سے بھرا ہوا ہے۔ اور کسی طرح کا دھبّہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری تعالیٰ پر نہیں لگاتا۔ اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا۔ بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے۔ اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے اور ہر یک اصول کی حقیّت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقین کامل اور معرفتِ تام تک پہنچاتا ہے اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دُور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے۔ اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے۔ گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دِلی اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اس کے نقصان کا جبر کرنے والا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۹۱-۹۲)

’’قرآن کوئی نئی تعلیم نہیں لایا۔ بلکہ اُس اندرونی شریعت کو یاد دلاتا ہے جو انسان کے اندر مختلف طاقتوں کی صورت میں رکھی ہے۔ حلم ہے۔ ایثار ہے۔ شجاعت ہے۔ صبر ہے۔ غضب ہے۔ قناعت ہے وغیرہ۔ غرض جو فطرت باطن میں رکھی تھی قرآن نے اُسے یاد دلایا۔ جیسے فی کتابٍ مَّکۡنُوۡنٍ یعنی صحیفۂ فطرت میں کہ جو چھپی ہوئی کتاب تھی۔ اور جس کو ہر ایک شخص نہ دیکھ سکتا تھا۔ اسی طرح اِس کتاب کا نام ’’ذکر‘‘ بیان کیا تا کہ وہ پڑھی جاوے تو وہ اندرونی اور روحانی قوتوں اور اُس نُورِ قلب کو جو آسمانی ودیعت انسان کے اندر ہے یاد دلاوے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھیج کر بجائے خود ایک روحانی معجزہ دکھایا تا کہ انسان ان معارف اور حقائق اور روحانی خوارق کو معلوم کرے جن کا اُسے پتہ نہ تھا۔‘‘ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۹۴)

☆☆☆☆☆☆

118 واں جلسہ سالانہ قادیان 2009ء

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 118 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2009ء کی ازراہِ شفقت منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ مورخہ 26، 27 اور 28 ر دسمبر 2009ء بروز ہفتہ، اتوار اور سوموار منعقد ہوگا۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ اِس للّٰہی اور بابرکت جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی سے نیّت کر کے تیاری شروع کردیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرمائیں اور جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی و بابرکت ہونے کے لئے مسلسل دُعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

جمیل احمد ناصر ایڈوکیٹ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ترجمہ قرآن مجید سیکھنا اور سکھانا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور بنی نوع انسان کے لئے آخری اور کامل شریعت ہے۔ اس کے کامل ہونے کے متعلق ارشاد باری ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت میں نے تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

قرآن مجید کا نزول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہوا۔ جس میں تمام انسانوں کے لئے دینی و دنیوی روحانی وجسمانی تمام ضروریات کا بیان کرتے ہوئے ہر اس امر کا ذکر کیا گیا ہے جو بھی انسان کو پیش آسکتا ہے اور یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جہاں اس میں حقوق اللہ کا بیان ہے وہاں حقوق العباد بھی بڑی تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ اور اس کو عربی زبان میں اتارا گیا ہے جو اپنے مضامین کو بڑی وضاحت اور فصاحت سے ادا کرتی ہے۔ چونکہ یہ عربی زبان میں ہے اس لئے اس کو صحیح معنوں میں جاننے کے لئے عربی زبان کا سیکھنا بھی ضروری ہے تا کہ معنوں کی گہرائی اور وسعت معلوم کی جاسکے اور اسکے مطالب کو سمجھا جاسکے۔ لیکن کم از کم قرآن مجید کا ترجمہ جاننا بہت ضروری ہے تا کہ ہم یہ جان سکیں کہ خدا تعالیٰ کا ہمارے نام کیا پیغام ہے اور وہ ہم سے کیا چاہتا ہے اور ہم اس کا قرب کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهٗ یعنی تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں الا ماشاء اللہ قرآن مجید کو سیکھنا اور سکھانا چھوڑ دیا گیا تھا۔ اور اسے متروک کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرما کر دوبارہ دین کے احیا اور شریعت کے قیام کا انتظام فرما دیا۔ آپ نے قرآن مجید کے عظیم الشان حقائق بیان فرمائے اور قرآنی علوم ومعارف کے دریا بہا دئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلفائے کرام نے ایسی اعلیٰ اور پر معارف تفاسیر بیان فرمائیں اور ہمارے پیارے امام عالی مقام بیان فرمارہے ہیں گویا قرآن مجید کا دوبارہ نزول ہورہا ہے۔ اسی طرح اس کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر تمام افراد جماعت کو بار بار توجہ دلائی جاتی ہے اور تحریک کی جاتی ہے تا کہ کوئی فرد چھوٹا، بڑا، مرد، عورت ایک بھی ایسا نہ رہے جو قرآن مجید سادہ نہ جانتا ہے اور جو سادہ جانتے ہیں وہ ترجمہ سیکھیں اور جو ترجمہ جانتے ہیں وہ تفسیر سیکھیں۔ اور اسکے مضامین پر خود بھی غور کریں اور عمل کر کے دینی و دنیوی فلاح حاصل کریں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے شروع خلافت سے ہی قرآن مجید کا درس دینا شروع کر دیا تھا۔ قرآن مجید سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

”مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی طرف سے توجہ ہٹالی ہے اور دوسری طرف چلے گئے ہیں حالانکہ یہ ایک نہایت ہی قیمتی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان نعمت کے طور پر مسلمانوں کو ملی تھی۔ اب جماعت احمدیہ کو اس کی طرف پوری توجہ کرنی چاہئے اور ہمارا کوئی آدمی ایسا نہیں رہنا چاہئے جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو اور جسے اس کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ اگر کسی شخص کو اس کے کسی دوست کا کوئی خط آجائے تو جب تک وہ اسے پڑھ نہ لے اسے چین نہیں آتا اور اگر خود پڑھا ہوا نہ ہو تو یکے بعد دیگرے دو تین آدمیوں سے پڑھائے گا تب اسے یقین آئے گا کہ پڑھنے والے نے صحیح پڑھا ہے۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خط آئے اور اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ عام طور دیکھا گیا ہے کہ غرباء قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور امراء اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ جو شخص دنیاوی لحاظ سے کوئی علم رکھتا ہے یا امیر ہے اس کے لئے قرآن کریم کا پڑھنا زیادہ آسان ہے کیونکہ اس کو قرآن کریم کے پڑھنے کے مواقع میسر آسکتے ہیں۔ میرے نزدیک ایسے لوگ جو کہ تعلیم یافتہ ہیں مثلاً ڈاکٹر ہیں، وکیل ہیں، بیرسٹر ہیں، انجینئر ہیں، وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مجرم ہیں کیونکہ وہ اگر قرآن کریم پڑھنا چاہتے تو بہت آسانی سے اور بہت جلدی پڑھ سکتے تھے۔ پس ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ گنہگار ہیں۔ دوسرے لوگوں کے متعلق تو یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ ان کا حافظہ کام نہیں کرتا تھا لیکن ان لوگوں کے دماغ تو روشن تھے اور حافظہ کام کرتا تھا تبھی تو انہوں نے ایسے علوم سیکھ لئے۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تمہیں دنیوی علوم کے لئے تو وقت اور حافظہ مل گیا لیکن میرے کلام کو سمجھنے کے لئے نہ تمہارے پاس وقت تھا اور نہ ہی تمہارے پاس حافظہ تھا۔ ایک غریب آدمی کو دن میں دس بارہ گھنٹے اپنے پیٹ کے لئے بھی کام کرنا پڑتا ہے لیکن باوجود اس کے وہ قرآن کریم پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور ایک امیر آدمی یا ایک وکیل یا ایک بیرسٹر یا ایک ڈاکٹر جن کو چند گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے ان کے لئے قرآن کریم پڑھنا کیا مشکل ہے۔ یہ سب سستی اور غفلت کی علامت ہے۔ اگر انسان کوشش کرے تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کے لئے رستہ آسان کر دیتا ہے۔ دوسری دنیا تو پہلے ہی دنیا کمانے میں منہمک ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی۔ اگر ہماری جماعت بھی اسی طرح کرے تو کتنے افسوس کی بات ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا علم و ہنر اور دوسری ایجادوں میں تو ترقی کرتی جارہی ہے لیکن چونکہ قرآن کریم سے دور جارہی ہے اس لئے وہی چیزیں اس پر تباہی اور بربادی لا رہی ہیں۔ جب تک لوگ قرآن کریم کی تعلیمات کو نہیں اپنائیں گے جب تک قرآن کریم کو اپنا رہبر نہیں مانیں گے اس وقت تک چین کا سانس نہیں لے سکتے یہی دنیا کا مداوا ہے۔ ہماری جماعت کو کوشش کرنی چاہئے کہ دنیا قرآن کریم کی خوبیوں سے واقف ہو اور قرآن کریم کی تعلیم لوگوں کے سامنے بار بار آتی رہے تا کہ دنیا اس مامن کے سایہ تلے آکر امن حاصل کرے“ (فرمودہ ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء بحوالہ مشعل راہ جلد اول ص ۴۵۴)

خدام الاحمدیہ کے ایک اجتماع کے موقعہ پر آپ نے فرمایا ”ہر احمدی نوجوان کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ اصل میں تو یہ ہر احمدی نوجوان کا فرض ہے کہ وہ عربی جانتا ہو لیکن کم سے کم اتنا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن کریم میں کیا لکھا ہے اور خدا ہم سے کن باتوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ عربی جاننے سے یہ سہولت حاصل ہوجاتی ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کا مفہوم سمجھنے کی منزلیں جلد طے ہوجاتی ہیں لیکن اگر کوئی شخص زیادہ عربی نہ جانتا ہو تو اسے کم سے کم اتنی عربی تو ضرور آنی چاہئے کہ قرآن کریم کے ترجمہ کو وہ سمجھ سکے (حضور نے اس موقعہ پر قرآن مجید ترجمہ جاننے والوں کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا) قرآن شریف ہی تو وہ چیز ہے جس پر ہمارے دین کی بنیاد ہے۔ اگر ہمارے چنیدہ نوجوانوں میں سے بھی صرف ۲۰ فیصدی قرآن جانتے ہیں کہ اگر ہم ساروں کو شامل کرلیں تو غالبا چار پانچ فیصدی نوجوان ایسے نکلیں گے جو قرآن کو جانتے ہوں گے اور پچانویں فی صد ایسے نوجوان نکلیں گے جو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے ہوں گے۔ تم خود ہی سوچ لو۔ جس قوم کے صرف چار پانچ فیصدی قرآن کا ترجمہ جانتے ہوں اور پچانوے فیصد نہ جانتے ہوں کیا اس کی کامیابی کی کوئی صورت بھی ہوسکتی ہے۔ ہم اپنی قوت واہمہ کو کتنا ہی وسیع کرلیں اور ہم اس وہم کو شک بلکہ خیال فاسدہ کی حد تک لے جائیں تب بھی جس قوم کے پچانوے فیصدی افراد قرآن نہ جانتے ہوں اور صرف پانچ فیصد قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہوں اس کی ترقی اور کامیابی کی کوئی صورت انسانی وہمہ اور خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ جب تک قرآن کریم سے ہر چھوٹے بڑے کو واقف نہیں کیا جاتا اس وقت تک ہمیں اپنی کامیابی کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہئے اور اگر ہم رکھتے ہیں تو ہم ایک ایسا نقطہ نگاہ اپنے سامنے رکھتے ہیں جو عقلمندوں کا نہیں بلکہ مجنونوں اور پاگلوں کا ہوتا ہے۔ آج میں اس امر کی طرف جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں اور نوجوانوں کو خصوصیت کے ساتھ یہ نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی جلد سے جلد کوشش کرنی چاہئے۔...... ہماری جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بچہ، نہ جوان، نہ بوڑھا جسے قرآن کریم کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ (تقریر بر موقعہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۴۴ء)

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی احباب جماعت کو قرآن مجید سیکھنے کی طرف بار بار توجہ دلا رہے ہیں اور اس غرض کے لئے آپ نے قادیان میں چند سال پہلے ”نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی“ بھی قائم فرمائی ہے۔ جس کے تحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں میں قرآن مجید سکھانے کا انتظام کیا جاتا ہے اور معلمین ومبلغین کرام اور واقفین عارضی احباب جماعت کو قرآن مجید سکھاتے ہیں جس کے نتیجہ میں مختلف مقامات پر تقاریب آمین بھی منعقد ہوئی ہیں۔ اسی طرح ذیلی تنظیموں کے تحت بھی تعلیم القرآن کلاسز لگائی جاتی ہیں۔ اور خدام، اطفال اور لجنہ وناصرات کی ممبرات کو قرآن مجید سادہ اور ترجمہ سکھایا جاتا ہے۔

امسال مرکزی پروگرام کے مطابق یکم جولائی تا سات جولائی ہفتہ قرآن مجید منایا جائے گا جس میں ہر روز قرآن مجید کے تعلق سے مختلف موضوعات پر تقاریر ہوں گی احباب وخواتین کو چاہئے کہ ان مبارک دنوں میں ان اجلاسات میں شریک ہوں اور اپنے اپنے معیار کے مطابق سادہ، ترجمہ اور تفاسیر قرآن سیکھ کر ان برکات سے مستفید ہوں۔

اسی طرح سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی نے ترجمہ قرآن مجید سکھانے کے لئے ایک مراسلاتی کورس شروع کیا ہوا ہے جس کے تحت چند سال میں قرآن مجید کا ترجمہ گھر بیٹھ کر سیکھا جاسکتا ہے زیادہ سے زیادہ احباب جماعت خصوصا خدام اطفال اور ناصرات ولجنہ کو اس میں حصہ لے کر فائدہ اٹھانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے کلام کو سیکھنے اس پر غور کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیاں گذارنے کے توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(قریشی محمد فضل اللہ)

بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام)

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں — حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں — ان پہ اُس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اِک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر
جس کا ہے نام قادرِ اکبر — اس کی ہستی سے دی ہے پختہ خبر
کُوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے — سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اس کے اوصاف کیا کروں مَیں بیاں — وہ تو دیتا ہے جاں کو ادراک جاں
وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر — اس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دلستاں تلک لایا — اس کے پانے سے یار کو پایا
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام — عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اس کی یاد آتی ہے — یاد سے ساری خلق جاتی ہے
سینہ میں نقشِ حق جماتی ہے — دل سے غیر خدا اٹھاتی ہے
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک — ہے خدا سے خدا نما وہی ایک

ہم نے پایا خورِ ہُدیٰ وہی ایک
ہم نے دیکھا ہے دل رُبا وہی ایک

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۹۹-۳۰۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

خطبہ جمعہ

ہر احمدی اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ہماری مخالفتیں، ہماری ترقی کے لئے کھاد کا کام دیتی ہیں

بلغاریہ اور ہندوستان کے نو احمدیوں کے اخلاص اور ثبات قدم کا محبت بھرا تذکرہ

تاریخ ہمیشہ اس بات پر گواہی دے گی کہ خلافت احمدیہ ہی ہے جو جماعت کے افراد کی روحانی مادی اور اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ مسلم اُمّہ کے لئے بھی بوقت ضرورت اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ چاہے وہ کشمیریوں کی آزادی کا معاملہ ہو یا فلسطین کی آزادی کا معاملہ ہے یا برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے حقوق کا معاملہ ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز – فرمودہ 20/مارچ 2009ء بمطابق 20/امان 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں آج سے 120 سال پہلے اس مہینے میں، 23 مارچ کو قرآن کریم کی وہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بڑی خوشخبری کی صورت میں عطا فرمائی تھی۔ مسلم اُمّہ کے ایک ہزار سال کے مسلسل اندھیروں میں ڈوبتے چلے جانے اور مسلمانوں کی اکثریت میں دینِ اسلام کا فقط نام رہ جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ چاند روشن کرنے کے بارے میں اطلاع دی تھی جس نے سراج منیر سے روشنی پائی تھی۔ جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ تا قیامت پھر وہ روشنی پھیلاتا چلا جائے گا اور اس کا سلسلہ بھی دائمی ہوگا اور اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے حُسن اور ضیاء سے اس کے تربیت یافتہ بھی ہمیشہ دنیا کے دلوں کو خوبصورتی اور روشنی بخشتے رہیں گے۔

پس آنحضرت ﷺ کے اس عظیم فرزند کی قائم کردہ جماعت کا ایک دور 23 مارچ 1889ء کو شروع ہوا جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً فرمایا کہ اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَاوَوَحْيِنَا۔ اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔

(تذکرہ ایڈیشن چہارم ۔2004ء صفحہ 134)

آپؑ نے ازالہ اوہام میں اس کا ترجمہ یوں فرمایا کہ جب تُو نے اس خدمت کے لئے قصد کر لیا تو خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کر اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے رُوبرو اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے وہ تجھ سے نہیں بلکہ خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ ہوگا جو ان کے ہاتھ پر ہوگا۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 565)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر۔ جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت درپیش ہے‘‘۔

(فتح اسلام صفحہ 42-43۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 24-25)

بہرحال آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق 23 مارچ 1889ء کو بیعت لی اور سینکڑوں خوش قسمت اس روز اس کشتی میں سوار ہوئے اور یہ تعداد بڑھتے بڑھتے آپؑ کی زندگی میں ہی لاکھوں تک پہنچ گئی اور ان بیعت کرنے والوں نے اپنی بیعت کے حق بھی ادا کئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا ہاتھ ان پر رکھا اور وہ لوگ روحانی منازل طے کرتے چلے گئے۔ اُن پر بھی مخالفت کی خوفناک اور اندھیری آندھیاں چلیں۔ اپنوں اور غیروں کی دشمنی کا انہیں سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ آپؑ کی بیعت میں آنے کے جرم میں بعض کو شہید بھی کیا گیا۔ جن میں سب سے بڑے شہید، جن کو اذیت دے کے شہید کیا گیا، وہ صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید ہیں۔ جنہیں مولویوں کے فتوے پر بادشاہ کے حکم سے ظالمانہ طور پر پہلے زمین میں گاڑا گیا اور پھر سنگسار کر کے شہید کیا گیا اور ان واقعات نے قرونِ اولیٰ کے ان ظلموں کی یاد تازہ کر دی جو آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ پر روا رکھے گئے تھے۔ لیکن تمام تر مخالفتوں اور ظلموں اور حکومت کو آپ کے خلاف بھڑکانے کی سازشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا یہ سلسلہ ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا اور آپ کے سپرد جو کام تھے ان کی تکمیل کرتے ہوئے آخر 26 مئی 1908ء کو آپؑ الٰہی تقدیر کے تحت اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

اور پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو تسلی کے الفاظ میں فرمایا تھا کہ آپ کی جماعت کا دوسرا دور قدرت ثانیہ کی صورت میں شروع ہوگا۔ جس کے بارے میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’غرض (اللہ تعالیٰ) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزے کو دیکھتا ہے‘‘۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 4-5۔۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

پس جب یہ دوسرا دور شروع ہوا تو جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا بعض بدقسمت شبہات میں بھی پڑ گئے اور اپنی اناؤں کے چکر میں بھی پڑ گئے۔ جنہیں حضرت خلیفة المسیح الاولؓ نے بڑے واضح الفاظ میں سمجھا کر اصلاح کی طرف مائل کرنے کی کوشش بھی کی لیکن ان کی بدقسمتی کہ خلافت ثانیہ کے انتخاب خلافت کے موقع پر ان میں سے بعض مرتد بھی ہو گئے اور اس بات کو سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ گرتی ہوئی جماعت کو اللہ تعالیٰ يَدُاللّٰه فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کا نظارہ دکھاتے ہوئے سنبھالتا ہے۔ انہوں نے باوجود عقلیں رکھنے کے یہ نہ سوچا کہ کشتی میں سوار ہو کر غرق ہونے سے وہی نجات پائے گا جو دوسری قدرت کے ساتھ جڑا رہے گا اور وہ دوسری قدرت کوئی انجمن نہیں بلکہ خلافت ہے۔ پس آج ہم خوش قسمت ہیں جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ سے اس کشتی میں سوار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی اور غرقابی سے بچ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہمارے اوپر ہے۔ دنیا قعر مذلت میں گرتی چلی جا رہی ہے اور احمدی اپنے قادر و توانا خدا کے فضلوں کے نظارے دیکھ رہے ہیں۔

1908ء سے لے کر آج تک نئے سے نئے حربوں کے ساتھ دشمن جماعت کو ختم کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر بڑے ابتلاء کے بدنتائج اور دشمن کی مذموم کوششوں سے جماعت کو محفوظ رکھتا چلا جا رہا ہے اور جوں جوں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے، حسد اور مخالفت کی آگ بھی اسی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ مخالفتیں بڑھ رہی ہیں اور جہاں جہاں نام نہاد، خودغرض علماء کہلانے والوں کا بس چلتا ہے وہ خدا کے نام پر ان ظلموں کے کرنے سے نہیں چوکتے جو احمدیوں پر کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہر مخالفت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے بتایا ہوا ہے کہ مومنوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’قرآن شریف سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ابتلاء آویں جیسے فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوْآ اَنْ يَّقُوْلُوْآ اٰمَنَّا وَهُمْ لَايُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:2-3) یعنی کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف اٰمَنَّا کہنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے اور وہ فتنوں میں نہ پڑیں گے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 298۔مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا: ’’غرض امتحان ضروری شے ہے اس سلسلے میں جو داخل ہوتا ہے وہ ابتلاء سے خالی نہیں رہ سکتا۔

ہمارے، بہت سے دوست ایسے ہیں کہ وہ ایک طرف ہیں اور باپ الگ"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 258۔ مطبوعہ ربوہ)

یعنی احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ماں باپ سے بھی علیحدہ ہیں۔

اور پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"جب سخت ابتلاء آئیں اور انسان خدا کے لئے صبر کرے تو پھر وہ ابتلاء فرشتوں سے جا ملاتے ہیں"۔ اور فرمایا کہ نبیوں پر جو ابتلاء آتے ہیں اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے ملائے جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 305 مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ بغیر امتحان ترقی محال ہے۔ پس یہ ایمان میں پختگی کے لئے وہ نصائح ہیں جن کو آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں نے پکڑا ہوا ہے اور ہر احمدی اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ہماری مخالفتیں، ہماری ترقی کے لئے کھاد کا کام دیتی ہیں۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بلغاریہ کے نومبائعین کا ذکر کیا تھا۔ یعنی کچھ تو ان میں نئے احمدی ہیں، کچھ چند سال پہلے احمدی ہوئے۔ انہیں وہاں کے مسلمان مفتی کے کہنے پر جس کا حکومت میں بڑا عمل دخل ہے پولیس نے ہراساں کیا اور پولیس احمدیوں کو پکڑ کر سٹیشن بھی لے گئی تھی۔ ان لوگوں کو جب مَیں نے سلام بھجوایا اور حال وغیرہ پوچھا تو مربی صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے ہر ایک سے انفرادی رابطہ کیا اور جب پیغام دیا تو ہر ایک کا یہ جواب تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ایمان میں مضبوط ہیں۔ یہ تکالیف تو کوئی چیز نہیں ہیں اور بعض تو جذباتی ہو کر رونے لگے اور میرے لئے پیغام بھجوایا کہ آپ فکر نہ کریں۔ ہم جماعت کی خاطر انشاء اللہ تعالیٰ ہر تکلیف برداشت کریں گے۔ ہمارے لئے صرف دعائیں کرتے رہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا انقلاب برپا کیا؟ یہ انقلاب نہیں تو اور کیا ہے کہ قربانی کی روح کو، قرآن کریم کی تعلیم کو احمدیت قبول کرنے کے بعد حقیقی رنگ میں سمجھنے لگ گئے ہیں۔ وہ فہم و ادراک پیدا کر دیا ہے، جس نے انہیں اس حقیقت سے آشنا کر دیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے تو امتحانوں میں سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ یورپ میں رہنے والے کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور پھر وہ لوگ جو بڑا عرصہ کمیونزم کے زیر اثر رہے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت سے ان کا ایک خاص تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ فضل آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے احمدیوں پر فرما رہا ہے۔ اسی طرح آج کل ہندوستان کی نومبائع جماعتوں پر بھی بہت زیادہ ظلم ہو رہا ہے اور یہ ظلم بھی وہاں حسب روایت نام نہاد مُلّاں کر رہے ہیں اور مُلّاں کے کہنے اور اکسانے پر وہاں کے مسلمان کر رہے ہیں اور حکومت اس لئے کوئی ٹھوس قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے کہ عنقریب وہاں انتخابات ہونے والے ہیں اور مسلمانوں کے ووٹ انہیں چاہئیں جبکہ احمدیوں کی کوئی ایسی طاقت نہیں ہے۔ لیکن ان ظلم کرنے والوں کو بھی اور اس ظلم ہونے پر آنکھیں بند کرنے والوں کو بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ دنیاوی طاقت تو بے شک نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے۔ وہ ہمارا مولیٰ ہے اور جب وہ مدد کو آتا ہے تو ہر چیز کو خس راہ کی طرح اڑا کر رکھ دیتا ہے۔ جب اس کی تقدیر چلتی ہے تو پھر کوئی چیز اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔ پس ہندوستان کے احمدی بھی صبر اور حوصلے سے کام لیں۔ دعاؤں میں زیادہ شدت پیدا کریں اور اپنے ربّ کے ساتھ تعلق کو پہلے سے بڑھ کر بڑھائیں۔

اسی طرح آج کل پاکستان میں بھی احمدیوں کی مخالفت عروج پر ہے۔ حکومت اور مُلّاں کی حرکتوں اور کوششوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ برصغیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد سے مولویوں کی طرف سے جو مخالفت شروع ہوئی، اس میں مولویوں نے اپنے طور پر بھی نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں اور غیروں کو بھی جماعت کے خلاف بھڑکایا اور ابھارا اور ان کی مدد کی کہ کسی طرح جماعت ختم ہو جائے یا اسے نقصان پہنچایا جائے۔ لیکن ان کی ہر کوشش کے بعد جماعت کے قدم ترقی کی طرف پہلے سے آگے ہی بڑھتے ہیں۔ لیکن یہ سب دیکھ کر بھی ان کو احساس نہیں ہوا کہ یہ چیز ثابت کرتی ہے کہ جماعت کسی انسان کی قائم کردہ نہیں بلکہ خدا کی قائم کردہ جماعت ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا کہ ایک پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان خوشخبری کے پورا ہونے کا کھلا کھلا نشان ہے۔ اس لئے ان کو مَیں کہتا ہوں کہ عقل سے کام لیں اور خدا تعالیٰ سے مقابلے سے باز رہیں اور اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے توبہ اور استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے مددگار بن جائیں۔ لیکن ان لوگوں کی آنکھوں اور عقل دونوں پر پردہ پڑا ہوا ہے، پٹیاں بندھی ہوئی ہیں جو ان سے خدا کے نام پر اور اسلام کے نام پر خدا کے بندے پر ظلم کروا رہی ہیں۔ لیکن بھول جاتے ہیں کہ جب ظلم و زیادتی انتہاء پر پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے بندے مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ (البقرۃ:214) کی صدا بلند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ تو پھر اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ (البقرۃ:214) یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔ پس یہ ظلم جو احمدیوں پر روا رکھے جا رہے ہیں، احمدیوں کو ہر جگہ خدا تعالیٰ کا قرب دلا رہے ہیں۔

برصغیر کی تقسیم کے بعد ان شر پسند نام نہاد علماء کی اکثریت پاکستان میں آ گئی تھی اور یہاں جیسا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف بھی اور عموماً بھی ہم ہر روز کوئی نہ کوئی واقعہ سنتے ہیں انہوں نے ملک میں ایک طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا ہے۔ احمدیوں کے خلاف جو سلوک کر رہے ہیں وہ تو ہے ہی، ملک کی بدنامی کا بھی باعث بنتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ جو آج ملک کے ہمدرد بنے ہوئے ہیں اور احمدیوں کو یہ کہتے ہیں کہ تمہارے پاس اب صرف یہ آپشنز (Options) ہیں۔ یہ راستے ہیں کہ یا تو احمدیت چھوڑ دو یا ملک چھوڑ دو یا پھر اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور ظلم کی انتہاء یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر اور رحمۃ للعالمینؐ کے نام پر کیا جا رہا ہے۔ اور کہا یہ جاتا ہے کہ ہم سب کچھ آنحضرت ﷺ کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے کے مقام کو قائم رکھنے کے لئے کر رہے ہیں۔ ہم یہ سب کچھ دینی غیرت سے کر رہے ہیں۔ اور جو ملک بقول ان کے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہو وہاں ان کے نزدیک سب سے زیادہ دینی غیرت دکھانے کی ضرورت ہے اور دینی غیرت یہی ہے کہ خدا کے نام پر خدا کے بندوں کو قتل کرو۔

پہلی بات تو یہ کہ آنحضرت ﷺ کے لئے دینی غیرت جو تمام دنیا میں احمدی دکھا رہے ہیں، یہ لوگ تو ان کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے لئے جو قربانیاں احمدی کر رہے ہیں اس کا لاکھواں اور کروڑواں حصہ بھی یہ لوگ نہیں کر رہے۔ باوجود اس کے کئی مسلمان ممالک جو تیل کی دولت رکھنے والے ہیں وہ ان مُلّاؤں کی مدد کر رہے ہیں۔ لیکن یہ اس مدد کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے تو استعمال کر رہے ہیں، اپنے خزانے تو اس سے بھر رہے ہیں یا دہشت گردی اور ظلم و بربریت کے لئے تو وہ دولت استعمال کر رہے ہیں لیکن اسلام کی تبلیغ کے لئے ان کی کوشش کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ مولوی جو آج پاکستان پر بھی سب سے زیادہ حق جتانے والے بنے ہوئے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اسلام کے اس قلعہ میں ہم برداشت نہیں کر سکتے کہ قادیانی اپنے عقیدے کے ساتھ رہ سکیں ان پر واضح ہو کہ پاکستان بنانے میں احمدیوں نے جو کوششیں کی ہیں اور جس کو اس وقت جب یہ سب کوششیں ہو رہی تھیں تمام شریف النفس غیروں نے بھی مانا ہے۔ تم لوگ جو آج پاکستان کے سب سے بڑے ہمدرد بنے ہوئے ہو اور مالک بننے کی کوشش کر رہے ہو اُس وقت تو پاکستان کے نظریہ کی بھی مخالفت کر رہے تھے۔

جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کے حقوق کے لئے کیا کوششیں کیں اس بارے میں ان کے اپنوں کے بعض بیان پڑھ دیتا ہوں کیونکہ 23 مارچ کا دن یوم پاکستان کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ تو اس حوالے سے اتفاق سے یہ چیز بھی آج سامنے آ گئی۔ تا کہ شریف النفس لیکن علم نہ رکھنے والوں کو پتہ چلے کہ کیا ہے؟ کیونکہ یہ لوگ مولویوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے ہیں اور اس وجہ سے پاکستان کی تاریخ کو بھی نہیں جانتے۔

ایک ممتاز ادبی اور صحافی شخصیت مولانا محمد علی جوہر صاحب تھے۔ اپنے اخبار ہمدرد 26 ستمبر 1927ء میں انہوں نے لکھا کہ:

"ناشکری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی اس منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کے لئے وقف کر دی ہیں...... اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس منظم فرقے کا طرز عمل سواد اعظم اسلام کے لئے بالعموم اور ان اشخاص کے لئے بالخصوص جو بسم اللہ کے گنبدوں میں بیٹھ کر خدمتِ اسلام کے بلند بانگ و در باطن ہیچ دعاوی کے خوگر ہیں مشعل راہ ثابت ہو گا"۔ (اخبار ہمدرد مورخہ 26 ستمبر 1927ء بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان اور جماعت احمدیہ صفحہ 8)

یعنی جو اعلان وہ کرتے پھرتے ہیں ظاہر میں تو بڑے بلند بانگ دعوے ہیں لیکن اصل میں بالکل معمولی ہیچ چیزیں ہیں۔ ان لوگوں کے لئے مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کی جماعت ایک مشعل راہ ثابت ہوگی۔

پھر انقلاب اخبار کے مولانا عبدالمجید سالک صاحب، مسلمانوں کے بہت مشہور لیڈر رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:

"جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اس تبصرے کے ذریعہ سے" (جو ایک تبصرہ اس وقت مسلمانوں کی حالت پہ تھا اس تبصرے کے ذریعہ سے" مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ جو بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا کام تھا وہ مرزا صاحب نے انجام دیا"۔

(انقلاب 16 نومبر 1930ء بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان اور جماعت احمدیہ صفحہ 9)

پھر ہر ایک جانتا ہے کہ پاکستان بنانے کے لئے قائد اعظم کا ہی اصل میں ہاتھ ہے ان پر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ مایوس ہو کر ہندوستان چھوڑ کر یہاں انگلستان میں آ گئے تھے۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ "مجھے اب ایسا محسوس ہونے لگا کہ مَیں ہندوستان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ نہ ہندو ذہنیت میں کوئی خوشگوار تبدیلی کر سکتا ہوں نہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکتا ہوں۔ آخر مَیں نے لندن ہی میں بود و باش کا فیصلہ کر لیا"۔

('قائد اعظم اور ان کا عہد' از رئیس احمد جعفری صفحہ 192 بحوالہ 'تعمیر ترقی پاکستان اور جماعت احمدیہ' صفحہ 9)

یہ جو صورتحال تھی اس سے ہند کے جو مسلمان تھے ان کو بڑا سخت دھچکا لگا اور سب سے زیادہ ہمدردی تو جماعت احمدیہ کو تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو تھی۔ تو آپؓ نے اس کے لئے بڑی کوشش کی اور یہاں لندن میں اس وقت مولانا عبدالرحیم درد صاحب امام تھے، ان کے ذریعہ سے قائداعظم پر زور ڈالا کہ وہ دوبارہ ہندوستانی سیاست میں آئیں اور بڑی کوششوں سے درد صاحب نے ان کو قائل کیا۔ آخر قائداعظم نے خود کہا کہ امام صاحب کی بڑی ترغیب تھی اور ان کی بہت زیادہ زور اور تلقین نے میرے لئے کوئی جائے فرار باقی نہ چھوڑی۔

بلکہ ایک غیر از جماعت مورخ اور صحافی م۔ش صاحب ہیں، انہوں نے بھی لکھا کہ "مسٹر لیاقت علی خان اور مولانا عبدالرحیم درد امام لندن ہی تھے جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنا ارادہ بدل لیں اور وطن واپس آ کر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس کے نتیجہ میں مسٹر جناح 1934ء میں ہندوستان واپس آ گئے اور مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے"۔

(پاکستان ٹائمز11 ستمبر1981 سپلیمینٹ IIکالم نمبر 1بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان اور جماعت احمدیہ صفحہ 10)

جسٹس منیر جو 1953ء کے عدالتی کمیشن کے صدر تھے انہوں نے لکھا ہے کہ " احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بے بنیاد الزام لگائے گئے ہیں کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلے میں ضلع گورداسپور اس لئے ہندوستان میں شامل کردیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار کیا اور چوہدری ظفراللہ خان نے جنہیں قائداعظم نے اس مشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر مامور کیا تھا خاص قسم کے دلائل پیش کئے ۔لیکن عدالت ہذا کا صدر جو اس کمیشن کا ممبر تھا، (جسٹس منیر اس کمیشن کے ممبر بھی تھے) اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکروامتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفراللہ خان نے گورداسپور کے معاملے میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن حکام کے کاغذات میں ظاہروباہر ہے اور جس شخص کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کرسکتا ہے۔ چوہدری ظفراللہ خان نے مسلمانوں کے لئے نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں۔ ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتی تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے‘‘۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت المعروف منیر انکوائری رپورٹ صفحہ305 جدید ایڈیشن)

چوہدری ظفراللہ خان نے تو جو خدمات کی ہیں اور اس کے مقابلے میں اس عدالت کے سامنے غیراحمدیوں نے جس طرح بیان دیا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے۔

یہ الگ مملکت جس کا نام پاکستان رکھا گیا اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور آپؓ کی ہدایت پر جماعت کے افراد نے جو کوششیں کیں ان کی ایک دو مثالیں مَیں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں۔

تاریخ ہمیشہ اس بات پر گواہی دے گی کہ خلافت احمدیہ ہی ہے جو جماعت کے افراد کی روحانی مادی اور اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ مسلم اُمّہ کے لئے بھی بوقت ضرورت اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ چاہے وہ کشمیریوں کی آزادی کا معاملہ ہو یا فلسطین کی آزادی کا معاملہ ہے یا برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کے حقوق کا معاملہ ہے۔ تاریخ جو جماعت احمدیہ کی تاریخ ہے اس بات پر گواہ ہے کہ ہمیشہ جماعت احمدیہ مسلمانوں کے حقوق کے لئے صف اوّل میں رہی ہے۔

اس کے مقابلے پر مولویوں نے کیا کردار ادا کیا ہے؟ کہتے ہیں پاکستان ہمارا ہے۔ ہماری وجہ سے معرض وجود میں آیا۔ ان کے ذرا بیان پڑھ لیں۔ یہ بھی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ہے اس میں عطاءاللہ شاہ بخاری صاحب کے حوالے سے جو احراری لیڈر تھے لکھا ہے کہ اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ 398 ۔شائع کردہ ’نیا زمانہ پبلیکیشنز‘)

پھر اسی رپورٹ میں لکھا ہے کہ فسادات کے دوران احراری لیڈر امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری نے لاہور میں جو تقریریں کیں ان میں سے ایک تقریر میں انہوں نے کہا کہ ’’پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے‘‘۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ398 ۔شائع کردہ ’نیا زمانہ پبلیکیشنز‘)۔ اِنّا لِلّٰہ۔

پھر لکھتے ہیں، خود شاہ صاحب کا اپنا بیان ہے کہ ’’جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں‘‘۔

(بیان عطاءاللہ شاہ بخاری بحوالہ چمنستان از مولانا ظفر علی خان صفحہ 165 مطبوعہ 1944 بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان از پروفیسر نصر اللہ راجہ صفحہ 13)

پھر تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مجلس احرار کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس 3مارچ 1940ء کو دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں پاکستان کی تجویز کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا اور بعد میں بعض لیڈروں نے اپنی تقریروں میں پاکستان کو پلیدستان بھی کہا۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ28 ۔شائع کردہ ’نیا زمانہ پبلیکیشنز)

پھر اسی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ جماعت یعنی جماعت اسلامی مسلم لیگ کے تصور پاکستان کی علی الاعلان مخالف تھی اور جب سے پاکستان قائم ہوا ہے، جس کو نا پاکستان کہہ کر یاد کیا جاتا ہے، یہ جماعت موجودہ نظام حکومت اور اس کے چلانے والوں کی مخالفت کر رہی ہے ہمارے سامنے جماعت کی جو تحریریں پیش کی گئی ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں جس میں مطالبہ پاکستان کی حمایت کا بعید سا اشارہ بھی موجود ہو۔ اس کے برعکس یہ تحریریں جن میں کئی ممکن مفروضے بھی شامل ہیں، تمام کی تمام اس شکل کی مخالف ہیں جس میں پاکستان وجود میں آیا اور جس میں اب تک موجود ہے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ378 ۔شائع کردہ ’نیا زمانہ پبلیکیشنز)

مودودی صاحب کا اپنا ایک بیان ہے کہ جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت والے علاقے ہندو اکثریت سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی۔ ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔ اس کا نام حکومتِ الٰہی رکھنا اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے۔ (سیاسی کشمکش حصہ سوم طبع اول صفحہ 117 ۔ بحوالہ جماعت اسلامی کا ماضی اور حال صفحہ29 تا32)

اب اسی کافرانہ حکومت کا اقتدار حاصل کرنے کے لئے جو کوششیں ہو رہی ہیں ہر ایک کے سامنے ہیں۔

ان بیانات اور جسٹس منیر کے تبصرے سے صاف عیاں ہے کہ پاکستان کے لئے ان لوگوں کے کیا نظریات تھے جو آج اپنے آپ کو پاکستان کا کرتا دھرتا سمجھتے ہیں۔ جو بھی سیاسی حکومت آتی ہے وہ ان مُلّاؤں کو طاقت سمجھ کر ان سے گٹھ جوڑ کرنے کی کوشش کرتی ہے اور مُلّاں کے ایجنڈے پر سب سے پہلے یہ بات ہوتی ہے کہ احمدیوں کے خلاف جو کچھ ہوسکتا ہے کرو۔ 1953ء میں بھی فسادات ہوئے۔ اُس وقت کچھ نہ کچھ انصاف پسند لوگ تھے اس لئے جو وہ کرنا چاہتے تھے اس وقت مولویوں کی خواہش پوری نہ ہوسکی۔ لیکن 1974ء میں جو اس وقت کی حکومت تھی اس نے اسلام کے نام پر مولویوں کے ساتھ مل کر احمدیوں پر جو ظلم کی داستانیں رقم کی ہیں اور جو ظلم و بربریت کے نمونے دکھائے گئے ہیں آئندہ جب انصاف پسند مؤرخ آئے گا اور پاکستان کی تاریخ لکھے گا تو ایک تاریک سیاہ باب کی صورت میں یہ لکھا جائے گا۔ اور پھر 1984ء میں ایک آمر نے اس قانون میں، جو 1974ء میں بنایا گیا تھا اور اسمبلی نے پاس کیا تھا، مزید ترامیم کر کے سختی پیدا کی تاکہ احمدیت کو ختم کردے اور بڑے طمطراق سے یہ دعویٰ کیا کہ ’’مَیں احمدیت کے اس کینسر کو ختم کردوں گا‘‘۔ نتیجہ کیا نکلا؟ کہ احمدیت تو ترقی پر ترقی کرتی چلی جا رہی ہے اور ان لوگوں کا یا تو پتہ نہیں کہاں گئے یا پھر خود اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی چکی میں آج کل پس رہے ہیں۔

ان تمام ظلموں کے باوجود جو جماعت احمدیہ پر روا رکھے گئے خلافت احمدیہ کی برکت سے ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مدد فرماتے ہوئے جماعت کو ان ابتلاؤں سے نکالا۔ جماعت نے جو صبر کے نمونے ان حالات میں دکھائے اور آج تک دکھا رہی ہے یہ خلافت سے وابستگی کی وجہ ہے۔ اور اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت باندھنے والوں نے اپنے عہد بیعت کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں۔

آج کل کی حکومتیں جو پاکستان میں مرکزی اور صوبائی سطح پر قائم ہیں۔ ان کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ان لوگوں کو پاکستان کی بقا عزیز ہے جس کے لئے ہر احمدی اور ہر شریف النفس شہری ہمیشہ کوشش بھی کرتا ہے اور دعا بھی کرتا ہے تو اس پاکستان کو قائم کریں جو حضرت قائداعظم قائم کرنا چاہتے تھے۔ نہ یہ کہ مذہبی بنیادوں پر نفرتوں کی دیواریں کھڑی کی جائیں۔ مذہب کی بنیاد پر دوسروں کے خون سے ہولی کھیلی جائے۔

قائداعظم کیا فرماتے ہیں؟ 1947ء کے صدارتی خطبہ میں، اسمبلی میں جو دستور ساز اسمبلی تھی، اس میں قائداعظم کا یہ ارشاد دیکھیں اور پاکستان کی 1974ء کی اسمبلی نے جو فیصلہ کیا تھا وہ بھی دیکھیں۔ قائداعظم نے تو یہ فرمایا تھا کہ:

’’اگر ہمیں پاکستان کی اس عظیم الشان ریاست کو خوشحال بنانا ہے تو ہمیں اپنی تمام تر توجہ لوگوں کی فلاح و بہبود کی جانب مبذول کرنا چاہئے۔ خصوصاً عوام اور غریب لوگوں کی جانب۔ اگر آپ نے تعاون اور اشتراک کے جذبے سے کام کیا تو تھوڑے ہی عرصے میں اکثریت اور اقلیت، صوبہ پرستی اور فرقہ بندی اور دوسرے تعصّبات کی زنجیریں ٹوٹ جائیں گی‘‘۔

فرمایا کہ: ’’ہماری ریاست کسی تمیز کے بغیر قائم ہو رہی ہے۔ یہاں ایک فرقے یا دوسرے فرقے میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ یہاں ذات یا عقیدوں میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ ہم اس بنیادی اصول کے تحت کام شروع کر رہے ہیں کہ ہم ایک ریاست کے باشندے اور مساوی باشندے ہیں۔ آپ آزاد ہیں، آپ اس لئے آزاد ہیں کہ اپنے مندروں میں جائیں، آپ آزاد ہیں کہ اپنی مسجدوں میں جائیں یا پاکستان کی حدود میں اپنی کسی عبادت گاہ میں جائیں۔ آپ کا تعلق کسی مذہب، کسی عقیدے یا کسی ذات سے ہو اس کا مملکت کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ بات بطور نصب العین اپنے سامنے رکھنی چاہئے‘‘۔ یہ قائداعظم فرما رہے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ بات بطور نصب العین اپنے سامنے رکھنی چاہئے اور ’’آپ یہ دیکھیں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندو ہندو نہ رہے گا اور مسلمان مسلمان نہ رہے گا۔ مذہبی مفہوم میں نہیں کیونکہ ہر شخص کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی مفہوم میں اس مملکت کے ایک شہری کی حیثیت سے‘‘۔

(افکار قائداعظم صفحہ 358 مرتبہ محمود عاصم۔ ناشر مکتبہ عالیہ ایبک روڈ لاہور)

اب یہ تصور قائداعظم نے پیش کیا ہے اور 1974ء کی اسمبلی اس سے بالکل الٹ کام کر رہی ہے۔ پس بانیٔ پاکستان کا اسمبلیوں کے کام اور حکومتی معاملات چلانے کے لئے یہ تصور تھا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اسمبلیوں کا کام نہیں ہے کہ کسی کے مذہب اور عقیدے اور عبادت کے طریقوں کا فیصلہ کرتی پھرے کہ کس نے کس طریقے سے عبادت کرنی ہے۔ جس دن حکومت پاکستان میں اس اصل کو سمجھ کر اس اصول پر کام کرنا شروع کیا گیا جس کی راہنمائی قائداعظم نے فرمائی ہے وہ دن پھر انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کی ترقی کی نئی راہیں متعین کرنے والا دن ہوگا۔ فرقہ پرستی اور قومیت

بسم اللّٰہِ الرحمن الرحیم

وَسِّعْ مَکَانَکَ (الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

BUILD YOUR OWN HOUSE IN QADIAN DARUL AMAN

M/S ALLADIN BUILDERS

Please contact us for good quality construction works in Qadian Darul Aman

Contact : Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 9872370449 , +91 98780226396

Emal: khalid@alladinbuilders.com

Please visit us at : www.alladinbuilders.com

کی دیواریں گریں گی تو تبھی قائداعظم کے خوشحال پاکستان کو پاکستانی دیکھ سکیں گے۔ پس اب بھی جو سیاستدان ہیں ان کو اپنی تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ کسی کے دین کی جزئیات کا فیصلہ کرنا یا دین کے بارے میں فیصلہ کرنا اور اپنے عقیدے ٹھونسنا نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اس عظیم شخصیت نے جس نے مسلمانوں کو ایک علیحدہ مملکت بنا کر دی ہے اس بارہ میں اجازت دی تھی۔

ایک شہری کی حیثیت سے پاکستان کے ہر شہری کو اس کے حقوق دینے چاہئیں۔ ووٹ کا حق ہے، ملازمتوں کا حق ہے، مذہب اور عقیدے کا حق ہے۔ یہ اس کا حق ہے اس کو ملے۔ جہاں تک قانون کے لاگو ہونے کا سوال ہے، قانون ہر ایک کے لئے ایک ہو۔ جو بھی قانون بنتے ہیں وہ کیا جائے۔ یہ برابری کے حق ملیں گے تو ملک میں سکون کی فضا قائم ہوگی۔ ان حکومتوں کو چاہئے کہ اس بات سے سبق سیکھیں کہ 1974ء کے جو فیصلے ہوئے اور پھر 1984ء میں اس میں مزید ترمیم کر کے احمدیوں کے خلاف جو کارروائیاں کی گئیں اور جو پابندیاں لگائی گئیں اس کے بعد سے ملک تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ کوئی ترقی نظر نہیں آتی ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو تین قدم پیچھے چلا جاتا ہے۔

احمدیوں نے تو تمام تر ظلموں کے باوجود ملک کی بہتری کے لئے کوشش بھی کرنی ہے اور دعا بھی کرنی ہے اور وہ کریں گے۔ لیکن احمدیوں کو نقصان پہنچانے والے یہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر تم سے ایک دن ضرور بدلہ لے گی۔ آئے دن قانون اور اسلام کی آڑ میں احمدیوں کو جو شہید کیا جاتا ہے یہ خون کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہمیشہ یاد رکھو۔ فرمایا کہ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء:94) اور جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے اور وہ اس میں بہت لمبا عرصہ رہنے والا ہے اور اللہ اس پر غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی اور اس نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پس اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ ایمان کے بارے میں تو حدیث میں آتا ہے کہ سب سے افضل ایمان کا حصہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا ہے۔ پورا کلمہ بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل حصہ صرف لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ دینا ہے۔ اور پھر وہ واقعہ جب ایک صحابی نے جنگ کی حالت میں دشمن کو زیر کر لیا اور اس نے کلمہ پڑھ لیا اور پھر بھی انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور آنحضرت ﷺ تک جب یہ بات پہنچی تو آپ نے اس شدّت سے اسے کہا کہ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ اس نے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا ہے یا اس نے دل سے کلمہ پڑھا ہے۔ وہ صحابی کہتے ہیں اس وقت جو غصے کا اظہار آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو مَیں یہ چاہتا تھا کہ کاش مَیں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔ اس کے باوجود یہ اپنی تعریفیں کر کے کلمہ گوؤں کو قتل کرتے چلے جا رہے ہیں، شہید کرتے چلے جا رہے ہیں۔

گزشتہ دنوں پھر انتہائی ظالمانہ طور پر ایک نوجوان جوڑے میاں بیوی کو ملتان میں شہید کر دیا گیا اور ان کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے زمانہ کے امام کو مانا۔ دونوں ڈاکٹر تھے اور بڑے ہر دلعزیز ڈاکٹر تھے۔ ایک کا نام ڈاکٹر شیراز ہے ان کی 37 سال عمر تھی اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر نورین شیراز 28 سال کی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ شاید یہ شہداء میں عورتوں میں سب سے کم عمر شہید ہیں۔ ان لوگوں کو اتنا بھی انسانیت کا پاس نہیں ہے کہ جو نافع الناس وجود ہیں، انسانیت کی خدمت کرنے والے ہیں، خدمت خلق کرنے والے ہیں اور تمہارے مریضوں کی خدمت کر رہے ہیں، ان کو بہیمانہ طریقے سے شہید کر دیا۔ یہ مخالفین یاد رکھیں کہ احمدی جو ہیں وہ تو کسی مقصد کے لئے شہید ہو رہے ہیں لیکن جو آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کے آنے سے جو حق ظاہر ہوا، اس کے انکار کی وجہ سے ملک میں جو بدامنی پھیل رہی ہے اور اس وجہ سے درجنوں معصوم بلا مقصد قتل کئے جا رہے ہیں، یہ بھی قدرت کا ایک انتقام ہے جو لیا جا رہا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تو وہ مسلمان بھی نہیں رہتے جو مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ اور پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو سلوک کرنا ہے جیسا کہ مَیں نے آیت پڑھی ہے وہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ پھر ان سے کیا سلوک ہوگا۔ ان لوگوں کو کچھ خوف خدا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

گزشتہ دنوں میں پہلے حکومت کے ساتھ، فوج کے ساتھ، لڑائیاں ہوتی رہیں اس کے بعد پھر حکومت نے ہتھیار ڈال دیئے اور سوات میں ایک شرعی نظام جاری کر دیا گیا اور جب شرعی نظام قائم ہو گیا اور عدالتیں بھی قائم ہو گئیں تو اس کے بعد وہاں کے جو بھی کرتا دھرتا مُلّاں تھے انہوں نے اعلان کیا کہ حکومت کے جو جج ہیں یہاں آنے کی کوشش نہ کریں۔ حکومت کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سلسلہ جو اَب شروع ہوا ہے یہ یہاں رکنے والا نہیں ہے۔ یہ پورے ملک کو مزید بدامنی کی لپیٹ میں لے گا۔ دنیا کی جو صورتحال ہے، دنیا میں پاکستان کی جو صورتحال ہے، اب پورے ملک کو دہشت گرد کا نام دیا جا رہا ہے۔ یہاں کے وزیر خارجہ نے بھی پچھلے دنوں بیان دیا کہ اگر حکومتوں نے اپنے آپ کو نہ سنبھالا تو مکمل طور پر یہ ملک دہشت گرد قرار دے دیا جائے گا۔ وہ مُلّاں جو پاکستان کو پلیدستان کہتا تھا اپنی مذموم کوششوں میں کامیاب ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اور بظاہر تو یہ لگتا ہے کہ اب ان کی کوششیں یہی ہیں کہ اگر ملک ان لوگوں کے ہاتھ میں رہا تو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے کہ پاکستان کے نام کو بھی یہ قائم رہنے دیں گے کہ نہیں۔

خلفاء احمدیت ہمیشہ حکومت کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہے کہ ان سے بچنا، ان مُلّاؤں سے بچنا۔ اگر ایک دفعہ بھی ان کو کندھے پہ سوار کر لیا تو پھر یہ لوگ پیر تسمہ پا بن جائیں گے۔ لیکن انہیں سمجھ نہیں آ رہی۔ ایک طرف یہ لوگ جو سیاستدان ہیں اپنے آپ کو ملک کا ہمدرد اور بڑا منجھا ہوا سیاستدان سمجھتے ہیں اور اس کے دعوے کر رہے ہیں اور دوسری طرف اس خوفناک حقیقت کو نہیں سمجھ رہے کہ مُلّاں پاکستان کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے اس لئے ان سے کسی بھی قسم کا جو اشتراک ہے وہ حکومتوں کو بھی اور ملک کو بھی نقصان پہنچائے گا۔

ہم تو دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو بچائے۔ جہاں تک ملاں کی کوشش یا ارادے کا تعلق ہے کہ ان شہادتوں سے وہ احمدیت کی ترقی کو روک سکتے ہیں تو یہ ان کا خام خیال ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا احمدیت تو ہر قدم پر دشمنی کے بعد ترقی کرتی چلی گئی ہے۔ جو کشتی خدا تعالیٰ نے خود بنوائی ہے اس کی حفاظت بھی وہ خود کرے گا اور اس کا سفر انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔ ہاں جہاں تک اِکّا دُکّا شہادتوں کا یا نقصان کا سوال ہے وہ تو ابتلا آتے رہتے ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا اور جو شہادت پانے والے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اپنی دائمی زندگی پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والے بن رہے ہیں۔ بہرحال احمدی بھی، خاص طور پر پاکستانی احمدی دعاؤں پر بہت زور دیں۔ کیونکہ یہ ملک جس آگ کے کنارے پر کھڑا ہے وہاں سے احمدیوں کی دعائیں ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے اس کو اس میں گرنے سے بچا سکتی ہیں۔ اس ملک کی تعمیر میں بھی جماعت احمدیہ نے بہت کردار ادا کیا ہے اور اس کے بچانے میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی دعائیں ہی کام آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جن شہید ڈاکٹرز کا مَیں نے ذکر کیا تھا اب ان کے کچھ کوائف بھی بتا دوں۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ 14 مارچ کو ڈیوٹی سے فارغ ہو کر یہ لوگ سوا تین بجے اپنے گھر پہنچے تو لگتا ہے کوئی پہلے سے وہاں چھپا ہوا تھا، جس نے ان دونوں کو بڑی بے دردی سے شہید کیا۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ڈاکٹر شیراز باجوہ صاحب کی میت ان کے بیڈروم میں تھی۔ ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے تھے۔ آنکھوں پہ پٹی باندھی ہوئی تھی۔ منہ میں روئی ٹھونسی ہوئی تھی اور گردن میں رسی کا نشان تھا یعنی پھندا ڈالا تھا۔ اَور کئی رسیاں بھی سرہانے پڑی تھیں۔ ان کی ملازمہ جب شام کو آئی ہے تو اس نے ان کو دیکھا۔ کہتی ہے پہلے ان کی جو لاش تھی وہ پنکھے سے لٹک رہی تھی اور اسی طرح جو ان کی اہلیہ ہیں ان کو ڈرائنگ میں اسی طرح باندھ کے چھوڑا ہوا تھا۔ منہ میں کپڑا تھا۔ دونوں، ڈاکٹر شیراز صاحب واپڈا ہسپتال ملتان میں آنکھوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹر تھے اور ڈاکٹر نورین جو تھیں چلڈرن ہسپتال میں تھیں۔ یہ دونوں، احمدی غیر احمدی دونوں طبقوں میں بڑے ہر دلعزیز ڈاکٹر تھے۔ بڑا دھیما مزاج اور ہمدردانہ رویہ رکھنے والے تھے۔ یہ ان کی خاص پہچان تھی۔ کچھ عرصہ انہوں نے فضل عمر ہسپتال میں بھی کام کیا ہے اور یہ کالونی ایسی ہے کہ یہاں ہر طرف سے چار دیواری تھی۔ دیواروں کے اوپر باڑ لگی ہوئی تھی۔ گیٹ ہے۔ سیکیورٹی ہے۔ اس کے باوجود اندر جا کے حملہ کرنے کا مطلب ہے کہ لازماً کوئی سازش کی گئی ہے۔ کیونکہ بغیر سیکیورٹی چیک اس کالونی کے اندر کوئی جا ہی نہیں سکتا تھا۔ تو اس میں یہ سب شامل لگتے ہیں۔ دونوں اچھے قابل لائق ڈاکٹر تھے۔ 1998ء میں مضمون نویسی کا کوئی مقابلہ ہوا تھا جس میں ان کی اہلیہ کو ایک بڑا اعزاز بھی ملا تھا۔ کچھ عرصہ ہوا تھا کہ ان کی شادی ہوئی تھی اور ابھی ان کے بچے کوئی نہیں تھے۔ بالکل نوجوان تھے جیسا کہ بتایا کہ 37 سال اور 28 سال عمر تھی۔ ابھی مَیں انشاء اللہ تعالیٰ نماز کے بعد ان کا جنازہ غائب بھی پڑھوں گا۔ اس جنازہ غائب کے ساتھ کچھ اور جنازے بھی ہیں۔

ایک ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب ہیں جو ہمارے امیر ضلع ہری پور ہزارہ تھے۔ ان کی 15 مارچ کو وفات ہوئی ہے۔ انہوں نے کچھ عرصہ نصرت جہاں کے تحت سیرالیون میں خدمات سرانجام دی ہیں۔ پھر یہ بڑا لمبا عرصہ امیر رہے۔ ان پہ بھی چند مہینے پہلے قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور چاقوؤں سے حملہ کیا گیا اور قاتل یہی کہتا تھا تم قادیانی ہو، تمہیں مارنے آیا ہوں۔ خیر وہ بچ گئے کیونکہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور وہ زخمی حالت میں تھے۔ لیکن بہرحال وفات کے وقت ان کی عمر 74 سال تھی۔ بظاہر یہ لگتا ہے کہ ان زخموں کی وجہ سے بھی ان میں کمزوری بڑھتی چلی گئی اور پھر بیمار بھی تھے۔ دل کا حملہ ہوا اور ان کی وفات ہوئی۔ موصی تھے۔ ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی ہے۔

اسی طرح ایک جنازہ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ میاں شریف احمد صاحب کا ہے۔ یہ سید عزیز اللہ شاہ صاحب کی بیٹی تھیں اور سیدہ مہر آپا صاحبہ کی بہن تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ماموں زاد بہن اور مخلص خاتون تھیں۔ ابھی جنازہ غائب میں ان کا بھی جنازہ شامل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور ان کو اپنے قرب سے نوازے اور ان کی نیکیاں ان کے پیچھے جو ورثاء ہیں ان کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ
احمدی احباب کیلئے خاص
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

وقفِ عارضی کی طرف توجہ دیں اس سے تربیت کے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

حفاظتِ قرآن

(..........طارق حیات ریسرچ سیل، ربوہ..........)

(قسط اوّل)

ابتداء سے سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کو ہدایت اور رشد پانے کے ضروری سامانوں سے کبھی بھی محروم نہیں رکھا ہے۔ تخلیق آدم سے لے کر انسانیت کے اس دور کے بارے میں ہمیں قرآن بتاتا ہے کہ

وَ اِنْ مِنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلاَ فِیْھَا نَذِیْرٌ (سورہ الفاطر:۲۵)

یعنی ’’اور کوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے۔‘‘ ان انبیاء نے اپنے اپنے زمانے کی ضرورتوں کے مطابق خدائی مدد اور ہدایت سے اصلاح کی کوششیں کیں اور کامیابیاں بھی پائیں۔ اور رفتہ رفتہ ان انبیاء کے دائرہ اصلاح میں وسعت آتی گئی۔ پھر اجتماعیت کی جانب سفر اپنے اس مقام پر جا پہنچا کہ ساری دنیا کو ایک نبی مخاطب کرے اور اس بارِ عظیم کو اٹھانے اور اس رفیع الشان ذمہ داری کو نبھانے کا کام حضرت محمد ﷺ کے سپرد ہوا اور آپ کو اس مقصد کے لئے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب دی گئی۔ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت کی آخری کتاب ہے جو کہ قیامت تک کے لئے تمام انسانیت کے واسطے مکمل ضابطہ حیات اور ذریعہ فلاح ونجات ہے۔ اس قدر اہمیت کی حامل کتاب کی حفاظت کے موضوع پر چند سطور ان دلائل کی روشنی میں تحریر ہیں جو دنیا کے سامنے اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ نے رکھے۔ سب سے پہلے قرآن کریم کے ان ہی دعاوی کا پتہ ہونا ضروری ہے۔ جو اس بابت اس کتاب میں درج ہیں۔ اس منزل منَ اللہ کتاب میں خدائے قادر تاکید سے بھرے ہوئے الفاظ میں فرماتا ہے کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ (سورہ الحجر:۱۰)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔

گزشتہ کتب میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک کتاب کا ایک خاص دورِ اصلاح ہوا کرتا تھا اور وہ کتب اس خاص زمانے کی ضرورتوں اور پیش آمدہ مسائل کو ہی مخاطب کیا کرتی تھیں اور ان مسائل کا حل بتایا کرتی تھیں اور ایک مخصوص مدّت گزرنے کے بعد خدائے قادر کی حکمتِ بالغہ کے تحت ان کتب کا اثر اور ان میں مذکور مسائل کا حل زمانے کے مسائل کی تعداد اور شدت سے پیچھے رہ جاتا تھا اور نئی کتاب کا دور شروع ہو جاتا تھا۔ اب قرآن قیامت تک کے لئے بطور قانون اور ضابطہ حیات ہے۔ اس محولہ بالا حفاظت قرآن کے وعدہ کے اختتام کی آخری مدت خدا نے مقرر نہیں فرمائی۔ اس دلیل کو پرکھنے کے لئے اس ماحول کا اندازہ کر لینا کافی ہوگا کہ اگر دنیا میں آج حضرت موسیٰؑ کا لایا ہوا قانون یا حضرت عیسیٰؑ کی بتائی ہوئی باتیں بطور قانون اور ضابطہ حیات لاگو کر دی جائیں تو وہ مسائل کا حل نہیں کر سکیں گی۔ نیز یہ فخر صرف اور صرف قرآن کو ہی حاصل ہے کہ اس کی حفاظت خود خدا نے اپنے ذمہ لی ہے کیونکہ ہم قرآن میں دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تورات کی حفاظت کا فریضہ ربّانی لوگوں اور احبار کے ذمہ تھا جیسا کہ سورۃ المائدہ: آیت ۴۵ میں مذکور ہے۔ مطالعہ قرآن کے دوران ہم محولہ بالا حفاظت قرآنی کے وعدہ کے علاوہ بھی اس کتاب کے اندر ہی اس کی حفاظت کے لئے خاص انتظامات کا متعدد جگہ اور مختلف طریقوں کا ذکر پڑھتے ہیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَ قُرْآنَہٗ (القیامہ :۱۷) ترجمہ: یقیناً اس کا جمع کرنا اور اس کی تلاوت ہماری ذمہ داری ہے۔

اس قرآن کو جو خدا کی طرف سے نام دئے گئے ان میں الکتاب اور قرآن بھی ہیں، یہ دونوں نام اس کی تا قیامت زبانی اور کتابی شکل میں حفاظت کا پتہ دیتے ہیں۔ اور ان ناموں کے معانی کے اندر اس کی حفاظت کی پیشگوئی موجود ہے۔ فیھا کتبٌ قیّمۃ (سورہ البینۃ: ۴) کہہ کر اسکی تعلیمات کے دائمی ہونے کا پتہ دیا پھر فرمایا کہ فی لوح محفوظ (سورہ البروج :۲۳) یہ کتاب لوح محفوظ ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مین متعدد جگہ آنحضور ﷺ کو مخاتب کر کہ حفاظت قرآن کی ذمہ داری آپ لینے اور آپؐ کو اس کی حفاظت کے لئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد سے روکا گیا ہے۔ مثلاً سورہ العنکبوت ۴۷ تا ۵۰ اور سورہ قیامہ کی بعض آیات، وغیرہ۔

حفاظت قرآن کے لئے جو الٰہی انتظامات آغاز سے ہی جاری ہوئے ان کا ذکر کرنے سے قبل حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وہ عربی عبارت پیش ہے کہ جس میں نہایت اختصار کے ساتھ آپؑ نے جمع وتدوین قرآن کی تاریخ درج گرمادی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

’’ومع ذلک لا شک ان القرآن وحی متلو و کلہ متواتر قطعی حتی النقاط و الحروف وأ نزلہ اللہ باھتمام شدید کامل بحراسۃ الملائکۃ، ثم ماترک النبی ﷺ دقیقۃ من الا ھتمامات فی امرہ وداوم علی ان یکتب أمام عینہ آیۃ کما کان ینزل حتی جمع کلہ ورتب الایات و جمعھا بنفسہ النفسیۃ و کان یداوم علی قرائتہ فی الصلوۃ و غیرھا حتی ارتحل من دار الدنیا ولحق بالرفیق الاعلی ولا قی محبوبہ رب العالمین۔ ثم بعد ذلک قام الخلیفۃ الاول ابوبکر الصدیقؓ لتعھد جمیع سورہ بترتیب سمع من النبی ﷺ ثم بعد الصدیق الاکبر وفق اللہ الخلیفۃ الثالث فجمع القرآن علی قراء ۃ واحدۃ بحسب لغۃ قریش و اشاعہ فی البلاد، ومع ذلک کان الصحابۃ کلھم یقرء ون القرآن کالحفاظ و کان کثیر منہ فی صدور المؤمنین و کانوا یقرؤنہ فی الصلوۃ و خار جھا بل کان بعضھم حافظ القرآن کلہٗ و کانوا یتلونہ فی آناء اللیل والنھار و کانوا علی تلاوتہ مداومین۔‘‘

(حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۱۶۔ ۲۱۷)

ترجمہ: ’’اور ساتھ ساتھ اس بات میں کچھ شک نہیں ہے کہ قرآن کریم وحی متلو ہے اور یہ سارا کا سارا ایک تواتر کے نیچے اور قطعی ہے یہاں تک کہ اس کے نقاط اور حروف بھی قطعی ہیں۔ اور اللہ نے اس کو ملائکہ کی شدید حفاظت اور نگرانی میں اتارا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کی بابت ضروری اہتمام کرنے میں کچھ بھی کسر نہ اٹھا رکھی۔ آپ ﷺ نے مستقل یہ طریق رکھا کہ جیسے ہی کوئی آیات نازل ہوتیں تو فوراً اس وحی کی ایک ایک آیت اپنی آنکھوں کے سامنے لکھواتے یہاں تک کے آپ نے سارا قرآن جمع کر لیا اور آیات کی ترتیب بھی مکمل کر لی اور آپ ﷺ نی خود بنفس نفیس اس کو جمع کیا۔ آپ ﷺ کا یہ مستقل طریق تھا کہ آپ ﷺ اس کی آیات کی نماز میں، اور اس کے علاوہ بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے آپ ﷺ کا یہ طرز عمل آپ کی وفات تک جاری رہا۔ جب آپ ﷺ اس دنیا کے گھر کو چھوڑ کر اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس چلے گئے اور اپنے محبوب رب العالمین سے جا ملے۔ پھر آپ ﷺ کے بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے۔ انھوں نے سورتوں کی ترتیب کو مزید پختہ کیا اس ترتیب کے مطابق جو انہوں نے آنحضور ﷺ سے یاد کی ہوئی تھی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث کو خدا نے توفیق بخشی اور انہوں نے قرآن کو قرأت واحد پر جمع کیا اور سب کو قریش کی لغت پر جمع کیا اور اس کی اشاعت سارے بلاد میں کی۔ اور ان انتظامات کے ساتھ ساتھ یہ بھی اہتمام تھا کہ سارے کے سارے صحابہ حفاظ کی طرح قرآن پڑھا کرتے تھے۔ اور اس قرآن کا بہت بڑا حصہ تو مومنوں کے سینے میں محفوظ تھا اور وہ اس قرآن کو نماز اور خارج نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ ان میں سے تو بعض پورے قرآن کے بھی حافظ تھے اور وہ اس قرآن کی تلاوت دن اور رات کی مختلف گھڑیوں میں کرتے رہتے تھے۔ اور وہ اس کی تلاوت پر مداومت اختیار کرنے والے تھے۔‘‘

حفاظت قرآن کے لئے خدا تعالیٰ نے جو انتظامات فرمائے اس کا مختصر خاکہ کچھ اس طرح پر ہے کہ جو بھی آیات نازل ہوتی تھیں آنحضور ﷺ فوراً کاتب صحابہ کو بلا کر ان آیات کو ضبط تحریر میں لے آتے تھے اور یہ ساری کاروائی آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے ہوتی تھی اور آپ ﷺ اس کے لئے خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے، لکھوانے کے بعد اس نازل شدہ حصہ کو سنا بھی کرتے تھے۔ آپ ﷺ نہ صرف خود لکھواتے تھے بلکہ خدائی تفہیم کے مطابق ان کی ترتیب بھی خود مقرر فرماتے جاتے تھے۔ اس بات کا تفصیلی نقشہ مستند کتب احادیث میں موجود ہے، بطور نمونہ ایک روایت درج ہے۔

’’عن ابن عباس قال قال عثمان بن عفانؓ کان رسول اللہ ﷺ اذا نزل علیہ شیءٌ دعا بعض من کان یکتب فیقال ضعو اھٰؤلاء الایات فی سورہ التی یذکر فیھا کذاو کذا فاذا نزلت علیہ الایۃ فیقول ضعو اھٰذہ الایۃ فی سورۃ التی یذکر فیھا کذا و کذا‘‘

(ترمذی کتاب التفسیر القرآن باب ومن سورۃ التوبۃ حدیث نمبر ۳۰۸۶، مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۹۷ حدیث نمبر ۳۹۹)

’’یعنی حضرت ابن عباسؓ جو کہ آنحضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان خلیفۃ الثالث (جو کہ آپ ﷺ کے زمانے میں کاتب وحی رہ چکے تھے) فرمایا کرتے تھے کہ آنحضورؐ پر جب کوئی آیات اکٹھی نازل ہوتی تھیں تو آپ اپنے کاتبین وحی میں سے کسی کو بلا کر ارشاد فرماتے تھے کہ ان آیات کو فلاں سورہ مین فلاں جگہ لکھو اور اگر ایک ہی آیت اترتی تھی تو پھر اسی طرح کسی کاتب وحی کو بلا کر اور جگہ بتا کر اسے تحریر کروا دیتے تھے۔‘‘ کتابت وحی کی اس مقدس اور انتہائی اہم ڈیوٹی انجام دینے کی سعادت حاصل کرنے والے اصحاب کے اسماء اور انکی ذاتی پاکیزہ زندگیوں کے واقعات کتب تاریخ کا حصہ ہیں۔

دوسرا بڑا ذریعہ خدا نے حفاظت قرآن کے لئے یہ قائم فرمایا کہ مسلمانوں کے اندر اس کتاب کو حفظ کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک تو خدا نے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں اس کتاب کو حفظ کرنے کا شوق پیدا کر دیا اور دوسرا اس کی عبارت اس قدر خوبصورت، سلیس اور نظم ونثر کے درمیان ہے کہ جو حفظ کرنے کے لئے بہت آسان ہے۔ ہر مسلمان کو نماز کے اندر پڑھنے کے لئے

قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ زبانی یاد کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ہر رکعت کے اندر سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد چند آیات کی تلاوت کرنا فرض ہے۔ اس وجہ سے آنحضور ﷺ کے زمانے میں کئی حافظ پیدا ہوگئے۔ نماز کے اندر اور اس کے علاوہ بھی تلاوت کرنا صحابہ اور دیگر مسلمان باعث ثواب خیال کرکے اکثر تلاوت کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ حفظ قرآن پر ترغیب دینے والی ایک بات آنحضور ﷺ کے وہ ارشادات بھی ہیں جن کے اندر آپ ﷺ ان فضیلتوں اور ثواب کا ذکر فرمایا ہے جو کہ حافظ قرآن کے کئے خاص ہیں۔ پھر آنحضور ﷺ نے اپنی زندگی مین ہی درست حفظ اور درست تلاوت میں مدد دینے کے لئے استاد مقرر فرمادئے۔ اور ان اساتذہ کی کوشش کے ثمرات کی نگرانی بھی فرماتے تھے ان تمام کوششوں کے نتیجہ میں جو حافظ پیدا ہوئے ان کی تعداد ہزاروں تھی اس کا ایک اندازہ ان حافظوں کی تعداد سے لگایا جاسکتا ہے جو آنحضور ﷺ کی زندگی میں ۶ھ کو بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے ان کی تعداد ۷۰ بتائی جاتی ہے۔ پھر آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد مسیلمہ سنداب کے خلاف حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں خالد بن ولیدؓ کے ماتحت جنگ ہوئی اس ایک لشکر میں ۳۰۰۰ حافظ صحابہ شامل ہوئے جن میں سے ۵۰۰ شہادت کے رتبہ تک پہنچے پھر وقت کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے لاکھوں حافظ پیدا ہوگئے۔

قرآن کریم کا عرصہ نزول تئیس سال پر محیط ہے اس طرح ﷺ کی نبوت کے ایام کم و بیش سات ہزار نوسوستر (۷۹۷۰) بنتے ہیں اور قرآنی آیات کی تعداد چھ ہزار دوسو چھتیس (۶۲۳۶) ہے اور قرآن کے الفاظ کی تعداد ستتر ہزار نو سو چونتیس (۷۷۹۳۴) بتائی گئی ہے۔ اور قرآنی حروف کی مجموع تعداد الاتقان فی علوم القرآن از علامہ سیوطی میں حضرت ابن عباس کے بیان کے مطابق تین لاکھ تئیس ہزار چھ سو اکہتر (۳۲۳۶۷۱) ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن، تصنیف: علامہ جلال الدین سیوطیؒ جلد ا صفحہ:۱۷۹)

اور اگر آیات اور الفاظ کی مجموعی تعداد اور اس طویل عرصہ کا حساب لگایا جائے تو فی یوم نزول قرآن کی اوسط صرف نو الفاظ بنتی ہے۔ اور فی یوم آیات کی اوسط ایک آیت بھی نہیں بنتی ہے۔ کبھی لمبی سورتیں بھی نازل ہوتیں اور کبھی قرآنی وحی کے نزول میں وقفہ بھی پڑ جاتا تھا۔ آغاز نبوت میں نزول آیات کم تھا اور آخری ایام حیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پے در پے سورتوں کا نزول ہوا۔ مگر ہماری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قدر مختصر حصہ کو ساتھ ساتھ محفوظ اور یاد کرلینا کچھ بھی مشکل کام نہ تھا جبکہ آیات میں مذکورہ اکثر واقعات کا ظہور بھی ساتھ مشاہدہ کیا جارہا ہو۔

اور پھر قرآن کی ہزارہا تفاسیر اور اس کی درست تلاوت میں مدد دینے کے لئے ہزارہا استاد سارے عالم اسلام میں پھیل گئے۔ سارے عالم اسلام کی مساجد میں نمازوں کے اندر قرآن کی باآواز بلند تلاوت ہونے لگی۔ نماز اور اس کے علاوہ تلاوت، روزانہ صبح کی تلاوت تو مسلمانوں کا معمول ہے اور اس کی ترغیب تو خود قرآن نے دی ہے اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔ حفاظ کی کثرت اور مسلمانوں میں تلاوت قرآن کی طرف بے پناہ توجہ کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مخالف کے سامنے پیش کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’مسلمان جس پاک اور کامل کتاب پر ایمان لائے ہیں کس قدر اس مقدس کتاب کو انہوں نے اپنے ضبط میں کرلیا ہے عموماً تمام مسلمان ایک حصہ کثیر قرآن شریف کا حفظ رکھتے ہیں جس کو پنج وقت مساجد میں نماز کی حالت میں پڑھتے ہیں۔ ابھی بچہ پانچ یا چھ برس کا ہوا جو قرآن شریف اس کے آگے رکھا گیا۔ لاکھوں آدمی ایسے پاؤ گے جن کو سارا قرآن شریف اوّل سے آخر تک حفظ ہے اگر ایک حرف بھی کسی جگہ سے پوچھو تو اگلی پچھلی عبارتیں سب پڑھ کر سنا دیں اور مردوں پر کیا موقوف ہے ہزاروں عورتیں سارا قرآن حفظ رکھتی ہیں۔ کسی شہر میں جاکر مساجد و مدارس اسلامیہ میں دیکھو صدہا لڑکوں اور لڑکیوں کو پاؤ گے کہ قرآن شریف آگے رکھے ہیں اور باترجمہ پڑھ رہے ہیں یا حفظ کررہے ہیں۔

(شحنۂ حق روحانی خزائن جلد دوم صفحہ نمبر ۳۳۱-۳۳۲)

قرآن کریم کے جو نسخے سارے عالم میں پھیلے اور ان کی تعداد بلا مبالغہ کروڑوں میں ہے۔ سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب بھی قرآن ہی ہے۔ آج کے اس جدید پریس کے زمانہ میں قرآن کے نسخے بلامبالغہ لاکھوں کی تعداد میں چھپتے ہیں اور ان کی چھپائی میں اغلاط اور ہر طرح کے سقم سے بچنے کے لئے زر کثیر اور شدید عرق ریزی خرچ کرکے اس کی اعلیٰ حفاظت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور مسلمان ممالک میں پورے پورے محکمے اس ڈیوٹی کو سرانجام دیتے ہیں۔ نیز گذشتہ دقتوں میں مسلمانوں کی اس طرف بے پناہ توجہ کا اندازہ ہمیں ان قلمی نسخوں سے بھی ہوتا ہے جو آج کل لائبریریوں کی زینت ہیں۔ اور مسلمانوں میں اس کی کتابت کا اس قدر رواج تھا کہ کیا عوام بڑے بڑے بادشاہ بھی اس کی کتابت نہائت محبت اور جانفشانی سے کیا کرتے تھے اور اس امر کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھا کرتے تھے۔

قرآن کی حفاظت پر ایک گواہ وہ تبلیغِ قرآن ہے جو انتہائی قلیل عرصہ میں بڑے خطہ زمین پر پھیل گئی۔ دیگر مخالف اقوام کو اس کی تعلیمات کا بخوبی علم ہوگیا۔ جن تک اس کی تعلیم پہنچی وہ لاکھوں کروڑوں تھے اور ان کا حلقہ بہت وسیع ہے قرآن کی تبلیغ واشاعت مشرکین کے سامنے ہوئی۔ یہود و نصاریٰ، مجوسی اردگرد تھے اور اس قرآن کے اندر ان کے عقائد کا ذکر ہے اگر ایک بات بھی ان کی طرف ایسی منسوب کی جاتی جو ان میں موجود نہ تھی تو فوراً بول اٹھتے مثلاً شق القمر پر مشرکین مکہ کا اعتراف واعتراض قرآن میں منقول ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو آیت آیت اس کی بروقت نزول ہزاروں مسلمانوں اور منکروں کو سنائی جاتی تھی اور اسی کی تبلیغ ہوتی تھی اور صدہا اس کے حافظ تھے مسلمان لوگ نماز اور خارج نماز میں اس کو پڑھتے تھے پس جس حالت میں صریح قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند دوٹکڑے ہوگیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُوَان یّروا آیۃً یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ (القمر:۲-۳) اس صورت میں اس وقت کے منکرین پر لازم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند کو دوٹکڑے کیا اور کب اس کو ہم نے دیکھا لیکن جس حالت میں بعد مشہور و شائع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے دم بھی نہ مارا تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ضرور دیکھا تھا تب ہی تو ان کو چون و چرا کرنے کی گنجائش نہ رہی غرض یہ بات بہت صاف اور ایک راست طبع محقق کے لئے بہت فائدہ مند ہے کہ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جھوٹا معجزہ بحوالہ اپنے مخالفوں کی گواہی کے لکھ نہیں سکتے تھے اور اگر کچھ جھوٹ لکھتے تو ان کے مخالف ہمعصر اور ہم شہر اس زمانہ کے اسے کب پیش جانے دیتے۔ علاوہ اس کے سوچنا چاہئے کہ وہ مسلمان لوگ جن کو یہ آیت سنائی گئی اور سنائی جاتی تھی وہ بھی تو ہزاروں آدمی تھے اور ہر یک شخص اپنے دل سے یہ محکم گواہی پاتا ہے کہ اگر کسی پیر یا مرشد یا پیغمبر سے کوئی امر محض دروغ اور افتراء ظہور میں آوے تو سارا اعتقاد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسا شخص ہر ایک شخص کی نظر میں برا معلوم ہونے لگتا ہے، اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ اگر یہ معجزہ ظہور میں نہیں آیا تھا اور افتراء محض تھا تو چاہئے تھا کہ ہزارہا مسلمان جو آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے ایسے کذب صریح کو دیکھ کر یکلخت سارے کے سارے مرتد ہوجاتے۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۱۰-۱۱۱)

اس کے علاوہ قرآنی بیان اپنوں کے سامنے بھی تھا مسلمانوں کے اندر ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے صرف تیس سال بعد دو بڑے مکاتب فکر بن گئے جو آپس میں شدید معارض اور مخالف تھے اب اگر ایک فرقہ بھی قرآن میں کچھ زائد داخل کرتا یا قرآنی بیان کو بدلتا تو فوراً دوسرا فریق اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرسکتا تھا مگر اس قدر مفصل تاریخ کے اندر ہمیں ایک بھی ایسی کوشش نظر نہیں آتی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’کیونکہ جو فاضل قسیس اور باخبر انگریز ہیں وہ لوگ بباعث اپنے عام اور وسیع واقفیت کے خوب جانتے ہیں کہ جس طور اور التزام سے قرآن شریف نے اشاعت پائی ہے اور جس تشدد سے مخالفوں اور موافقوں کی نگرانی اس کی آیت آیت پر رہی ہے اور جس سرعت اور جلدی سے اس کے ہر یک مضمون کی تبلیغ لاکھوں آدمیوں کو ہوتی رہی ہے اور جس قلیل عرصہ میں جو بعد زمانہ نبوی تیس برس سے بھی کم تھا وہ دنیا کے اکثر حصوں میں شہرت پاگیا ہے وہ ایسا طور اور طریق چاروں طرف سے محفوظ ہے کہ اس میں یہ گنجائش ہی نہیں کہ کوئی جھوٹا معجزہ یا کوئی جھوٹی پیشگوئی افتراء کرکے قرآن شریف میں درج ہوسکتی جس کے افتراء پر عیسائیوں یہودیوں عربوں مجوسیوں میں سے کسی کو بھی اطلاع نہ ہوتی۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد دوم صفحہ نمبر ۱۲۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مخالف کے اس اعتراض کے جواب میں کہ قرآن میں لکھی بات تاریخی شہادت نہیں ہے، ایک زبردست چیلنج دیا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’قرآن میں لکھا جانا تاریخی ثبوت نہیں تو پھر آپ ہی فرمادیں کہ جس حالت میں ایسی کتاب کی تحریر تاریخی ثبوت نہیں ہوسکتی جو اپنے زمانہ کا ایک شہرت یافتہ واقعہ مخالفوں کی گواہی کے حوالہ سے بتلاتی ہے اور کتاب بھی ایک ایسے شخص کی کتاب ہے جو تمام دنیا میں عزت اور مرتبت کے ساتھ مشہور ہے تو پھر تاریخی ثبوت کسے کہتے ہیں۔ کیا تاریخوں کے تمام مجموعہ میں اس سے عمدہ تر کوئی ثبوت مل سکتا ہے کہ کوئی واقعہ ہم ایسی کتاب میں لکھا ہوا پاویں جو اسی زمانہ کا واقعہ ہو جس زمانہ کی وہ کتاب ہے اور اسی مصنف نے اس کو لکھا ہو جس نے اس کو دیکھا بھی ہو اور وہ مؤلف کتاب بھی اپنی شہرت اور عزت میں سرآمد روزگار ہو۔ اور پھر باوجود ان سب باتوں کے مصنف نے مخالفوں کو بطور گواہ واقعہ قرار دیا ہو۔ اور پھر وہ کتاب بھی ایسی محفوظ چلی آتی ہو کہ اسی زمانہ میں اکثر حصہ دنیا میں شہرت پاگئی ہو اور ہزارہا حافظ اس کی ابتداء سے ہوتے آئے ہوں یہاں تک کہ لاکھوں حافظوں تک نوبت پہنچ گئی ہو اور اسی زمانہ کے اس کے قلمی نسخے اور بعض تفسیریں بھی موجود ہوں اور بے شمار بندگانِ خدا ابتداء سے اس کو اپنی پنجگانہ نمازوں میں پڑھتے اور تلاوت کرتے اور نیز پڑھاتے چلے آئے ہوں اگر کوئی تاریخی کتاب ان سب صفتوں کی جامع دنیا بھر میں بجز قرآن شریف کے آپ کی نظر میں گزری ہے تو آپ اس کو پیش کریں اور اگر پیش نہ کرسکیں تو آپ کی سزا وہی درد خجالت اور انفعال کافی ہے جو لاجواب رہنے کی حالت میں آپ کے عائد حال ہوگی۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

(باقی آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

سورۃ بنی اسرائیل، کہف اور مریم کا ربط
اور
ابتدائے اسلام سے اخیر تک کی تفصیل

(انجینئر محمود مجیب اصغر سابق امیر ضلع مظفر گڑھ - پاکستان)

قرآن کریم کا نزول ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہوا۔ موجودہ زمانہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور ہے۔ آخرین کے اس دور میں بلا شبہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ثریا سے ہمارے لئے قرآنی علم لے کر آئے پھر آپ کے خلفاء نے ان علوم کو سکھلانے میں اپنی زندگیاں وقف کر ڈالیں اور علوم قرآنی و روحانی سے ہماری جھولیاں بھر دیں۔ آگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت نے حسب استعداد و ذوق و اخلاص ان علوم سے استفادہ کیا اور کرتے رہیں گے۔ اللہ نے قرآن کریم میں شروع زمانہ اسلام سے آخر تک اپنے محبوب ترین نبی حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ بتا دیا تھا۔ میں اپنی معروضات کو حضرت خلیفہ ثالثؒ کی اس دعا سے شروع کرتا ہوں:

''اے ہمارے ربّ! تیرا مسیح ثریا سے ہمارے لئے قرآنی علوم لے کر آیا اور تیرے خلیفہ اوّل نے ہمیں ان علوم کے سکھلانے میں اپنی زندگی بسر کی۔ اے خدا تیرے ہزاروں ہزار صلوٰۃ اور سلام ہوں ان پر ۔ اور اے خدا تیرے خلیفہ ثانیؓ نے تجھ سے الہام پا کر تیرے قرآن کریم کے علوم کو سیکھا اور دن رات ایک کر کے اور اپنے آرام کی گھڑیوں کو قربان کر کے علوم قرآنی کے ان خزانوں سے ہماری جھولیاں بھریں اور ہمارے دل کو ان سے منوّر کیا۔ اے خدا ان پر بھی تیرے ہزاروں ہزار صلوٰۃ اور سلام ہوں۔ (آخری تین سورتوں کی دعائیہ تفسیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مطبوعہ الفضل یکم مئی ۱۹۶۰ء نظر ثانی ۱۲ جولائی ۱۹۶۶ء مطبوعہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ جنوری ۲۰۰۷ء)

دورِ مصلح موعود کے ایک بزرگ عالم کا رؤیا:

مولانا عبد الطیف بہاولپوری فاضل دیوبند سابق پروفیسر جامعۃ المبشرین قادیان و جامعہ احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں: ''تحدیث نعمت کے طور پر ایک نمونہ اجابت دعا کا تذکرہ کرتا ہوں ان پیش آمدہ عقدوں میں سے ایک اہم ترین عقدہ مقام محمود کی تفسیر کے متعلق تھا جس کی عقدہ کشائی کے لئے میں نے جناب الٰہی میں تضرع اور الحاح سے بایں مضمون دعا کی کہ

'یا الٰہی جو شخص تیرے نزدیک تیرے کلام پاک کا نہایت ہی ماہر اور بہترین عارف ہو، بیداری یا خواب میں اسکی زیارت کرا اور اس کے ذریعہ سے میرا یہ عقدہ حل فرما۔'

اس وقت میں سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوا تھا اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا معتقد تھا۔ دعا کے وقت مجھے آپ کی ذات کے متعلق کوئی وہم و گمان ہی نہ تھا۔ میں دعا کر کے سو گیا، خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے زانو پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سرِ مبارک رکھے ہوئے خوابِ استراحت فرما رہے ہیں۔ (اس وقت میں حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیحؓ کے تعلق سلسلہ کی حقیقت اور ان کے روحانی کمالات کا تو معتقد نہیں تھا البتہ ان کے تبحّر علمی کا ضرور معترف تھا۔) میں نے فوراً ان کی خدمت میں اپنا عقیدہ پیش کیا اور اس کا حل چاہا۔ قبل اس کے کہ حضرت مولانا میرے سوال کا جواب دیتے میری گفتگو ختم ہوتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہو گئے اور جلدی سے اُٹھ کر میری طرف مخاطب ہو کر ایک لمبی اور مفصل تقریر فرمائی جو نہایت ہی دلچسپ اور معارف و حقائق سے مملو تھی اس تقریر سے میرے تمام عقدے حل ہو گئے اور جو کیفیت اور لذّت اس تقریر کے سننے سے میرے دل میں پیدا ہوئی اسے اب تک میرے قلب نے فراموش نہیں کیا۔

جب میں بیدار ہوا تو اس تقریر کے الفاظ اور مضمون تو بھول گیا البتہ طبیعت میں جو عقدہ کے باعث انقباض اور قلق تھا وہ رفع ہو کر اطمینان اور شرح صدر ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ اور سلسلہ کے حالات کا تفحص شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا کہ مجھے اس تحقیق حق میں ہدایت نصیب ہوئی اور سلسلہ الٰہیہ میں داخل ہو کر شرفِ بیعت سے بہرہ اندوز ہوا۔ فالحمد لله الذی هدٰينا لِهٰذَا وَمَا كُنّاَ لنهتدی لو لا ان هدٰينا الله

(دستور الارتقاء تفسیر سورہ اسراء مصنفہ مولوی عبد الطیف صاحب بہاولپوری صفحہ ب تاج)

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک اہم ارشاد:

اس رویا صالحہ کے بعد آپ نے سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر لکھی۔ مختلف بزرگوں نے آپ کی تفسیر پر آراء دیں۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ مبلغ بلاد عربیہ و انگلستان نے تفسیر کی تعریف کی اور تحریر فرمایا کہ اس کے مؤلف مولانا عبد الطیف صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ کم از کم اس رنگ میں باقی دو سورتوں یعنی سورہ کہف اور سورہ مریم کی بھی تفسیر لکھیں تا جس اجر کی طرف حضرت خلیفۃ اوّل کے نوٹوں میں اشارہ پایا جاتا ہے وہ ہر کس و ناکس کو معلوم ہو جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

''سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم کے ربط کا لحاظ رکھو تو معلوم ہو کہ ابتدائے اسلام سے اخیر تک جو کچھ گزرنے والا تھا سب مفصّل بتا دیا گیا ہے۔''

(بحوالہ دستور الارتقاء تفسیر سورۃ الاسراء صفحہ ث و تفسیر سورۃ کہف مصنّفہ مولوی عبداللطیف بہاولپوری فاضل دیوبند سابق پروفیسر جامعۃ المبشرین قادیان و جامعہ احمدیہ ربوہ)

سورۃ بنی اسرائیل، کہف اور مریم کا ربط اور اسلامی انقلاب کا اجمالی خاکہ

مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری نے سورۃ بنی اسرائیل، کہف اور مریم کے ربط کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ابتدائے اسلام سے اخیر تک جو کچھ گزرنے والا تھا اس کا اجمالی نقشہ اس طرح بیان کیا ہے۔

مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری لکھتے ہیں:

''سورۃ بنی اسرائیل میں قوانین ترقی کی تفصیل فرما کر آخر میں ان قوانین کی عظمت کی طرف بھی اشارہ کر کے بتا دیا گیا کہ تمام دنیا میں یہی قوانین نافذ ہو کر رہیں گے اور ان کی راہ اشاعت میں خواہ ہزار قسم کی رکاوٹیں بھی پیدا کی جائیں مانع نہیں ہو سکیں گی چنانچہ آئندہ سورہ کہف میں ان اقوام کا تذکرہ آتا ہے جو ایک وقت میں تمام دجّالی قوتوں کے ساتھ مسلح ہو کر ان قوانین ارتقاء کے مقابلہ پر بڑے زور سے نکلیں گی اور اس مقصد کے لئے دنیا کے ہر گوشہ میں ایسا زبردست نظام دجالی پھیلا دیں گی جس کی نظیر تاریخ عالم میں ناپیدا ہو گی یہ یاجوج ماجوج (جن کے خروج کا وقت ہجرت کے ایک سال بعد ہو گا دیکھو مکاشفات یوحنا ۲۰: ۷-۸) کی قومیں ہوں گی جن کی زندگی کا مطمح نظر اسلام کی اساس کو اکھیڑنا اور اس کی بجائے تمام دنیا میں علیم تثلیث بلند کرنا ہو گا اور اس زبردست فتنہ دجل کی بناء پر اس قوم کو احادیث میں دجال کہا گیا ہے اور اس کے فتنہ سے بچنے کے لئے سورہ کہف کی تلاوت کا حکم فرمایا گیا ہے کیونکہ اس سورۃ میں اس کے دجال کے تمام تار و پود اکھیڑنے کے اصول بیان فرمائے گئے ہیں۔ اسی سورۃ کے آخری رکوع میں اشارۃً (**حاشیہ**: یہاں تو اشارہ ہے لیکن سورہ انبیا میں اس کی تصریح بھی ہے کہ ان کے عروج کے ساتھ ہی ان کی ناکامی اور غلبہ و ترقی اسلام کا سچّا وعدہ بھی نزدیک آجائے گا جس کے پورا ہونے پر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور اس پہ افسوس کریں گے حتّٰی اذا فتحت یاجوج و ماجوج و هم من كلّ حدب ينسلون ۔ و اقترب الوعد الحق فاذا هی شاخصةٌ ابصار الذین کفروا یٰویلنا قد کنا فی غفلة من قبل هٰذ بل کنّا ظٰلمین۔) (انبیاء: ۹۶-۹۷)

(بحوالہ دستور الارتقا، تفسیر سورۃ الاسرا، مصنفہ مولوی عبد الطیف بہاولپوری فاضل دیوبندی صفحہ ۳۲۲-۳۲۳)

یہ بشارت دی گئی ہے کہ آخر یہ قوم اپنی دجالی سازشوں اور شیطانی منصوبوں میں شکست کھا کر ناکام اور خائب و خاسر رہ جائے گی اور اس سے قبل ایک تاریخی قصّہ کے پیرایہ میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح گذشتہ زمانہ میں ذوالقرنین نے ایک مضبوط دیوار کے ذریعہ اس قوم کے فتنہ کا انسداد کر دیا تھا اسی طرح دوبارہ اس قوم کے فتنہ پیدا ہونے کے وقت بھی اللہ تعالیٰ مہدی و مسیح کی دو بروزی چادروں والے ذوالقرنین کے ذریعہ ایک زبردست روحانی دیوار قائم کر دے گا جس کی حفاظت و پناہ میں اس وقت لوگ دجال کا خوب مقابلہ کر سکیں گے اور بالآخر وعدہ الٰہی کے مطابق فتح پا لیں گے۔

سورۃ کہف میں دجالی نظام کے گرائے جانے اور اسلامی نظام کے لئے جدید ماحول نیا آسمان اور نئی زمین بنائے جانے کی تفصیل بتا دی گئی۔ اب سورہ مریم میں اس نئے نظام کی سنگ بنیاد کو مضبوط کرنے اور اس کے تعمیری کارناموں کو سرانجام دینے والے مقدس وجود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ الودود کی مساعی جمیلہ اور آپ کی حیات طیبہ کے بعض خصوصی واقعات کا تذکرہ حروف مقطعات کٰھٰیٰعص میں ایک بڑے لطیف پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ آپ کے الہامی ناموں کا ذکر فرما کر مومنوں کے ایمان کی تازگی کا سامان پیدا فرما دیا گیا ہے جس کی تفصیل آپ خاکسار کے رسالہ مضامین لطیفہ حصّہ اوّل میں ملاحظہ فرمائیں۔''

(تفسیر سورۃ کہف از مولوی عبداللطیف بہاولپوری صفحہ ۲۵۹)

یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسیہ کا فیض ہے جیسا کہ خود مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ کے علم کلام کی روشنی میں یہ ساری تحقیق کی گئی۔ ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر میں سے بعض اقتباس پیش کئے جاتے ہیں جن سے استفادہ کر کے ابتدائے اسلام سے اخیر تک کے حالات کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کی بنیاد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان رؤیا پر رکھی گئی ہے جو اسراء اور معراج کے نام سے مشہور ہے اور جس کا ذکر سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل) کے ابتداء میں ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی جو تفسیر سمجھائی گئی وہ سب الہامی تفسیر ہے اور اسے پڑھ کر انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہو جاتا ہے اور بے اختیار طور پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام بھیجنے کے لئے زبان حرکت میں آجاتی ہے۔ تفسیر کبیر

میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جس محنت اور جانفشانی اور الہام الٰہی کے تحت ان رموز کو کھولا وہ آج سے چودہ سال کے عرصہ میں اس وضاحت سے نہیں کھولے گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل) کی آیت نمبر ۲ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’قرآن شریف کی یہ آیت سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِالْحَرام اِلَی الْمَسْجِدَ الاَقْصی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَولَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر۔ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکتِ اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے مُبَارَکٌ وَّمُبَارِکٌ وَّکُلُّ اَمْرٍ مُبَارَکٍ یَّجْعَلُ فِیْہِ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا قرآن شریف کی آیت بَارَکْنَا حَوْلَہٗ کے مطابق ہے......اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج میں زمانہ گذشتہ کی طرف صعود ہے اور زمانہ آئندہ کی طرف نزول ہے اور ماحصل اس معراج کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر الاولین والآخرین ہیں۔ معراج جو مسجد الحرام سے شروع ہوا اس میں یہ اشارہ ہے کہ صفی اللہ آدم کے تمام کمالات اور ابراہیم خلیل اللہ کے تمام کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے اور پھر اس جگہ سے قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکانی سیر کے طور پر بیت المقدس کی طرف گیا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام اسرائیلی نبیوں کے کمالات بھی موجود ہیں اور پھر اس جگہ سے قدم آنجناب علیہ السلام زمانی سیر کے طور پر اس مسجد اقصیٰ تک گیا جو مسیح موعود کی مسجد ہے یعنی کشفی نظر اس آخری زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ کہلاتا ہے پہنچ گئی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو کچھ مسیح موعود کو دیا گیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہے اور پھر قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی سیر کے طور پر اوپر کی طرف گیا اور مرتبہ قاب قوسین کا پایا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر صفات الٰہیہ اتم اور اکمل طور پر تھے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قسم کا معراج یعنی مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک جو زمانی مکانی دونوں رنگ کی سیر تھی۔ اور نیز خدا تعالیٰ کی طرف ایک سیر تھا جو مکان اور زمان دونوں طرح سے پاک تھا اس جدید طرز کی معراج سے غرض یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ خیر الاولین والآخرین ہیں۔ اور نیز خدا تعالیٰ کی طرف سیر ان کا اس نقطہ ارتقاع پر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی انسان کو گنجائش نہیں......

خلاصہ کلام یہ کہ آنحضرت ﷺ کا معراج تین قسم پر منقسم ہے سیر مکانی اور سیر زمانی اور لا سیر مکانی و لا زمانی۔ سیر مکانی میں اشارہ ہے طرف غلبہ اور فتوحات کے یعنی یہ اشارہ کہ اسلامی ملک مکہ سے بیت المقدس تک پھیلے گا اور سیر زمانی میں اشارہ ہے طرف تعلیمات اور تاثیرات کے یعنی یہ کہ مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات سے تربیت یافتہ ہوگا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے وَ اٰخِرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ

(سورہ جمعہ: ۴)

اور سیر لا مکانی و لا زمانی میں اشارہ ہے طرف اعلیٰ درجہ کے قریب اللہ اور مدانات کی جس پر دائرہ امکانِ قرب ختم ہے۔(ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ ج۔د، اور اس کا عنوان ہے اشتہار چندہ منارۃ المسیح بحوالہ تفسیر سورۃ یونس تا سورۃ کہف بیان فرمودہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام صفحہ ۱۸۸ تا ۱۹۲)

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اسراء اور معراج کے عظیم الشان کشوف ورویا میں اسلام کے آغاز سے اخیر تک ہونے والے اسلامی انقلاب کا نظارہ وضاحت سے کروایا تھا۔ جس کی تفصیل سورہ بنی اسرائیل اور سورۃ الکہف اور سورہ مریم کی وحی میں آپؐ کو بتائی گئی جس کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے اشارہ کیا ہے۔

تفسیر کبیر حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ:

سورہ مریم کا تعلق پہلی سورتوں کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’اس سورہ کا تعلق پہلی سورتوں سے یہ ہے کہ سورہ بنی اسرائیل میں اس سوال پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ اسلام کس طرح ترقی کرے گا یہ بتایا گیا تھا کہ سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے مشابہ ہے جس طرح موسوی سلسلہ نے ترقی کی تھی اسی طرح اسلام بھی ترقی کرے گا۔

چنانچہ سورہ بنی اسرائیل میں موسوی سلسلہ کے متعلق یہ مقدر تھا کہ اس پر زمانہ موسیٰؑ کے بعد دو تباہیاں آئیں گی اور اسی طرح پر دو ترقیوں کا زمانہ بھی آئے گا اور چونکہ اسلام کی ترقی موسوی سلسلہ کے مشابہ ہے اس لئے مسلمانوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوگا۔ یعنی جس طرح وہاں زمانہ موسیٰؑ کے بعد دو تباہیاں اور دو ترقیاں مقدر تھیں اسی طرح یہاں بھی زمانہ نبوی کے بعد مسلمانوں کے لئے دو تباہیاں اور دو ترقیاں مقدر ہیں چنانچہ جیسا کہ بنی اسرائیل کی پہلی تباہی حضرت داؤدؑ کے زمانہ کے بعد ہوئی جو بڑی ترقی کا دور تھا اور جس میں یروشلم تباہ ہوا جو یہودیوں کا مرکز تھا اسی طرح زمانہ نبویؐ کے بعد بنو عباس کے زمانہ میں جو بڑی ترقی کا دور تھا پہلی تباہی آئی اور بغداد جو اسلامی حکومت کا مرکز تھا وہ تباہ ہو گیا اور مسلمان علماء بغداد سے بھاگ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے اور مرکز پر غیروں کا قبضہ ہو گیا پھر جس طرح وہاں جو پہلی تباہی آئی وہ زیادہ تر حکومت کے مرکز کی تباہی تھی یعنی بنو کدنضر نے یروشلم کو تباہ کیا اور وہاں کا تمام قیمتی سامان اپنے ساتھ لے گیا اور یہود جلا وطن پر مجبور ہوئے۔ اس طرح یہاں جو پہلی تباہی آئی وہ بھی زیادہ تر اسلامی حکومت کے مرکز کی تباہی تھی اور زمانہ بھی قریباً قریباً وہی تھا یعنی جتنے عرصہ بعد یروشلم پر تباہی آئی اتنے عرصہ بعد ہی بغداد پر تباہی آئی۔ اس کے بعد دوسری تباہی جو ٹائٹس کے زمانہ میں یہود پر آئی وہ ایسی تھی جس کے بعد یہودی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں سے کچھ ایران کے علاقہ میں چلے گئے۔ کچھ مصر کی طرف نکل گئے اور انہیں اپنا وطن بالکل چھوڑ دینا پڑا اسی طرح ایک دوسری تباہی مسلمانوں کے لئے بھی مقدر تھی۔ چنانچہ جس طرح بنی اسرائیل کی دوسری تباہی ظہور مسیح سے پہلے شروع ہوئی اور اسکے بعد بھی کچھ عرصہ تک جاری رہی۔ اسی طرح زمانہ اسلام میں بھی ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دعویٰ کیا تو اس سے کچھ عرصہ پہلے سے ہی مسلمانوں پر یہ عمومی تباہی مغربی مسیحی طاقتوں کے ذریعہ سے جو رومن ایمپائر کے قائم مقام تھیں آنی شروع ہوئی اور وہ ہر جگہ کمزور ہوتے چلے گئے۔ ان کی حکومتیں تباہ ہو گئیں اور اسلام کو پھر ایک سخت دھکا لگا اور ساری دنیا سے اسلامی حکومت کا نشان مٹ گیا۔ یہ تباہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی رہی اور بعد میں بھی جاری رہی لیکن جیسا کہ پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے مقدر یہی ہے کہ ایک عرصہ کے بعد مسلمانوں کی یہ تباہی ترقی کی صورت میں بدل جائے گی اور انہیں دنیا میں پھر عروج حاصل ہو جائے گا۔

پہلی موسوی تباہی کے بعد یہود کو دوبارہ زندگی اس طرح حاصل ہوئی تھی کہ جو دشمن قوم تھی اور اس نے ان کو دوبارہ یروشلم بنانے میں مدد دی اور اس نے انہیں اپنے مرکز میں لا کر بسا دیا۔ اسی طرح مسلمانوں کی پہلی تباہی کے موقعہ پر بھی ایسا ہی نشان ظاہر ہوا بلکہ یہ نشان مسلمانوں کے حق میں زیادہ مکمل صورت میں ظاہر ہوا۔ اور وہ اس طرح کہ فارس اور بید کا بادشاہ جس نے یہود کو یروشلم کے آباد کرنے میں مدد دی تھی یہودی نہیں ہوا تھا صرف ان کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا لیکن وہ ترک بادشاہ جنہوں نے اسلامی حکومت کو تباہ کیا تھا خود مسلمان ہو گئے اور بجائے اس کے کہ وہ مسلمانوں کی تباہی میں حصہ لیتے اور ان کی ترقی اور احیاء میں حصہ لینے لگے اور اسلام پھر دوبارہ ان کے ہاتھوں سے عروج کے ایک نئے دور میں سے گزرنے لگا۔ اس کے مقابلہ میں دوسری تباہی جو بنی اسرائیل پر آئی تھی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حاکم قوم خود مسیحی ہو گئی اور یہودی مذہب سے اسکی اس حد تک دلچسپی ہو گئی کہ مسیحی روایتوں کے ساتھ ساتھ تورات کا ادب و احترام اور اسرائیلی انبیاء کا ادب اور احترام بھی ان میں قائم ہو گیا۔ مسلمانوں کے لئے بھی یہی مقدر ہے کہ وہ حاکم قومیں جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کیا ہے وہی ایک دن اسلام قبول کریں گی اور پھر دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو دنیا میں عزت اور کامیابی حاصل ہوگی۔ اس کے بعد سورہ کہف میں اسی مضمون کو اور کھول کر بیان کیا گیا اور یہ واضح کیا گیا کہ دوسری تباہی کے بعد جو ذریعہ خدا تعالیٰ نے موسوی سلسلہ کو ترقی دینے کا اختیار کیا تھا وہی اب بھی اختیار کیا جائے گا۔ یہ کیا ذریعہ تھا جو اختیار کیا گیا اور موسوی سلسلہ کی یہ تباہی کس طرح ترقی میں تبدیل ہوئی۔ مسیحی دنیا اس سے خوب واقف ہے وہ رنگ جو اس وقت تک موسوی سلسلہ کا چلا جاتا تھا اسے یکسر بدل دیا گیا اور مسیح ناصری جنہوں نے یہ کہا تھا کہ میں قانون کو بدلنے نہیں آیا بلکہ اسے پورا کرنے آیا ہوں۔

(متی باب ۵ آیت ۱۷۔۱۸)

ان کی جماعت کو خدا تعالیٰ نے تبلیغ دین کی ایسی توفیق دی کہ ان کے ذریعہ سے پھر تورات کی حکومت ایک نئے رنگ میں دنیا میں قائم ہو گئی اور وہی قوم جو مردہ ہو چکی تھی پھر موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ مسیح ناصری پر ایمان لا کر دنیا میں ترقی کر گئی اور موسوی سلسلہ پھیل گیا۔ ایسا ہی بتایا گیا تھا کہ مسلمانوں سے بھی ہوگا چنانچہ یہ بتانے کے لئے کہ مسلمانوں کی دوبارہ ترقی بھی ایک مسیح کے ذریعہ سے ہوئی سورہ مریم کو سورہ کہف کے بعد رکھا گیا اور اس میں مسیح علیہ السلام کے واقعات بیان کر کے توجہ دلائی گئی کہ ایک ایسا ہی نشان مسلمانوں میں ظاہر ہوگا اور مسلمان پھر اس نشان کے ذریعہ سے ترقی کریں گے۔ چنانچہ جس طرح موسوی سلسلہ کی ترقی ایک مسیح کے ساتھ وابستہ تھی اسی طرح اسلام کی ترقی ایک مسیح کے ساتھ وابستہ ہوگی جس طرح وہاں اصحاب کہف یعنی مسیح ناصریؑ کے اتباع کے ذریعہ سے وہ غلبہ ملا تھا اسی طرح یہاں آنے والے مسیح کے لئے نئے اصحاب کہف پیدا ہوں گے۔ اور ان کے ذریعہ سے دوبارہ اسلام غالب آئے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ کہف میں معراج موسوی کا ذکر کیا اور بتایا کہ معراج موسوی کے اندر ہی اسلام کی ترقی کی خبر دی گئی تھی مگر ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس معراج کے نتیجہ میں موسوی اور محمدی سلسلہ میں شدید رقابت پیدا ہو جائے گی چنانچہ جب محمدی سلسلہ ترقی کرے گا موسوی سلسلہ اسے رقابت کی نظروں

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

حقائق ومعارفِ قرآنی

سیّدنا طاہرؓ کی زبانی

(سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ کشن گڑھ راجستھان)

امام الزّماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ہے:

’’تفسیر قرآن میں دخل دینا بہت نازک امر ہے۔مبارک اور سچّا دخل اسی کا ہے جو روح القدس سے مدد لے کر دخل دے۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل)

نیز فرمایا: ’’لَا یَمُسُّہٗ اِلّا المُطَہَّرُون (الواقعہ:۸۰) یعنی قرآن کے حقائق و دقائق انہیں پر کھلتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں۔‘‘

(شہادت القرآن)

ماموّر من اللہ حضرت اقدسؑ نے باذن اللہ واضح الفاظ میں یہ ایک قابل قدر نکتہ بھی بیان فرمایا ہے: ’’جو شخص میرے دعویٰ کو سمجھ لے گا، نبوّت کی حقیقت اور قرآن شریف کے فہم پر اس کو اطلاع دی جائے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل)

لاریب جماعت مومنین کا وہ صالح گروہ جس کو امام مھدی کے دعویٰ کو سمجھنے کی بخوبی توفیق ملی۔ بمطابق فرمان امام الزمان فہم قرآن کریم پر اس کو خوب خوب اطلاع دی گئی۔ بہت سارے جماعت احمدیہ کے مفسرین قرآن ہیں خاص کر خلفاء عظام کی تفاسیر سر فہرست ہیں ان کی دلکش تفاسیر کی مثال تو بس اسی طرح ہی دی جاسکتی ہے:

’’ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است‘‘

سبحان اللہ

اس وقت خاکسار جماعت احمدیہ مسلمہ کے چوتھے خلیفہ سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمدؒ کے بیان فرمودہ دقائق فرقان مجید پر کچھ تحریر کرنا چاہتا ہے۔ آپؒ کا جو منفرد اسلوب اور منفرد خصوصیات کا حامل ترجمہ قرآن مکمل ۱۲۳۱ صفحات پر مشتمل ہے اس میں سے خاکسار چند ایک تفسیر اور تشریحی نکات کو پیش کرے گا قبل اس کے کہ ان نکات معرفت اور مختصر تشریحات کو ضبط تحریر میں یکجائی طور پر لایا جائے۔ مناسب یہی لگتا ہے کہ ربوہ پاکستان کے ناظر اشاعت جناب سید عبدالحی صاحب ایم اے کی ایک تحریر کو جو کہ ترجمہ قرآن کے آغاز میں تعارف کے طور پر درج ہے اس کو بھی نقل کردوں۔آپ لکھتے ہیں:

’’اس ترجمہ میں بہت سے مشکل مقامات ایسے تھے جن کے حل کے لئے حضور نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضور کو ایسے معانی سمجھائے جن سے وہ مشکل مقامات حل ہوگئے۔‘‘

(۱)۔۔۔۔وَلا تقر باھذہ الشجرۃ (البقرہ) ’’یہاں شجرہ سے مراد وہ احکام شریعت ہیں جو مناہی سے تعلق رکھتے ہیں وہ احکام اگر توڑے جائیں تو پھر دنیا میں انسان کے لئے امن اٹھ جاتا ہے۔ یہاں دو کو مخاطب فرمایا گیا ہے مگر اس سے مراد یہ نہیں کہ صرف آدم اور حوا جنّت میں رہتے تھے کیونکہ بعد کی آیت میں اھبطوا منھا جمیعاً اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اور بھی بنی آدم وہاں تھے۔‘‘

(۲) انّ الّذین اٰمنوا والّذین ھادوا و النّصرٰی و الصّبئین من اٰمن باالله......(البقرہ)

’’یہ آیت اور اس سے ملتی جلتی دوسری آیات قرآن کریم کے عدل کی عظیم الشان مثال ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ نجات اوّل طور پر انہی کو ملے گی جو رسول کریم ﷺ پر سچّا ایمان لائیں لیکن ایسے بہت سے لوگ ہو سکتے ہیں جن تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچا اس لئے قرآن کریم اعلان کرتا ہے کہ ایسے لوگ اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوں کہ مرنے کے بعد ہم اٹھائے اور پوچھے جائیں گے تو اگر وہ اپنی الہامی شریعت پر چلیں جو ان نازل ہوئی اور جس کا انہیں علم ہے تو انہیں ان نیکیوں کا جو خدا کی خاطر کریں گے بہترین بدلہ دیا جائے گا اور انہیں کوئی غم اور حزن نہیں ہوگا۔‘‘

(۳) کو نوا قردۃً خٰسئین (البقرہ)۔ ذلیل بندر بن جاؤ۔ ’’یہاں قردۃً خاسئین سے مراد اصل بندر نہیں بلکہ بگڑے ہوئے علماء ہیں جن کو اپنی پہلی منزل کی طرف لوٹ جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ارتقا میں بیان کیا جاتا ہے کہ انسان سے پہلے بندر تھے۔ پس یہ بھی قرآن کریم کی صداقت کا ایک نشان ہے کہ انسان سے پہلے کی حالت کو بندر سے ظاہر کیا گیا۔ یقیناً اس سے مراد بگڑے ہوئے علماء ہیں چنانچہ رسولؐ اللہ نے بھی یہی پیشگوئی فرمائی تکون فی اُمّتِی فَزْعَۃٌ فَیسِیْرُ النّاسُ اِلٰی عُلَمَائِھِمْ فَاِذاھُم قِرَدَۃٌ وخَنازیر کہ میری اُمّت میں ایک گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہوگی جس پر لوگ اپنے علماء کی طرف جائیں گے تو دیکھیں گے کہ وہاں تو بندر اور سؤر بیٹھے ہیں۔‘‘ (کنز العمال)

(۴)....وَما اُنزل علی الملکین ببابل ھَارُوت ومارُوتَ۔(البقرہ) اور بابل میں جو دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اُتارا گیا۔ ’’ھاروت اور ماروت دراصل دو فرشتہ سیرت انسان تھے اور وہ انقلاب لانے کے لئے بعض ایسی باتیں سکھاتے تھے جن کے متعلق ہدایت تھی کہ بصیغۂ راز رہیں یہاں تک کہ بیوی کو بھی نہ بتایا جائے۔ انہوں نے تو یہ اللہ کے حکم سے کیا تھا لیکن ان کی مثال پکڑ کر بعد میں مستحکم حکومتوں کے خلاف بغاوتوں کے لئے یہ طریق کار استعمال کیا گیا۔قرآن کریم ہاروت ماروت کو اس سے بری کرتا ہے لیکن انہوں نے اللہ کے حکم سے ایسا کیا تھا اور باقی لوگ اپنی انانیت کے تحت ایسا کرتے ہیں۔‘‘

(۵)۔۔۔انّی جاعِلُکَ للنّاس اِماماً۔ (البقرہ) میں یقیناً تجھے لوگوں کے لئے ایک عظیم امام بنانے والا ہوں۔’’اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس وقت کی آزمائش کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ آپ نبی بن چکے تھے اور جب آپ اس آزمائش میں پورے اُترے تو فرمایا گیا کہ آپ کو بہت سے لوگوں کا امام بنایا جائے گا۔ شیعہ اس سے غلط استنباط کر کے یہ کہتے ہیں کہ امامت کا درجہ نبوّت سے بھی اونچا ہے کیونکہ ایک نبی کو یہ کہا جارہا ہے کہ تمہیں ہم امام بنا دیں گے۔ یہ محض ایک ڈھکوسلہ ہے تاکہ شیعہ ائمہ کا مقام بلندتر دکھایا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ خالی امامت نبوت سے بڑی نہیں ہوتی بلکہ وہ امامت جو نبوت سے ملتی ہے وہ بڑی ہوتی ہے۔ یہاں حضرت ابراہیم کو اماماً للنّاس فرمایا ہے جس سے مُراد یہ ہے کہ ان آزمائشوں میں پورا اُترنے کی وجہ سے قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے آپ کو بطور نمونہ پیش کیا جائے گا۔‘‘

(۶)۔۔۔حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلٰوتِ والصّلٰوۃِ الوُسْطٰی (البقرہ) یعنی اپنی نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص مرکزی نماز کی۔’’صلوٰۃِ وُسطی کا ایکمعنیٰ عمومی طور پر عصر کی نماز کیا گیا ہے حالانکہ صلوٰۃ وسطی ہر وہ نماز ہے جو عین مصوفیات کے دریان پڑھنی پڑے جتنی مصروفیت زیادہ ہو اتنی اس نماز کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے۔‘‘

(۷)۔۔ **طالوت جالوت سے مُراد۔** وقتل دَاوٗدُ جالُوتَ واٰتٰہُ اللّٰہُ المُلْکَ والْحِکْمَۃَ وعلّمہٗ ممّا یشاءُ۔ترجمہ: اور داوٗد نے جالوت کو قتل کردیا اور اللہ نے اسے ملک اور حکمت عطا کئے اور اُسے جو چاہا اُس کی تعلیم دی۔ (البقرہ)

تشریح: ’’البقرۃ کی آیت ۲۴۸ تا ۲۵۲ کو اگر پورے غور سے پڑھا جائے تو طالوت سے مراد حضرت داوٗد علیہ السلام ہی بنتے ہیں جن کا مخالف جالوت تھا پس تسلسل میں ان آیات کو پڑھیں تو آگے چل کر قتل داوٗد جالوت فرمایا گیا ہے سو لازماً جس جالوت کا ذکر ہے وہ حضرت داوٗد کا دشمن تھا جسے آپ نے شکست دی۔آپ کو اس سے پہلے داوٗد کے نام سے نہ پکارے جانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ غالبًا نبوت اور حکمت آپ کو اس غلبہ کے بعد دی گئی جیسا کہ آگے فرمایا وَاٰتاہُ اللّٰہ المُلْکَ والْحِکْمَۃَ۔ حکمت سے مُراد غیر تشریعی نبوت بھی ہوتی ہے۔‘‘

(۸)۔۔۔اِنَّ مَثَلَ عیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ (ال عمران) یعنی یقیناً عیسٰی کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال کی سی ہے۔

’’حضرت آدم کے ساتھ حضرت عیسیٰ کی مثال اس لئے دی گئی ہے کہ حضرت آدم بھی آغاز میں اللہ تعالیٰ کے قول کُن کے نتیجہ میں مٹی سے پیدا ہوئے تھے اس کے باوجود وہ انسان ہی تھے حضرت عیسیٰ بھی خدا تعالیٰ کے فرمان کُن کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں اس لئے آپ بھی انسان ہی ہیں۔ یہاں کُن فیکون سے تخلیق انسان کی ابتداء کی طرف اشارہ ہے اور مُراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو فرمایا ’’ہوجا‘‘ تو وہ ہونے لگا اور اس کے لئے مقدّر تھا کہ اپنی تخلیق کی تکمیل کو پہنچنے تک ہوتا رہے۔‘‘

(۹)۔۔۔اَلّذین قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ عَھِدَ اِلَیْنَا اَلّا نُوْمِنَ لِرَسُوْلٍ حتّٰی یَأتیْنَا بقُرْبانٍ تأکُلُہُ النَّارُ۔(ال عمران) یعنی وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ یقیناً اللہ نے ہم سے عہد لے رکھا ہے کہ ہم ہرگز کسی رسول پر ایمان نہیں لائیں گے مگر اس وقت جب وہ ہمارے پاس ایسی قربانی لائے جسے آگ کھا جائے۔

’’یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ جو بھی قربانی خدا کے حضور پیش کی جائے اس کے قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ آسمان سے آگ برستی ہے اور اس قربانی کو کھا جاتی ہے پس اس کے مطابق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ ایسی قربانی کر کے دکھا جس پر براہِ راست آگ آسمان سے نازل ہو اور اُسے کھا جائے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر سچے رسول کی یہی نشانی ہے تو تمہارے قول کے مطابق تو پہلے رسولوں کے وقت بھی قربانیاں ہوتی تھیں اور آگ آسمان سے اُتر کر اسے کھا جاتی تھی تو اس کے باوجود تم نے ان انبیاء کی شدید مخالفت کیوں کی۔‘‘

(۱۰)۔۔۔یٰٓاَیُّھَا الّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنکُمْ........(النساء) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی.....’’اس آیت کریمہ میں اُولِی الامْرِ مِنْکُم میں مِنکُم کا ترجمہ کرتے ہوئے بعض علماء یہ استنباط کرتے ہیں کہ مسلمانوں ہی میں سے اپنا حاکم بناؤ اور غیر مسلم حاکم کی اطاعت کی ضرورت نہیں یہ ایک ایسا لغو عقیدہ ہے جو عمومی نظر ڈالنے سے ہی غلط ثابت ہوتا ہے۔ سب مسلمان جو غیر مسلم حکومت میں بستے ہیں یا وہاں ہجرت کرجاتے ہیں وہ ان کی حکومت کے قوانین کے پابند ہوتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ جو مسلمان حاکم ہو اس سے کسی معاملہ میں تنازعہ کا کیا سوال ہے۔ جس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹایا جائے۔ یہاں اللہ اور رسول سے واضح مُراد قرآنی تعلیم ہے۔ پس کوئی بھی حاکم ہو، مسلم ہو یا غیر مسلم، اگر قرآن کی بنیادی تعلیم کے خلاف عمل کرنے کا حکم دے تو ایسی صورت میں قرآن کی بات ماننا ہوگی نہ کہ حاکم کی۔‘‘

(۱۱) اِنَّ الَّذِیْن اٰمَنُوا ثُمَّ کَفَرُوا ثُمَّ اٰمَنُوا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازدادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَلَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا۔ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر کُفر میں بڑھتے چلے گئے، اللہ ایسا نہیں کہ انہیں معاف کر دے اور انہیں راستہ کی ہدایت دے۔ (سورۃ النساء)

''یہ آیت اس عقیدہ کی نفی کرتی ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ فرمایا اگر کوئی مرتد ہو جائے پھر ایمان لئے آئے پھر مرتد ہو جائے پھر ایمان لے آئے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے اور اگر کُفر کی حالت میں مرے گا۔ تو لازمی طور پر جہنّمی ہوگا۔ اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو اس کے بار بار ایمان لانے اور کُفر کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔''

(۱۲)۔۔۔۔ وَاِذَا حُیِّیتُم بتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحسَنَ مِنْھَا اوْ رُدُّوْھَا....... (النساء) یعنی اور اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لوٹا......'' اس آیت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب تحفہ دیا جائے تو کم از کم اتنا ہی تحفہ دینے والے کو واپس کیا جائے یا اس سے بہتر اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ تحفہ لوٹا دو یا صرف حادی طور پر کوئی بہتر چیز دو۔ بلکہ آنحضورت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں جزاکم اللہ کہنے کی تعلیم دی ہے یہ بہتر تحفہ ہے مگر بعض لوگ اسے اپنی حرص چھپانے کا ذریعہ بھی بنا لیتے ہیں۔ تحفہ قبول تو کرتے ہیں مگر تحفے دیتے نہیں اور جزاکم اللہ کہنے ہی کو کافی سمجھتے ہیں۔''

(۱۳) یٰٓاَ یُّھَا الّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ......... (المائدہ) ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے قریب کا وسیلہ ڈھونڈو۔

''اللہ کی طرف وسیلۃ پکڑنے میں وسیلہ سے مُراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اب براہِ راست خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار نہ کیا جائے۔ اذان کے بعد کی دُعا بھی جس میں وسیلہ کا ذکر ہے اسی مضمون کی تائید کرتی ہے۔''

(۱۴)۔۔۔ السَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فاقْطَعُوْا اَیْدِیھُمَا..... (المائدہ) یعنی اور چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو.... السّارقُ والسَّارِقَۃُ سے عادی اور پیشہ ور چور مرد اور عورتیں مُراد ہیں روز مرّہ غربت کی وجہ سے کچھ کھانے پینے کی چیز چوری کرنا اس حکم میں داخل نہیں۔ مَخمَصہ۔ یعنی شدید بھوک کے وقت تو سؤر بھی حلال ہو جاتا ہے بھوکے کا کچھ بغیر اجازت کے کھا لینا ہرگز اس کو ہاتھ کاٹنے کا مکلّف نہیں کرے گا۔''

(۱۵)......لَا یُؤَا خِذُکُمُ اللّٰہ باللَّغْوِ فِی اَیْمَانِکُمْ..... (سورۃ مائدہ) یعنی اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا لیکن وہ تمہیں ان پر پکڑے گا جو تم نے قسمیں کھا کر وعدے کئے ہیں۔

''لغو قسم سے مُراد روز مرّہ کی گفتگو میں واللہ باللہ کہنا یا خدا کی قسم کا محاورہ استعمال کرنا ہے جو بعض لوگ عادۃً استعمال کرتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ لیکن سنجیدگی کے ساتھ کوئی جھوٹی قسم کھائی جائے تو اس پر مؤاخذہ ہوگا۔''

(۱۶)......لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبصار۔ (سورۃ الانعام) یعنی آنکھیں اس کو نہیں پاسکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے۔

''عوام الناس سمجھتے ہیں کہ نظر آنکھ کی پُتلی سے نکل کر دور کی چیزوں کو دیکھتی ہے حالانکہ اس آیت میں اس کا واضح ردّ ہے اور بتایا گیا ہے کہ روشنی خود آنکھ تک پہنچتی ہے اور یہی مضمون اللہ تعالیٰ کی بصیرت رکھنے والوں پر صادق آتا ہے کسی کو اختیار نہیں کہ وہ خود خدا تعالیٰ کو اپنے دل کی آنکھ سے بھی دیکھ سکے ہاں خدا جب خود چاہے تو اپنے نیک بندوں پر ظاہر بھی ہوتا ہے۔''

(۱۷)...... لَاتَقْتُلُوْآ اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نرز قُکُمْ وَاِیَّاھُم ْ۔ (سورۃ الانعام) یعنی اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔ ''قتل اولاد اصل میں رزق کی کمی کی ڈر سے بچے پیدا نہ کرنے پر اطلاق پاتا ہے ورنہ طبّی مجبوریوں وغیرہ کی بناء ضبطِ تولید جائز ہے۔''

(۱۸) انَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ والْارْضَ فِی سِتَّۃِ ایَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلی الْعَرْشِ۔ (سورۃ الاعراف) یعنی یقیناً تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔ ''چھ دنوں سے مُراد چھ ادوار ہیں اور ایک دور کروڑوں سال کا بھی ہوتا ہے۔ عرش پر اسْتوا سے مُراد یہ ہے کہ سب تخلیق کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے لاتعلق نہیں ہو جاتا بلکہ جس طرح بادشاہ قوم کی نگرانی کرتا ہے اسی طرح وہ اپنی تمام مخلوقات کی نگرانی کرتا ہے۔''

(۱۹)......وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الّذِیْ نَعِدُھُم اَوْنَتَوَ فَّیَنَّکَ فَاِلَینَا مَرْجِعُھُمْ ....(سورہ یونس) یعنی اور اگر ہم تجھے اس (انذار) میں سے کچھ دکھا دیں جس سے ہم انہیں ڈرایا کرتے تھے یا تجھے وفات دے دیں تو (بہرحال) ہماری طرف ہی ان کو لوٹ کر آنا ہے.....'' اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ضروری نہیں کہ نبی کی زندگی میں ہی اس کی ساری پیشگوئیاں پوری ہوں۔ ہاں بعض اس کی زندگی میں ضرور پوری ہوتی ہیں قرآن کریم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمپر نازل ہوا قیامت تک لاتعداد ایسی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے جو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد پوری ہونی شروع ہوئیں اور اب تک پوری ہوتی رہیں اور قیامت تک پوری ہوتی رہیں گی۔''

(۲۰)...... اَمْ حَسِبْتَ انَّ اصحَابَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْم کانُوا مِنْ اٰیٰتِنا عَجَبًا (الکھف) یعنی کیا تو گمان کرتا ہے کہ غاروں والے اور تحریروں والے ہمارے نشانات میں سے ایک عجیب نشان تھے۔'' اصحاب الرّقیم کا مطلب ہے تحریروں والے ان لوگوں نے اپنی کہف میں نہایت ہی اہم تحریریں چھوڑی تھیں جن پر فی زمانہ اہل یورپ نے بہت تحقیق کی ہے۔ یہ آیت بھی ایک اعجاز رکھتی ہے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب کہف کا تو علم ہوا ہوگا لیکن ان کو اصحاب الرّقیم کہنا یہ عالم الغیب کے سوا کوئی آپ کو بتا نہیں سکتا۔''

(۲۱)...... **عیسائی قوم کی کتّے محبت کی وجہ:** سَیَقُوْلُونَ ثَلٰثَۃٌ رَّابِعُھُمْ کَلبھُم وَیَقُولُون خَمْسَۃٌ سَادِسُھُمْ کَلْبُھُم .....(سورۃ الکھف) یعنی ضرور وہ کہیں گے کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا اور وہ بن دیکھے تخمیناً کہیں گے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتّا تھا اور کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتّا تھا۔

اصحاب کہف کی تعداد کے متعلق مختلف روائتیں ملتی ہیں لیکن ہر جگہ مبیّنہ تعداد کے ساتھ ان کے کتّے کا بھی ذکر ہے۔ عیسائی قومیں جو کتّے سے محبت کرتی ہیں ان کو ابھی تک یہ علم نہیں کہ وہ کیوں کتّے سے محبت کرتی ہیں۔ بائیبل میں تو کوئی ایسا ذکر نہیں ملتا قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ایک بہت لمبے عرصہ تک سچے عیسائی اپنی حفاظت کے لئے کتّے کو استعمال کرتے رہے اس لئے ان کو اپنے وفادار دوست سے محبت پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے۔ جہاں تک ان کی تعداد کا تعلق ہے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا گیا کہ اصحاب کہف کے بارہ میں تفصیلی علم کسی کو نہیں دیا گیا اس لئے ان سے اس بارہ میں سرسری بات کیا کر، تفصیلی بحث میں نہ پڑا کر۔''

(۲۲)......**مجمع البحرین سے مُراد** ''سورۃ الکھف آیت ۶۱-۶۲ کا ترجمہ ہے اور جب موسیٰ نے اپنے جوان ساتھی سے کہا میں رُکوں گا نہیں جب تک دو سمندروں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں خواہ مجھے صدیوں چلنا پڑے۔ پس جب وہ دونوں اُن (سمندروں) کے سنگم تک پہنچے تو وہ اپنی مچھلی بھول گئے اور اُس نے چپکے سے سمندر کے اندر اپنی راہ لی۔

''ان آیات میں حضرت موسیٰ کے ایک کشف کی طرف اشارہ ہے جس میں ان کو اُمّت میں ظاہر ہونے والے عیسیٰ کو اُن کے ساتھ سفر پر دکھایا گیا۔ حوت سے مُراد روحانی تعلیم ہے جو روحانی غذا کا موجب بنتی ہے مجمع البحرین سے مُراد آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت اور موسی اُمّت کا سنگم ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں سمیت موسوی اُمّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک چلے گی لیکن اس سے بہت پہلے عیسائیت بگڑ چکی ہوگی مچھلی کے ہاتھ سے نکل جانے سے مُراد یہی ہے۔

(۲۳)......**ذوالقرنین سے مُراد:** ویسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذی الْقَرْنَیْن..... (سورۃ الکھف آیت ۸۴) یعنی اور وہ تجھ سے ذوالقرنین کے بارہ میں سوال کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

''ذوالقرنین سے اصل مُراد تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے ایک زمانہ تو حضرت موسیٰ اور اُن کی اُمّت کا پایا اور ایک آئندہ زمانہ میں آپ کی اُمّت کے احیائے نو کے لئے اللہ آپ کے کسی خادم و مطیع کو مبعوث فرمائے گا۔ اس طرح یہ دونوں زمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں لیکن اس بات کو جس تصویری زبان میں بیان کیا گیا ہے وہ ایک تاریخی واقعہ ہے جس سے غالبًا خورس بادشاہ مُراد ہے۔ جس کے متعلق بائیبل میں ذکر ہے۔ وہ غیر معمولی طور پر روحانی قوّتوں والا انسان تھا۔ اس کے مشرق و مغرب کے سفروں کا ذکر ان آیات کریمہ میں ملتا ہے اور دیوار بنانے کا جو ذکر ہے وہ ایک نہیں بلکہ کئی دیواریں ہیں جو قدیم زمانے سے حملہ آوروں کو روکنے اور ایسی قوموں کو بچانے کی خاطر بنائی گئیں جو براہِ راست دفاع کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک دیوار تو روس میں ہے اور ایک دیوار چین بھی ہے یعنی دیواروں کے ذریعہ حفاظت کرنا اس زمانہ کا رواج تھا۔''

(۲۴)......**ہارون کی بہن:** یٰٓاُخْتَ ھٰرُوْنَ مَاکَانَ ابُوکِ امْرَأَسَوْءٍ وَّ مَاکَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا ۔ (سورہ مریم) یعنی اے ہارون کی بہن تیرا باپ تو بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔

''یہاں حضرت مریم کو جو اُخت ہارون کہا گیا ہے اسی سورت کے آخر سے پتہ چلتا ہے کہ وہ موسیٰ کے بھائی ہارون نہیں تھے وہاں واضح طور پر حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون کا نام لیا گیا ہے اور حضرت مریم بہت بعد کی ہیں۔ یا تو قوم نے طنز کے طور پر اُخت ہارون کہا ہے یا مریم کا کوئی بھائی ہارون ہوگا جو حضرت موسیٰ کا بھائی بہرحال نہیں ہے۔''

(۲۵) ......وَاِنْ مِّنْکُم اِلَّا وارِدُھَا۔ (سورہ مریم) یعنی اور تم (ظالموں) سے کوئی نہیں مگر وہ ضرور اُس پر اُترنے والا ہے۔'' اس آیت میں اِن مِّنکُم الّا وارِدُھَا سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہر شخص ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔ قرآن کریم تو پاک لوگوں کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ جہنّم کی ہلکی سی آواز بھی نہیں سنیں گے۔ اس جہنم سے مُراد دنیا کی جہنّم ہے جسے نیک لوگ لِلّٰہ برداشت کرتے ہیں۔ بعض دفعہ گنہگاروں کو بھی مرنے سے پہلے اذیّت ناک تکلیف پہنچتی ہے وہ بھی ایک قسم کی جہنّم ہی ہے جو اسی دنیا میں مل جاتی ہے۔''

(۲۶)......مِنْھا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھا نُعِیدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخریٰ۔ (سورہ طٰہٰ) یعنی اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا دیں گے اور اسی سے تمہیں ہم دوسری مرتبہ نکالیں گے۔

’’اس آیت کریمہ میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ اسی زمین سے تم پیدا کئے گئے ہو اور اسی میں سے تم نکلو گے اس پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ آجکل کے زمانہ میں جو لوگ فضاء میں راکٹس وغیرہ میں مرجاتے ہیں ان پر اس کا اطلاق کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ انسان جہاں تک بھی چلا جائے وہ زمینی ہوا اور زمینی خوراک وغیرہ ساتھ رکھتا ہے اور کبھی بھی اس سے باہر نہیں نکل سکتا۔‘‘

(۲۷)...... **نیلی آنکھوں والے:** یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ زُرْقاً (سورہ طٰہٰ) یعنی جس دن صور میں پھونکا جائے گا اور اس دن ہم مجرموں کو اکٹھا کریں گے یعنی (بکثرت) نیلی آنکھوں والوں کو۔‘‘ یہاں زُرقًا سے مراد نیلی آنکھوں والے لوگ ہیں اور غالبًا عیسائی قوموں کا ذکر ہے جن کی بھاری اکثریت نیلی آنکھوں والی ہے۔‘‘

(۲۸)...... وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ والْاَرضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَالْوَانِکُمْ اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ۔ (سورۃ الروم) یعنی اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف بھی۔ یقیناً اس میں عالموں کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔

’’اس آیت میں یہ بھی اشارہ ہے کہ آغاز میں ایک ہی زبان تھی جو الہامی تھی اور پھر بنی نوع انسان کے مختلف علاقوں میں منتشر ہونے کے نتیجہ میں علاقائی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ زبان بھی تبدیل ہوتی رہی۔ اسی طرح آغاز میں سب انسانوں کا رنگ بھی ایک ہی جیسا تھا پھر وہ بھی گرم سرد اور معتدل علاقوں کے مطابق تبدیل ہوتا رہا۔‘‘

(۲۹)...... **بڑے لوگوں سے میل ملاپ:** مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا... (سورہ فاطر) یعنی جو بھی عزّت کا خواہاں ہے تو اللہ ہی کے تصرّف میں سب عزّت ہے۔

’’بعض لوگ دنیا کے بڑے لوگوں سے میل ملاپ رکھنے میں اپنی عزّت سمجھتے ہیں مگر مومنوں کو یہ یقین دلایا گیا ہے کہ عزّت اللہ ہی کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور مخالف ان کو دنیا میں ذلیل کرنے کی جو بھی کوشش کرے گا وہ رائیگا جائیں گی۔‘‘

(۳۰)...... فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ (سورۃ المومن) یعنی پس صبر کر یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنی بھول چوک کے تعلق میں استغفار کر۔‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو ذنب منسوب کیا گیا ہے اس سے بھول چوک مُراد ہے نہ کہ گناہ۔‘‘

(۳۱)...... **شاہد سے مُراد حضرت موسیٰ ہیں:** قُلْ أَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِند اللّٰہِ وَکَفرتُمْ بِہٖ وَشَھِدَ شَاھِدٌ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی مِثْلِہٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَکْبَرْتُم۔ (سورۃ الاحقاف) یعنی تو پوچھو کہ کیا تم نے اس کے نتیجہ پر غور کیا کہ اگر وہ اللہ کی طرف سے ہی ہو اور تم اس کا انکار کر چکے ہو حالانکہ بنی اسرائیل میں سے بھی ایک گواہی دینے والے نے اپنے مثیل کے حق میں گواہی دی تھی پس وہ تو ایمان لے آیا اور تم نے استکبار کیا۔

’’اس جگہ شاہد سے مُراد حضرت موسیٰ ہیں اور ان کے ایمان لانے سے مُراد آنے والے نبی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے جن کی آمد کی آپ نے گواہی دی تھی جیسا کہ فرمایا’’ میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا۔‘‘ (استثناء:۱۸)

(۳۲)...... **کائنات ہر لحہ وسعت پذیر ہے:** وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ یعنیا ور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم وسعت دینے والے ہیں۔’’ اس آیت کریمہ میں بِاَیْدٍ کا لفظ اس طرف اشارۃ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بناتے ہوئے اس میں بیشمار فوائد رکھ دیئے ہیں اور ساتھ ہی یہ ذکر بھی فرما دیا کہ اسے ہم وسیع تر کرتے چلے جائیں گے۔ اس کا یہ حصہ کہ ہم اسے مزید وُسعتیں دیتے چلے جائیں گے ایک عظیم الشان اعجازی کلام ہے جو عرب کا ایک اُمّی نبی اپنی طرف سے ہرگز بیان نہیں کرسکتا۔ یہ امر سائنس دانوں نے جدید آلات کی مدد سے اب دریافت کیا ہے کہ یہ کائنات ہر لمحہ وسعت پذیر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو ہر انسان کو تو یہ ایک جامد اور ٹھہری ہوئی کائنات دکھائی دیتی تھی۔‘‘

(۳۳)...... وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ والْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُونَ۔ یعنی اور ہم نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔ (سورۃ الذّٰریٰت)

’’اس میں جن وانس سے مُراد بڑے لوگ اور چھوٹے لوگ بڑی قومیں اور چھوٹی قومیں ہیں۔ دونوں کی پیدائش کی غرض اللہ تعالیٰ کی عبادات کرنا ہے اگر جن سے مُراد عُرف عام کے جنّ لئے جائیں تو پھر ان کی بھی تو عبادت کی جزا ملنی چاہئے یعنی ان کو جنّت میں جانے کی خوشخبری دینی چاہئے لیکن جنّات کے جنّت میں جانے کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔‘‘

(۳۴)...... **حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی:** وَلَقَدْ تَّرَکْنٰھَا اٰیَۃً فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ۔ یعنی اور یقیناً ہم نے اس کشتی کو ایک بڑے نشان کے طور پر چھوڑا پس ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔

(سورۃ القمر: ۱۳ تا ۱۶)

’’ان آیات میں حضرت نوح کی کشتی کا ذکر کیا جا رہا ہے جو لکڑی کے تختوں اور کیلوں سے بنی ہوئی تھی گویا حضرت نوح کے زمانہ میں تمدّن اتنا ترقی کر چکا تھا کہ انہیں لوہے کے استعمال پر پوری طرح عبور حاصل ہو گیا تھا اور وہ غالبًا لکڑی سے تختے تراشنے کے لئے آرے بھی بنا سکتے تھے۔ اس کشتی کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ یہ ایک نشان ہے جو نصیحت پکڑنے والوں کے لئے ایمان افروز ثابت ہوگا اس سے یہ بھی امکان پیدا ہوتا ہے کہ حضرت نوح کی کشتی آنے والی نسلوں کے لئے ایک نشان کے طور پر محفوظ کر دی گئی ہے۔ باوجود اس کے کہ عیسائیوں کو قرآن کریم کے اس بیان کی کوئی خبر نہیں وہ پھر بھی حضرت نوح کی کشتی کو کہیں نہ کہیں ایک نشان کے طور پر محفوظ سمجھتے ہیں اور اس کی تلاش ہر جگہ جاری ہے جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی بعض لوگ اس کا کام پر وقف ہیں کہ قرآنی آیات کے حوالہ سے اس کشتی کو کھوج نکالیں۔ میری تحقیق کے مطابق یہ کشتی بحیرہ مردار کی تہہ میں محفوظ ہوگئی ہے اور وقت آنے پر نکال لی جائے گی۔

دومشرق دومغرب: رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ ورَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ۔ (سورۃ الرحمٰن) ترجمہ: دونوں مشرقوں کا رب اور دونوں مغربوں کا رب۔’’ اس آیت کریمہ میں دو مشرقوں اور دو مغربوں کا ذکر ہے حالانکہ آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے انسان کو صرف ایک مشرق اور ایک مغرب علم تھا اس بہت چھوٹی سی آیت میں آئندہ زمانہ کی عظیم الشان دریافتوں کے بارہ میں پیشگوئی ہے۔‘‘

(۳۶)...... **اموال، اولاد، اور فتنہ:** اِنَّمَا اَمْوَالُکُم وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ... (سورۃ التّغابن) یعنی تمہارے اموال اور تمہاری اولاد محض آزمائش ہیں...’’ اس آیت میں جو اولاد کے فتنہ کا ذکر ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ علی الاعلان فتنہ پیدا کریں گے بلکہ اپنے اہل وعیال کے ذریعہ انسان آزمایا جاتا ہے اور جو اس آزمائش میں ناکام ہو جائے وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(۳۷)...... ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ (سورہ عبس) ترجمہ: پھر اُسے مارا اور قبر میں داخل کیا۔ ’’لازمی نہیں کہ ہر شخص کی ایک ظاہری قبر بنے۔ بکثرت لوگ غرق ہو جاتے ہیں یا وحشی جانوروں کی نذر ہو جاتے ہیں پس یہاں قبر سے مُراد اس کی آخری بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے یعنی ہر انسانی روح پر ایک قبر کا سا زمانہ آئے گا۔‘‘

(۳۸)...... قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ۔ اِذْھُمْ عَلَیْھَا قُعُوْدٌ۔ وَّھُمْ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤمِنِیْن شُھُوْدٌ۔ ترجمہ: ہلاک کر دیئے گئے کھائیوں والے یعنی اُس آگ والے جو بہت ایندھن والی ہے جب وہ اُس کے گرد بیٹھے ہوں گے اور وہ اُس پر گواہ ہوں گے جو وہ مومنوں سے کریں گے۔‘‘

(سورۃ البروج آیت ۵ تا ۸)

’’ان آیات میں ان لوگوں کی ہلاکت کی پیشگوئی کی گئی ہے جنہوں نے کھائی میں آگ جلائی تھی اور اس میں مومنوں کو پھینک کر بیٹھے ان کا تماشہ دیکھتے تھے۔ ان آیات میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ یہ واقعہ آئندہ بھی رونما ہوگا اور وہ زمانہ موعود کا زمانہ ہوگا پس لازمًا اس کا اطلاق ان مظلوم احمدیوں پر ہوتا ہے جن کو گھروں میں زندہ جلانے کی کوشش کی گئی اور قُعود کا لفظ بتاتا ہے کہ لوگ بیٹھے تماشا دیکھتے رہے اور ظالموں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔ پس یہ عظیم الشان پیشگوئی اس رنگ میں کئی بار پوری ہو چکی ہے کہ پولیس کی نگرانی میں بلوائیوں نے معصوم احمدیوں کو زندہ جلانے کی کوشش کی اور کئی بار کامیاب ہوگئے اور بعض اوقات ناکام بھی ہوئے۔‘‘

(۳۹)...... اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ۔ (سورۃ الکوثر) یعنی یقیناً تیرا دشمن ہی ہے جو ابتر رہے گا۔’’ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفّارِ مکّہ ابتر ہونے کا طعنہ دیا کرتے تھے یعنی ایسا شخص جس کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔

آپ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ وہ جو نرینہ اولاد کے دعویدار ہیں اُن کی اولاد بھی روحانی طور پر آپ کی طرف منسوب ہونا باعثِ فخر سمجھے گی اور اپنے بدبخت والدین سے اپنا تعلق کاٹ لے گی۔ چنانچہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہؓ کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ اس کے قبول اسلام کے بعد کسی مسلمان نے اُسے ابوجہل کے بیٹا ہونے کا طعنہ دیا تو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی شکایت کی اور آپ نے اس مسلمان کو منع فرما دیا کہ آئندہ اسے ابوجہل کا بیٹا نہ کہا جائے (اسد الغابۃ زیر لفظ عکرمہ) تو گویا ابوجہل خود ہی ابتر ہو کر مرا اور اس کی اولاد روحانی لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے لگی۔‘‘

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بیان فرمودہ قرآن پاک کی خوبصورت تفسیری نکاح کو دیکھ کر جہاں دل ودماغ خوشی سے جھوم اُٹھتا ہے وہاں پر یہ بھی ایک سچائی نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خوبصورت دقائق قرآن کے بیان کے سلسلہ میں کس قدر شدّ ومدّ کے ساتھ مامور من اللہ کے اُس اساسی زرّیں ہدایت پر کاربند نظر آتے ہیں جہاں پر کہ آپؑ نے فرمایا ہے:

’’خوبصورت اور دلچسپ طریقے تفسیر کے وہ ہوتے ہیں جن میں متکلّم کی اعلیٰ شان بلاغت اور اس کے روحانی اور بلند ارادوں کا بھی خیال رہے۔ نہ یہ کہ نہایت درجہ کے سفلی اور بدنما اور بے طرح موٹے معنے جو ہجو ملیح کے حکم میں ہوں، اپنی طرف سے گھڑے جائیں اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کو جو پاک اور نازک دقائق پر مشتمل ہے صرف دہقانی لفظوں تک محدود خیال کر لیا جائے۔‘‘ (توضیح مرام)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن کریم میں بیان فرمودہ حقائق ومعارف کو سمجھنے اور تمام دنیا کو جو اس سے ناآشنا ہے سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆

قرآن کریم میں بیان کردہ پیشگوئیاں

(مبارک احمد شاد معلم سلسلہ شملہ ہماچل)

قرآن کریم کا نزول تو پیشگوئی سے ہی ہوا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی پہلی چند آیتیں جو غار حرا میں نازل ہوئی تھیں انہی میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ قرآن کریم کے ذریعہ وہ علوم بیان کئے جائیں گے جو اس سے پہلے انسان کو معلوم نہیں تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم نے پہلی کتابوں تک کی غلطیاں نکالی ہیں۔ اور اس زمانے میں ان کی تصدیق ہو رہی ہے۔ مثلاً قرآن کرین نے یہ بتایا تھا کہ فرعون کی لاش کو اس کے ڈوبنے کے وقت ہی بچالیا گیا تھا۔ اور اسے محفوظ کر دیا گیا تھا تاکہ وہ آئندہ زمانے کے لوگوں کے لئے نشان کے طور پر کام آئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا حَتّٰی اِذَا اَدْرَکَهُ الْغَرْقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اٰلْاٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَةً وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغَافِلُوْنَ۔

(سورہ یونس:۹۱-۹۳)

یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے سلامتی سے اتار دیا اور ان کے بعد فرعون اور اس کا لشکر سرکشی اور دشمنی سے ان کے پیچھے آیا اور پیچھا کرتا چلا گیا یہاں تک کہ اس کے غرق کرنے کے سامان ہم نے کر دیئے۔ اس وقت فرعون نے کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ بنو اسرائیل جس خدا پر ایمان لاتے ہیں اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ تب ہم نے کہا تو اب ایمان لاتا ہے اور اس سے پہلے تو نے خوب فساد مچا رکھا تھا۔ پس اب تیرے اس ناقص ایمان کے بدلہ میں ہم صرف تیرے جسم کو نجات دیں گے۔ تا (تیرا جسم) ہمیشہ کے لئے بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے عبرت کا موجب ثابت ہو اور لوگوں میں سے اکثر ہمارے نشانوں سے غافل رہتے ہیں۔

یہ مضمون نہ بائبل میں مذکور ہے نہ یہودیوں کی تاریخ میں مذکور ہے نہ کسی اور معروف تاریخ میں مذکور ہے۔ تیرہ سو سال پہلے قرآن نے یہ خبر دی اور اس خبر دینے کے تیرہ سو سال بعد فرعون موسیٰ کی ممی مل گئی جس سے معلوم ہوا کہ ڈوبنے کے بعد اس کی لاش ضائع نہیں ہوئی تھی بلکہ بچالی گئی تھی۔ اسے حنوط کیا گیا تھا اور وہ محفوظ کر دی تھی۔ ہوسکتا تھا کہ حنوط کرنے کے باوجود ان بہت سے تغیرات میں جو مصر میں ہوئے فرعون موسیٰ کی لاش ضائع ہو جاتی مگر فرعون موسیٰ کی لاش محفوظ رہی اور اس وقت دنیا کے سامنے عبرت کا نمونہ پیش کر رہی ہے اور قرآن کریم کی سچائی پر گواہی دے رہی ہے۔

پھر قرآن کریم کے شروع نزول میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی

(سورہ اللیل ع ۱ آیت ۱۷)

یعنیہم رات کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو ڈھانپ لے گی یعنی اسلام پر نہایت ہی شدید مصائب نازل ہوں گے۔ یہ پیشگوئی ایسے وقت میں کی گئی تھی جب خود رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ امید نہ تھی کہ میری قوم میری دشمنی کرے گی کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی بیوی کی طرف سے رشتہ دار ورقہ بن نوفل نے کہا تھا کہ تم پر وہی فرشتہ الہام لے کر نازل ہوا ہے جو موسیٰ کی طرف نازل ہوا تھا۔ اور یہ کہ تمہاری قوم تمہیں دکھ دے گی۔ اور تمہیں اپنے وطن سے نکال دے گی۔ تو رسول کریم ﷺ نے نہایت حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میری قوم مجھے کس طرح نکال دے گی۔

(بحوالہ بخاری باب کیف کان بدء الوحی)

یعنی جو اچھے تعلقات میرے اپنی قوم سے ہیں ان کے نتیجہ میں وہ میری مخالفت نہیں کریں گے۔ مگر اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا کہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک سخت تاریک رات آنے والی ہے۔

چنانچہ وہ رات آئی اور تقریباً دس سال تک چلی گئی۔ ان دس سالوں کی خبر بھی قرآن کریم نے دوسری جگہ بتا دی ہے:

وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ۔ (سورۃ الفجر)

ہم صبح کے طلوع کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں اور ان دس راتوں کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو اس طلوع فجر سے پہلے آئے گی۔ سر ولیئم میور اور دوسرے یورپین مصنفین تسلیم کرتے ہیں یہ سورہ رسول کریم ﷺ کے دعویٰ کے تیسرے سال کے قریباً آخر میں نازل ہوئی ہے۔ اس وقت تک ابھی مکہ کے لوگوں کی مخالفتیں تیز نہیں ہوئی تھیں۔ اس وقت قرآن کریم نے یہ خبر دی کہ تم پر تاریکی کی دس راتیں آئیں گی اور جیسا کہ الہامی کلام کے محاورے سے ثابت ہے کہ دس راتوں سے مراد دس سال ہوتے ہیں۔ اور بائبل میں یہ محاورہ بڑی کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ بائبل میں بالعموم دن کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن قرآن کریم میں مصیبت کی گھڑی کو رات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ تاریکی کے زمانے پر رات ہی اچھی طرح دلالت کرتی ہے۔ بہر حال اس جگہ یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ دس سال متواتر سخت ظلموں کے گزریں گے۔ چنانچہ دیکھ لو اس پیشگوئی کے بعد دس سال متواتر مسلمانوں پر سخت ظلم ہوتے رہے۔ مکہ والوں کی بدلی ہوئی نگاہوں سے محمد ﷺ یہ تو معلوم کر سکتے تھے کہ مکہ والے مجھ پر ظلم کریں گے مگر کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ آپؐ ان کی شکلوں سے بھی یہ معلوم کر سکتے کہ ظلموں کا زمانہ دس سال لمبہ چلے گا۔ کیوں نہ آپ نے پانچ سال کہا، کیوں نہ آپ نے چھ یا آٹھ سال کہا، کیوں نہ آپ نے بارہ سال کہا، کیوں نہ آپ نے تیرہ سال کہا۔ آپؐ کے الہام میں دس سال کے الفاظ آئے اور اس الہام کے بعد آپؐ دس سال ہی مکہ میں رہیا ور تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ دس سال کے بعد طلوع آفتاب ہوا اور اس مصیبت کے علاقہ سے آپ کو ہجرت کرنی پڑی۔ اور مدینہ میں خدا نے آپ کی ترقی کے سامان پیدا کر دئے۔ اور خدا کی مدد کا سورج چڑھا۔ کوئی کہ سکتا ہے کہ دس سال کی میعاد بھی یونہی اپنے طور پر بات بنا کر پیش کر دی گئی تھی۔

مگر کیا یہ بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں تھا کہ دس سال کے بعد ایک شہر کے لوگوں کو مسلمان بنا لیں اور پھر ہجرت کر کے اس میں چلے جائیں۔ کیا مدینہ کے لوگوں کو مسلمان بنانا آپ کے اختیار میں تھا۔ پھر کیا یہ بات آپ کے اختیار میں تھی کہ آپؐ مکہ سے نکل کر مدینہ سلامتی سے پہنچ جائیں گے مگر یہ سورت یہی نہیں بتاتی بلکہ اس میں آگے چل کر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ:

وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ

دس سال کی تکلیف کے بعد ایک فجر طلوع ہوگا مگر اس کے بعد بھی ظلمت پوری طرح دور نہ ہوگی بلکہ اس کے بعد بھی ایک رات آئے گی مگر وہ ایک ہی رات آ کر گزر جائے گی۔ پھر اس کے بعد کوئی رات نہیں آئے گی۔ چنانچہ دیکھ لو ایسا ہی ہوا ہجرت کے ایک سال بعد بدر کی جنگ ہوئی اور بدر کی جنگ نے جیسا کہ خود بائبل نے بھی تسلیم کیا ہے قیدار کی ساری شوکت تباہ کر کے رکھ دی۔ بیشک بعد میں بھی لڑائیاں ہوئیں اور بڑی بڑی ہوئیں مگر بدر کی جنگ نے مسلمانون کی ایک آزاد اور با اختیار حکومت قائم کر دی۔ اور دشمن کے چوٹی کے آدمی تباہی کی گڑھے میں دھکیل دیئے گئے۔

پھر مکہ میں حضور ﷺ کو یہ خبر دی گئی تھی کہ:

"اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ۔" (سورۃ القصص:۹)

یعنی وہ خدا جس نے تجھ پر قرآن نازل کیا اور اس کی اطاعت فرض کی ہے وہ تجھے اپنی ہی ذات کی قسم کھا کر بتاتا ہے کہ وہ تجھ کو دوبارہ مکہ میں لوٹا کر لائے گا۔ اس خبر میں نہ صرف یہ بتایا گیا ہے کہ رسول کریمؐ کو نہ صرف ہجرت کرنی پڑے گی بلکہ یہ بھی بتایا گیا تھا کہ ہجرت کے بعد آپؐ فاتح کی صورت میں دوبارہ داخل ہوں گے۔ کیا ان حالات میں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آ رہے تھے آپؐ اپنے پاس سے ایسی خبر بنا سکتے تھے؟

اسی مفہوم کی قرآن کریم میں ایک اور پیشگوئی بھی ہے اور وہ بھی مکی سورتوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَصِیْرًا۔

(سورۃ بنی اسرائیل:۹)

یعنی کہہ اے میرے رب مجھے اس شہر میں جہاں تو بھیج رہا ہے کامیابی کے ساتھ داخل کرا اور پھر مجھے کچھ عرصہ کے بعد اس شہر سے کامیابی کے ساتھ نکال۔

اسی طرح آپؐ مکہ میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کو الہام ہوا:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔

(سورۃ القمر)

یعنی اسلام کی ترقی کا وقت آ گیا ہے اور عرب کی حکومت تباہ کر دی گئی۔ چاند عرب کا نشان تھا۔ چنانچہ جب کوئی شخص خواب میں چاند دیکھے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ اسے عرب کی حکومت کے حالات بتائے گئے ہیں۔ پس چاند کے پھٹنے کے یہ معنی تھے کہ عرب کی حکومت تباہ ہو جائے گی۔ اس وقت آپؐ کے صحابہؓ چاروں طرف اپنی جان بچائے دوڑے پھرتے تھے۔ جب رسول کریمؐ کا گلا گھونٹا جاتا اور آپ کی گردن میں پٹے ڈالے جاتے تھے۔ جب خانہ کعبہ میں آپ کو نماز پڑھنے کی بھی اجازت نہیں تھی اور جب سارا مکہ آپ کی مخالفتوں کی آوازوں سے گونج رہا تھا اس وقت محمد رسولؐ اللہ نے یہ خبر دی کہ عرب کی حکومت کی تباہی کا خدا نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اور اسلام کے غلبہ کا وقت آ گیا ہے۔ پھر کس طرح چند سال کے بعد ہی یہ پیشگوئی شان سے پوری ہوئی۔ قیدار کی ساری حشمت توڑ دی گئی اسلام کا جھنڈا بلند کر دیا گیا۔ چاند پھٹ گیا قیامت آ گئی اور ایک نیا آسمان اور ایک نئ زمین بنا دی گئی۔

آپؐ ابھی مکہ میں ہی تھے کہ عرب میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایرانیوں نے رومیوں کو شکست دے دی ہے اس پر مکہ والے بہت خوش ہوئے کہ ہم بھی مشرک ہیں اور ایرانی بھی مشرک ہے۔ ایرانیوں کا رومیوں کو شکست دے دینا ایک نیک شگون ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مکہ والے بھی محمد ﷺ پر غالب آ جائیں گے۔ مگر محمد ﷺ کو خدا نے بتیا کہ:

غُلِبَتِ الرُّومُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ۔ (سورۃ روم)

یعنی رومی حکومت کو شام کے علاقہ میں بیشک شکست ہوئی ہے لیکن اس شکست کو تم قطعی نہ سمجھو۔ مغلوب ہونے کے بعد رومی پھر نو سال کے اندر غالب آ جائیں گے۔ اس پیشگوئی کے شائع ہونے پر مکہ والوں نے بڑے قہقہے لگائے یہاں تک کہ

حضرت ابو بکرؓ سے کفار نے سو سو اونٹ کی شرط باندھی کہ اگر اتنی شکست کھانے کے بعد بھی روم ترقی کر جائے تو ہم تمہیں سو اونٹ دیں گے۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو تم ہمیں سو اونٹ دینا۔ بظاہر اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا امکان دور سے دور تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔ شام کی شکست کے بعد رومی لشکر متواتر کئی شکستیں کھا کر پیچھے ہٹتا گیا یہاں تک کہ بحیرہ مارمورا کے کناروں تک ایرانی فوجیں پہنچ گئیں۔ قسطنطنیہ اپنی ایشائی حکومت سے بالکل منقطع ہو گیا اور روم کی زبردست حکومت ایک ریاست بن کر رہ گئی۔ مگر خدا کا کلام پورا ہونا تھا اور بالآخر پورا ہوا۔ انتہائی مایوسی کی حلت میں روم کے بادشاہ نے اپنے سپاہیوں سمیت آخری حملہ کے لئے قسطنطنیہ سے خروج کیا اور ایشیائی ساحل پر اتر کر ایرانیوں سے ایک فیصلہ کن جنگ کی، رومی سپاہی باوجود تعداد میں کم ہونے کے اور باوجود سامان کم ہونے کہ قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق ایرانیوں پر غالب آئے۔ ایرانی لشکر ایسا بھاگا کہ ایران کی سرحدوں سے ورے اسکا قدم کہیں بھی نہ ٹھہرا اور پھر دوبارہ رومی حکومت کے افریقی اور ایشیائی مفتوح ممالک اس کے قبضہ میں آگئے۔

یہ تو پرانی باتیں ہیں اسلام نے اس زمانہ کے متعلق بھی بہت سی خبریں دی ہیں چنانچہ قرآن کریم میں نہر سویز اور نہر پانامہ کے متعلق خبر دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ۔ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ۔ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔

(سورہ رحمٰن: ۲۰-۲۶)

ان آیات میں یہ خبر دی گئی ہے کہ دنیا میں دو سمندر ہیں جو ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں لیکن ایک دن آئے گا جب وہ آپس میں ملا دیئے جائیں گے ان میں بڑے بڑے اونچے جہاز سفر کرینگے اور ان سمندروں کی علامت یہ ہے کہ موتی اور مونگا اُن میں سے نکالا جاتا ہے۔

یہ پیشگوئی بعینہ نہر سویز اور نہر پانامہ پر پوری ہوئی۔ موتی اور مونگا بھی وہاں ہوتا ہے بڑے بڑے جہاز بھی اُن میں چلتے ہیں اور دو دو سمندر ان نہروں کے ذریعہ ملا دیئے گئے ہیں۔

اسی طرح اور بیسیوں پیشگوئیاں ہیں جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں جو اس زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں جیسا کہ سورہ کہف کے پڑھنے سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم میں آخری زمانہ میں عیسائیوں کے غلبہ کی بھی خبر دی گئی ہے۔ دنیا میں اُن کے پھیل جانے کی بھی خبر دی گئی ہے اُن کی سمندری طاقت کی بھی خبر دی گئی ہے اُن کی باہمی لڑائیوں کی بھی خبر دی گئی ہے اور آخر میں اسلام کی فتح اور کامیابی کی بھی خبر دی گئی ہے باقی سب پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اب اسلام کی فتح کی پیشگوئی پوری ہونی باقی ہے یورپ کا عیسائی یا یورپ کا دہریہ اسلام کی کمزور حالت کو دیکھ کر ہنستا ہے تو بیشک ہنستا رہے مگر جس خدا نے وہ پیشگوئیاں پوری کی ہیں وہی خدا یہ آخری پیشگوئی بھی ضرور پوری کر کے چھوڑے گا۔ اسلام کی فتح کے دن آرہے ہیں تمام تاریکیوں اور تمام ظلمتوں میں سے اسلام کے سورج کو جھانکتے ہوئے دیکھتا ہوں خدا تعالیٰ کی فوجیں آسمان سے اُتر رہی ہیں بیشک شیطانی فوجوں کا اس وقت دنیا پر غلبہ ہے لیکن وہ دن قریب سے قریب تر آرہے ہیں تب خدا کی فوجیں شیطان کی فوجوں کو شکست دے دینگی جب خدا کی توحید دنیا میں پھر قائم ہوگی اور تب دنیا یہ تسلیم کرلے گی کہ قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جو خدا اور بندے میں صلح کراتی ہے اور خدا کی بادشاہت کو اس دنیا میں قائم کرتی ہے اور بنی نوع انسان میں انصاف اور عدل کو قائم کرتی ہے۔

(بحوالہ دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۲۸۱ تا ۲۸۵)

☆☆☆☆☆

بقیہ مضمون از صفحہ نمبر 10

سے دیکھے گا اور اس رقابت کے نتیجہ میں جیسا کہ عام طور پر قاعدہ ہے کہ جب دو رقیب ہوں اور ان میں سے ایک ذرا بھی غافل ہو تو وہ مارا جاتا ہے۔ مسلمان غفلت کریں گے اور موسوی سلسلہ کے علمبردار یعنی مسیح ناصری کے پیروان پر غالب آجائیں گے اور مسلمانوں کو مغلوب کرلیں گے۔

پھر اس مشابہت کے لئے سورہ کہف میں ایک پرانا واقعہ بنی اسرائیل کی قوم کا بیان کیا اور بتایا کہ بنی اسرائیل میں ذوالقرنین کا ایک واقعہ گزرا ہے تم دیکھو کہ کس طرح ذوالقرنین کے ذریعہ تباہ شدہ یہودیوں کو دوبارہ حکومت ملی۔ وہ واقعہ بھی اس موقعہ پر ظاہر کیا جائے گا اور مسلمان جو تباہ ہو چکے ہوں گے اللہ تعالیٰ پھر ایک دوسرے ذوالقرنین کے ذریعہ سے تباہی سے بچائے گا اور پھر اُن کی ترقی اور حفاظت کے سامان پیدا فرمائے گا۔

اس کے بعد سورہ مریم کو شروع کیا گیا ہے جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں پہلی سورتوں کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام کی ترقی اور اس کے تنزّل کا دور موسوی سلسلہ سے مشابہت رکھتا ہے جس طرح موسوی سلسلہ کے ٹوٹنے پر اس کا احیاء مسیح ناصری کے ذریعہ سے ہوا جو موسوی سلسلہ کا آخری نقطہ تھا اِسی طرح اسلام کی طاقت اور اُس کی شوکت کے ٹوٹنے پر اُس کا دوبارہ احیاء مسیح محمدیؐ کے ذریعہ سے ہوگا جو محمدیؐ سلسلہ کا آخری نقطہ ہوگا مگر چونکہ محمدیؐ سلسلہ کا اصل مقابلہ مسیح ناصری کی قوم کے ساتھ ہوگا اور اسلام کا ٹوٹنا مسیح ناصری کی قوم کی وجہ سے ہوگا جو موسوی سلسلہ کا آخری نقطہ تھا اس لئے محمدی سلسلہ جب ترقی کرے گا تو اُسے اصل مقابلہ مسیح ناصری کی قوم سے ہی پیش آئے گا اس لئے اگر ہم تاریخی طور پر غور کرنا چاہیں تو ہمیں بجائے موسوی سلسلہ پر غور کرنے کے مسیحی سلسلہ پر غور کرنا پڑے گا کیونکہ اسلام کے اصل دشمن وہی ہیں۔ اس مناسبت کے لحاظ سے سورہ کہف کی تشریحات کے بعد اب وہ اُس قوم کے حالات کی طرف آتا ہے جن سے مسلمانوں کا اصل مقابلہ تھا اور بتایا ہے کہ مسلمانوں پر مسیح کے ذریعہ سے ہی تباہی آئی یعنی مسیح ناصری کی قوم کے ذریعہ سے اور مسلمانوں نے اگر تباہی سے بچنا ہے تب بھی مسیح کے ذریعہ سے ہی یعنی مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی وجہ سے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اب عیسائیت کی تاریخ بیان کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ تاریخ تمہارے لئے شمعِ راہ ہوگی اور تمہیں مدّنظر رکھنا پڑے گا کہ اس اس طرح عیسائیت کی بنیاد پڑی اور اِس اِس رنگ میں تمہارے احیاء کی بنیاد ڈالی جائے گی گویا سورۃ مریم، سورہ بنی اسرائیل اور سورہ کہف کی تیسری کڑی ہے اور یہ تینوں سورتیں ایک ہی مضمون کی حامل اور ایک ہی طریق پر چل رہی ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۱۰ تا ۱۳)

حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب کہف اور رقیم

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ حضور علیہ السلام سے اصحاب کہف کے متعلق جا کر پوچھیں۔ یہ غالباً ۱۹۰۶ء کی بات ہے۔ حضرت صاحب اس وقت مضمون لکھ رہے تھے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ (اس وقت حضور کی عمر چھوٹی تھی) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اصحاب کہف کے واقعہ کے متعلق سوال کیا اور ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا خیال (**حاشیہ**: حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اصحاب الکہف کی پیشگوئی کے رنگ میں انگریزوں پر چسپاں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان کے ساتھ کتّوں کا ہونا بڑی ظاہر علامت ہے۔

(بحوالہ تفسیر سورہ کہف مصنفہ مولوی عبد الطیف صاحب بہاولپوری صفحہ ۳)

بھی مختصر طور پر بیان کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سُن کر فرمانے لگے جاؤ غلط ہے۔ اصحٰب الکہف والرقیم میری جماعت ہے۔ یہ میرا الہام ہے۔“

(ریویو آف ریلیجنز اردو جون ۱۹۲۱ صفحہ ۲۲۱)

☆☆☆☆☆☆

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن
اور
قرآن کریم کی اشاعت پر ملاؤں کا واویلا

(محمد عظمت اللہ قریشی بنگلور)

بنگلور ۱۰ مارچ: روزنامہ سالار کی خبر ہے۔ بنگلور ۱۰ مارچ (راست) ۹ مارچ ۲۰۰۹ بروز پیر صبح ۱۱ بجے جامع مسجد بنگلور سٹی میں مولوی ریاض الرحمٰن صاحب رشادی کی صدارت میں علماء کرام کا ایک مشاورتی اجلاس منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور ہوئیں۔ صوبہ کرناٹک کے تمام اضلاع کی مساجد و مدارس کی ذمہ داری اور مساجد کے ائمہ کرام و خطام سے اس کے ساتھ گزارش ہے کہ اپنے اپنے ضلعوں، قریوں کی مساجد میں عامتہ المسلمین کو اس فتنہ سے آگاہ کریں بالخصوص سیرت کے جلسوں میں مستقل اس کو موضوع بنائیں۔(۱) قادیانی ایک کچھوا صفت جماعت ہے جہاں دیکھتے ہیں کہ علماء کرام بیدار ہیں چوکنے ہیں تو اپنی سرگرمیاں کم یا ختم کر دیتے ہیں لیکن جہاں محسوس کرتے ہیں علماء غفلت کے شکار ہیں تو فوراً اپنی سرگرمیاں تیز کر دیتے ہیں۔(۲) شہروں میں علماء کرام قادیانیوں کی حرکتون پر نظر رکھتے ہیں لہٰذا ان کو شہر میں مواقع کم دستیاب ہوتے ہیں۔ البتہ قریوں اور دیہاتوں کو اپنی محنت کا میدان بناتے ہیں جیسا کہ اس وقت قادیانی حضرات قرآن کریم کا کنڑ ترجمہ دیہاتوں میں تقسیم کر رہے ہیں جس کے مترجم مسٹر محمد یوسف مسٹر ایم پی ابراہیم ہیں۔ ۱۱۰۰ صفحات پر مشتمل چاکلیت رنگ اور سنہرے رنگ سے منقش سرورق کتاب کی اشاعت نشر و اشاعت، صدر انجمن احمدیہ قادیان نے کی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ بھولے بھالے مسلمانون کو ایسے وقت اپنا ایمان بچانا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ کوئی بھی نئی چیز سامنے آئے تو فوراً اسے اپنے علماء کے علم میں لائیں۔(سالار مورخہ ۱۰ مارچ ۲۰۰۹ بنگلور)

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا دعویٰ تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خلق اللہ کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اور یہ کہ آپ وہی مسیح ہیں جن کا ذکر احادیث میں آتا ہے۔ اور وہی مہدی ہیں جن کا وعدہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ دیا گیا ہے اور آپؑ ان تمام پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ جو مختلف مذاہب کی کتب میں ایک مصلح کی نسبت جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا مذکور ہیں اور یہ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نصرت اور تائید کے لئے بھیجا ہے۔ اور قرآن کریم کا فہم آپ کو عنایت کیا ہے اور اس کے معارف اور حقائق آپؑ پر کھولے ہیں۔ اور تقویٰ کی باریک راہوں سے آپ کو آگاہ کیا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ کی شان اور عظمت کے اظہار کا کام آپؑ کے سپرد کیا ہے اور اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کرنے کی خدمت آپؑ کو سونپی گئی ہے۔

اسی طرح آپؑ کا یہ دعویٰ تھا کہ چونکہ رسول کریم ﷺ تمام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کا منشاء تھا کہ ساری دنیا کو آپؐ کے ہاتھ پر جمع کرے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان کے گذشتہ بزرگوں کی زبان سے آخری زمانے میں اس مذہب کے ایک گذشتہ نبی کی دوبارہ بعثت کی پیشگوئی کرا دی تھی۔ تا قومی منافرت خاتم النبین علیہ السلام پر ایمان لانے میں روک نہ ہو۔

ان پیشگوئیوں میں درحقیقت رسول کریم ﷺ کے ایک امتی مامور کی خبر دی گئی تھی تا کہ اس کے ذریعہ سے رسول کریم ﷺ کی تصدیق ہو کر تمام ادیان آپؐ کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تا تمام اہل مذاہب پر انہی کی کتب سے آپؐ کی صداقت ثابت ہو۔ اور پھر آپؐ کے ذریعہ سے اسلام کی صداقت معلوم ہو کر وہ رسول کریم ﷺ کے حلقہ غلامی میں باندھے جائیں۔(دعوۃ الامیر صفحہ ۴۸)

اس عظیم الشان خدمت اسلام کے لئے جماعت احمدیہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے رکھی۔ اور علماء کہتے ہیں کہ یہ قادیانی کچھوا کی صفت جماعت ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كزرعٍ أخرجَ شطئهٗ فا زرهٗ فاستغلظ فاستوىٰ علىٰ سوقهٖ يعجب الزرّاع ليغيظ بهم الكفّار وعدالله الذين اٰمنوا وَ عملوا الصّلحت منهم مغفرةٌ و أجْراً عظيماً۔(صورۃ الفتح)

"یعنی وہ ایک کھیتی کی طرح ہوں گے جس نے پہلے تو روئیدگی نکالی پھر اس کو آسمانی اور زمینی غذا کے ذریعہ مضبوط کیا اور وہ روئیدگی اور مضبوط ہوگئی پھر اپنی جڑ مضبوطی سے قائم ہوگئی۔ یہاں تک کہ زمیندار کو پسند آنے لگی اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ کفار ان کو دیکھ دیکھ کر جلیں گے۔ اللہ نے مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ انکو مغفرت اور بڑا اجر ملے گا۔"

معلوم ہوتا ہے جماعت احمدیہ کے مخالف مولوی صاحبان نے قرآن کریم کو پرھنا چھوڑ دیا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے اس مقدس کتاب کو تعویز کے طور رکھ چھوڑا ہے اور اس سے محبت بھی نہیں کرتے اور اگر کوئی محبت کا دعویٰ بھی کرے تو ان مولویوں کو غصہ آ جاتا ہے اور فوراً اپنی یونین (union) کی میٹنگ بلا کر تادیبی کاروائی کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔ دراصل مولوی صاحبان نہیں جانتے کہ قرآن کریم کی اشاعت ہو۔ لوگ دین سیکھیں۔ چونکہ جماعت احمدیہ اشاعت اسلام کے لئے قائم ہوئی ہے وہ اپنے فریضہ سے پیچھے ہٹنے والی نہیں۔

جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: "ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دین کی اشاعت کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اور احمدیوں کی مثال چوکیداروں کی ہے جو حفاظت کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ چوکیداروں کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ اس امر پر شکوہ کریں کہ دوسرے لوگ ان کے ساتھ مل کر پہرا نہیں دیتے۔ چوکیدار مقرر ہی اس لئے کئے جاتے ہیں کہ پہرہ دیں اور لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کریں۔ اسی طرح ہماری جماعت کو اس معاملہ میں کسی شکوہ کی گنجائش نہیں یا گنجائش نہیں ہونی چاہیئے کہ باقی لوگ اسلام کی اشاعت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اگر ساری کی ساری دنیا اشاعت اور حفاظت اسلام سے غافل ہو جائے۔ اور عملاً غافل ہے۔ تب بھی ہماری جماعت کے لوگوں کا فرض ہے کہ اسلام کی حفاظت کریں اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں۔" (الفضل ۹، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنی کتاب کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

"نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ۔"

حضرت مولانہ نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "قرآن کریم کے ساتھ مجھ کو اس قدر محبت ہے کہ بعض وقت تو حروف گول گول دوائر مجھے انف محبوب نظر آتے ہیں۔ اور میرے منہ سے قرآن کا ایک دریا رواں ہو جاتا ہے اور میرے سینے میں قرآن کا ایک باغ لگا ہوا ہے۔ اپنے بعض وقت تو میں حیران ہو جاتا ہوں کہ کسی طرح اس کے معارف بیان کروں۔" (بدر ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

اسی طرح آپؓ فرماتے ہیں: "قرآن کریم میری غذا میری تسلی اور اطمینان کا سچّا ذریعہ ہے۔ اور میں جب تک اس کو کئی بار مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔ بچپن سے میری طبیعت خدا نے قرآن کریم پر تدبر کرنے والی بنائی ہے۔ اور ہمیشہ دیر دیر تک قرآن کریم کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتا ہوں۔" (ترجمۃ القرآن صفحہ ۴۶)

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"جب تک لوگ قرآن کریم کی تعلیمات کو نہیں اپنائیں گے جب تک قرآن کریم کو اپنا رہبر نہیں مانیں گے اس وقت تک چین کی سانس نہیں لے سکتے۔ یہی دنیا کا مداوا ہے۔ ہماری جماعت کو کوشش کرنی چاہئے کہ دنیا قرآن کریم کی خوبیوں سے واقف ہو اور قرآن کریم کی تعلیمات لوگوں کے سامنے بار بار آتی رہے تا کہ دنیا اس امن کے سایہ تلے آ کر امن حاصل کرے۔" (خطبہ جمعہ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وصال پر صدق جدید کا تعزیتی نوٹ:

"دوسرے عقیدے ان کے جیسے بھی ہوں قرآن کریم و علوم قرآنی کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوشش انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر جاری رکھیں انکا صلہ اللہ انہیں عطا فرمائے۔ اور انکی خدمات کے طفیل میں ان کے ساتھ عام معاملہ درگزر فرمائے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح بیّن و ترجمہ وہ کر گئے ہیں اس کا بھی ایک بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔"

(عبد الماجد دریا آبادی ۱۸ نومبر ۱۹۶۵)

مولانا ظفر علی خان مدیر زمیندار لاہور نے ایک جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"کوئی ان احرار سے پوچھے بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا ہے کوئی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے۔ کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی۔ احراریو! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے میرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ میرزا محمود کے پاس قرآن ہے قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے......!

تم میں سے ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن پڑھا؟ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اسکے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے۔ گالیاں اور بدزبانی۔ تف ہے تمہاری غداری پر۔ مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں جو مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا اگاڑ رکھا ہے۔"

(ایک خوفناک سازش مصنفہ مولوی مظہر علی اظہر سیکرٹری ادارہ اسلام صفحہ ۱۹۵ تا ۱۹۶)

صدق جدید لکھنؤ ۱۲ جون ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔

"مشرق پنجاب کی خبر ہے کہ آچاریہ ونوبا بھاوے جب پیدل دورہ کرتے ہوئے وہاں پہنچے تو انہیں ایک وفد نے قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی اور سیرت نبویؐ پر انگریزی کتابیں پیش کیں۔ یہ وفد قادیان کی احمدیہ جماعت کا تھا۔ خبر پڑھ کر ان سطور کے راقم پر جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔ آچاریہ جی نے دورہ اودھ کا بھی کیا بلہ خاص قصبہ دریاباد میں قیام کرتے ہوئے گئے، لیکن اپنے کو اس قسم کا کوئی تبلیغی تحفہ پیش کرنے کی توفیق نہ ہوئی نہ اپنے کو نہ کسی ہم ملک کو ندوی۔ دیوبندی تبلیغی جماعتوں میں سے"

آخر یہ سوچنے کی بات ہے یا نہیں کہ جب بھی کوئی موقعہ اس قسم کی تبلیغی خدمت کا پیش آتا ہے یہی خارج از اسلام جماعت شاہ نکل جاتی ہے اور ہم سب دیندار منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

(عبد الماجد دریا آبادی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: "نوجوان اپنی زندگیاں وقف جدید کے لئے وقف کریں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے مشابہت حاصل کریں اور حضرت معین الدین چشتی حضرت شہاب الدین سہروردی، حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اولیاء صوفیا کے نقش قدم پر چلیں اور روحانی طور پر ویرانوں کو آباد کریں۔ مسلمانوں کو تعلیم دیں۔ قرآن کریم اور حدیث پڑھائیں اور اپنے شاگرد تیار کر کے دور مقامات پر پھیلائیں اور نور اسلام کو پھیلائیں۔" (الفضل ۲ فروری ۱۹۵۸)

آپؓ نے مزید فرمایا:

"ہماری جماعت ۔۔۔ اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاروں طرف رشد و اصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا۔ اب یہاں جال ڈالنے کی ضرورت ہے اور اس کے ذریعہ گاؤں گاؤں ۔۔۔ بلکہ ہر گاؤں کے گھر تک ہماری آواز پہنچ جائے۔" (الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۸)

مولانا حالی مرحوم فرماتے ہیں:

جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا
اب جنگ وجدل چاروں طرف اس میں بپا ہے
عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی
منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدا ہے

علامہ شبلی نعمانی نے شغل تکفیر کے خوگر اور دلدادہ مذہبی راہ نماؤں کا کیا خوب نقشہ کھینچا تھا، فرماتے ہیں:

اک مولوی صاحب سے کہا میں نے کہ کیا آپ

کچھ حالت یورپ سے خبردار نہیں ہیں
آمادہ اسلام میں لندن میں ہزاروں
ہر چند ابھی مائل اظہار نہیں ہیں
جو نام سے اسلام کے ہو جاتے ہیں برہم
ان میں بھی تعصّب کے وہ آثار نہیں ہیں
افسوس مگر یہ ہے کہ واعظ نہیں پیدا
ہاں ہیں تو بقول آپ کے دیندار نہیں ہیں
کیا آپ کے زمرہ میں کسی کو نہیں یہ درد
کیا آپ بھی اس کے لئے تیار نہیں ہیں
جھلاّ کے کہا یہ کہ یہ کیا سوء ادب ہے
کہتے ہو وہ باتیں جو سزاوار نہیں ہیں
کرتے ہیں مسلمان کی تکفیر شب و روز
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

(مجموعہ نظم شبلی اردو صفحہ ۳۴۔۳۵ مرتبہ سید ظہور الحسن صاحب موسوی تاجر کتب دہلی چھتہ لال میاں)

ان علماء کے نزدیک بھولے بھالے مسلمانوں میں انکی تعلیم کے لئے قرآن کریم کی تقسیم کرنا بھی ایک بڑا جرم ہے۔ بقول ان کے ظاہری بات ہے کہ بھولے بھالے مسلمانوں کو ایسے وقت اپنا ایمان بچانا مشکل ہو جاتا ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک گویا احمدی چور یا ڈاکو ہیں جو قرآن جو قرآن دے کر بھولے بھالے مسلمانوں کا یمان اچک لیتے ہیں۔ فرماتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ کوئی بھی نئی چیز سامنے آئے تو فوراً اسے اپنے علماء کے علم میں لائیں۔ یعنی وہ قرآن نہیں کوئی بم ہے اور علماء گویا پولیس والے ہیں یعنی قرآن کریم ان کے لئے نئی چیز ہے یا یہ قرآن کے لئے نئے ہیں۔ بقول ان کے اسے اپنے علماء کے علم میں ان کے فیڈریشن کے دفتر میں جا کران چالاک علماء کو خبر دیں تا کہ وہ ہوشیار ہو کر اپنی روزی روٹی کی حفاظت کر لیں۔ جس طرح ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں ایسے یہ ایک دیہات میں یا ایک محلّہ کی مسجد میں دو مخالف فرقہ ملاّں یا م یا خطیب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہ کہتے ہیں ’’اے مسلمانوں یاد رکھو قادیانی جو قرآن تقسیم کر رہے ہیں اس کا رنگ چاکلیٹ کا ہے اور یہ ۱۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے، جس طرح چور کو پکڑا تو اس کے چہرے کا خاکہ یا حلیہ جاری کرنا پڑتا ہے ایسے ہی یہ ملاں دین اور قرآن سے کھلواڑ کرتے ہوئے ان کا مزاق اڑا رہے ہیں۔ پس قرآن کریم کسی رنگ کا بھی ہو وہ قرآن کریم ہی رہتا ہے یہ آنحضرت ﷺ کے زمانے سے لے کر آج بھی وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ البتہ ان مخالف علماء کے بزرگوں نے قرآن کریم کے ترجمے اور تفاسیر کچھ اور رنگ کے کئے ہیں۔ جو خدا کے کلام سے میل نہیں کھاتے۔

۱۔ مثلاً حضرت یوسفؑ کے لئے لکھا ہے:

ترجمہ ’’اس عورت نے حضرت یوسفؑ سے زناء کا ارادہ کیا اور حضرت یوسفؑ نے بھی اس کے ساتھ میلانِ طبع اور شہوتِ غیر اختیاری کے باعث زناء کا ارادہ کیا۔‘‘ (نعوذ باللہ من ذلک: ناقل)

(جامع البیان صفحہ ۲۰۳ و جلالین مع کمالین صفحہ ۱۹۰ مجتبائی)

۲۔ حضرت داؤدؑ کے لئے لکھا ہے:

ترجمہ ’’اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو تنبیہ کی اس وجہ سے کہ حضرت داؤد کی ۹۹ بیویاں تھیں انہوں نے ایک اور شخص جس کی ایک ہی بیوی تھی لے کر اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔‘‘ (جلالین مع کمالین صفحہ ۳۷۹)

۳۔ حضرت سلیمانؑ کے متعلق لکھا ہے:

خدا تعالیٰ حضرت سلیمانؑ سے ناراض ہوا کیونکہ انہوں نے ایک عارت کو اپنی بیوی بنا لیا۔ جس سے وہ عشق کرتے تھے۔ (جلالین: مجتبائی صفحہ ۴۸۰ تفسیر معالم تنزیل و تفسیر محمدی و جامع البیان)

۴۔ خود ہمارے محبوب و مقدس آقا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق ایسی ایسی باتیں آپ کے مفسرین نے لکھی ہیں کہ ان کو نقل کرنے کا بھی ہمارا ذہن و قلم اجازت نہیں دیتا۔ خود آپ تفسیر بیضاوی جلد ۴ صفحہ ۱۶۴ تفسیر سورۃ احزاب اور کمالین بر حاشیہ جلالین صفحہ ۳۵۳ مجتبائی نکال کر دیکھ لیں۔

اور آپ کے بعض مفسرین نے تو لکھا ہے کہ حضرت سلیمان اس (یعنی ملکہ سباء) کی پنڈلیوں پر بڑے بال ہیں اور آپ دیکھنا چاہتے تھے کہ واقعی بال ہیں کہ نہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

پھر آپ کے علماء کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیات ہی منسوخ ہیں کسی کے نزدیک ان کی تعداد ۷۰۰ ہے تو کسی کے نزدیک ۵۰۰ ہے تو کسی کے نزدیک ۳۰۰ سے آخر بات ۳ تک جا پہنچی۔ آپ کے علماء کی یہ باتیں عیسائی مشنریوں نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں۔ نعوذ باللہ من ذٰ لک۔

ہم احمدیوں کے نزدیک خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں کے مطابق ایسی باتوں کا تصور بھی گناہ کے مترادف ہے اور ہمارے نزدیک قرآن مجید کی ایک آیت تو کیا اُس کا زیر و زبر بلکہ ایک شعشہ تک بھی منسوخ نہیں بلکہ ایسا کہنے والے کو ہم مسلمان ہی نہیں سمجھتے چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’....اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کے شرائع اور حُدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اب کوئی وحی یا الہام من جانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی حکم کو تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔‘‘

(ازازالہ اوہام جلد اوّل صفحہ ۱۳۷، ۱۳۹۔)

غیر احمدی علماء کہتے ہیں کہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ہم سب کے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کے ہم سب امین ہیں اس کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے اگر ہم اس ذمہ داری کے ادا کرنے میں غفلت برتیں تو کل ہم کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کریں گے اس لئے اس فتنہ سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنا اور قادیانیوں کے ترجمہ سے مسلمانوں کو بچانا اور ان کے ایمان کی حفاظت کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔‘‘ (سالار بنگلور)

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلعم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کسی طرح آ سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اُتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وحی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کیلئے۔

(کتاب ایک غلطی کا ازالہ)

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد تحریر فرماتے ہیں:

’’مسیح ناصری کا تذکرہ بے کار ہے۔ وہ شریعت موسوی کا مصلح تھا۔ پر خود کوئی صاحب شریعت نہ تھا۔ کوئی شریعت نہیں لایا۔ اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا۔ وہ خود بھی قانون عشرہ موسویہ کا تابع تھا۔‘‘

(رسالہ الہلال کلکتہ جز نمبر ۳، چہارشنبہ ۲۲ شوال ۱۳۳۱ ص ۲۳۹)

علامہ علاؤالدین صدیقی رقمطراز ہیں:

’’کتنے شرم کی بات ہے کہ عالم انسانیت کفر و ظلمت کے طوفانوں سے گھرا ہوا ہے۔ مگر دین حق کے پاسبان خاموش ہیں۔ ہم نے کتنے مبلغ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے ہیں......؟ ہم نے افریقہ کے تاریک برّ اعظم میں اسلام کی کتنی شمع روشن کرنے کی کوشش کی ہے؟ ہمارے کتنے علماء دین ہیں جو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ کر اشاعت و تبلیغ کا فریضہ ادا کر رہے؟ ہم نے آج تک کتنے گمراہ انسانوں کو حق و ہدایت کی راہ پر لگایا اور کتنے انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا ہے.....ہم نے اگر کچھ کیا تو صرف یہ کیا کہ جو لوگ حصار اسلام میں محفوظ ہیں انہیں اٹھا اٹھا کر باہر پھینکنا شروع کر دیا۔ ہم نے تکفیر بازی کی۔ توپوں سے ملت اسلامیہ کے آہنی حصار میں جگہ جگہ شگاف پیدا کر دیئے اور اپنے ہی بے رحم ہاتھوں سے اپنی ملت کے اعضاء کو کاٹ کاٹ کر الگ کرنا شروع کر دیا۔ ہم سے یہ تو نہ ہو سکا کہ باہر کے لوگوں کو بلا کر لاتے اور چمن اسلام کی رونق بڑھاتے۔ لیکن جو پہلے موجود تھے انہیں دھکے دے دے کر باہر نکال دیا اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس گلشن کو ویران کر کے رکھ دیا۔‘‘ (کوہستان ۱۵؍ نومبر ۱۹۶۲ء)

شمالی ہند کے صوبوں یو پی اور بہار سے روزی روٹی کی تلاش میں نکلے مولوی صاحبان ہمارے محبوب وطن صوبہ کرناٹک میں مسلمانوں میں فرقہ پرستی کی تعلیم دیکر فرقہ وارانہ کشیدگی پھیلا رہے ہیں ہماری پُر امن ریاست کو طالبانی ریاست بنانے کے شیطانی خواب کو پورا کرنے کے لئے مسلمان فرقوں میں نفرت پیدا کر رہے ہیں۔ مسلمان بھائی ان سے ہوشیار رہیں۔ ان لوگوں کو مذہب سے کچھ لگاؤ نہیں یہ صرف روزی کے لئے مذہب کو پکڑے ہوتے ہیں۔ ان کے فساد سے پاکستان افغانستان تباہ ہوئے تو اب صدیق حسن خان صاحب کے فرزند مولوی نور الحسن خان صاحب لکھتے ہیں:

یہ بڑے بڑے فقہاء یہ بڑے بڑے مدرس یہ بڑے بڑے درویش جو ڈنکا دینداری خدا ترسی کا بجا رہے ہیں درحق تائید باطل تقلید مذہب و تقید مشرب میں مخدوم عوام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھو تو دراصل پیٹ کے بندے نفس کے مرید ابلیس کے شاگرد ہیں چندیں شکل از برائے اکل۔ ان کی دوستی دشمنی ان کے باہم کا ردّ و کد فقط اسی حسد و کینہ کے لئے ہے نہ خدا کے لئے نہ امام کے لئے نہ رسول کے لئے۔ علم میں مجتہد مجدد ہیں لاکن حق باطل، حلال، حرام میں کچھ فرق نہیں کرتے غیبت سبّ و ستم، خدیعت و زور و کذب و فجور افتراء کو گویا صالحاتِ باقیات سمجھ کر رات دن بذریعہ بیان و زبان خلق میں اشاعت فرماتے ہیں۔‘‘

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۸)

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:

’’سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہو جائیں گے لیکن علماء دنیا پرست کبھی ایک جاء اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کتوں کا مجمع ویسے تو خاموش رہتا ہے لیکن ادھر قضائی نے ہڈی پھینکی اور ادھر ان کے پنجے تیز اور دانت زہر آلود ہو گئے۔ یہی حال ان سگانِ دنیا کا ہے۔ ساری باتوں میں متفق ہو جا سکتے ہیں لیکن دنیا کی ہڈی جہاں سڑ رہی ہو وہاں پہنچ کر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نہیں رکھ سکتے۔ ان کا سرمایہ ناز علم حق نہیں ہے جو تفرقہ مٹاتا اور اتباع سبل متفرقہ کی جگہ ایک ہی صراط مستقیم پر چلاتا ہے، بلکہ یکسر علم جدل و خلاف ہے۔ نفس پرستی اس کی کثافت کو خمیر کر دیتی ہے اور دنیا طلبی کی آگ اس کی نیکی کے نجادات کو اور زیادہ تر کرتی رہتی ہے۔ فساق و فجار خرابات میں بھائیوں کی طرف ایک دوسرے کی تندرستی کا جام صحت پیتے ہیں اور چور اور ڈاکو مل جل کر رہزنی کرتے ہیں مگر یہ گروہ خدا کی مسجد اور زہد و عبادت کے صومعہ اور خانقاہ میں بیٹھ کر بھی متحد و یکدل نہیں ہو سکتا اور ہمیشہ ایک دوسرے کو درندوں کی طرف چیرتا پھاڑتا اور پنجہ مارتا رہتا ہے۔ میکدوں میں محبت کے ترانے اور پیار و الفت کی باتیں سننے میں آ جاتی ہیں۔ مگر عین محراب مسجد کے نیچے پیشوائی و امامت کے لئے ان میں سے ہر ہاتھ دوسرے کی گردن پر بڑھتا ہے۔ خونخواری کی ہر آنکھ دوسرے بھائیوں کے خون پر لگی ہوتی ہے۔ حضرت مسیحؑ نے احبار یہود سے فرمایا تھا ’’تم نے داؤد کے گھر کو ڈاکوؤں کا بھٹ بنا دیا ہے۔ ڈاکوؤں کے بھٹ کا حال تو نہیں معلوم لیکن ہم نے مسجدوں کے صحن میں بھیڑیوں کو ایک دوسرے پر غرّاتے اور خون آشام دانت مارتے دیکھا ہے۔‘‘

(نقوش ابوالکلام و مقالات آزار صفحہ ۱۴۲ تذکرہ)

پس یہ ہے آج کل کے علماء کی روحانی حالت جو احمدیوں کے قرآن کریم کے غرباء میں تقسیم کرنے پر واویلا کر رہے ہیں۔ اسلام سے انہیں کیا لینا دینا۔ پاکستان میں تو یہ خود اپنے ہم عقیدہ مسلمانوں کا قتل عام دن دہاڑے کر رہے ہیں۔ دراصل یہاں ان کو پیشے سے دست برداری کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے اسی لئے قرآن مجید کی تقسیم پر شیخ پا ہو رہے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کو بصیرت عطا کرے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال خلافت جوبلی کی وجہ سے تمام دنیا کے احمدیوں میں خلافت کا علم بھی بڑھا ہے اور اس سے تعلق پیدا کرنے اور بڑھانے کا شعور بھی پیدا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کرنے والے کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد خلافت کی بھی اطاعت کا حکم ہے کیونکہ نبوت کی نیابت کی وجہ سے خلافت کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ روحانی سلسلوں میں نبوت کے بعد اولوالامر سب سے اوّل خلیفۂ وقت ہوتا ہے۔

جب تمہارے اطاعت کے معیار اچھے ہوں گے، تم تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے رہو گے تو نبی کے بعد تم بے یار و مددگار نہیں چھوڑے جاؤ گے بلکہ خدا تعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمہیں دوبارہ تھام لے گا۔

اس زمانہ کے امام کو ماننے اور اس کے بعد خلافت کے نظام کے اندر آنے میں اب ہر مسلمان کی بقا ہے، دنیا کی بقا ہے۔

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

بقیہ رپورٹ 12/اکتوبر 2008 بروز اتوار:

جلسہ سالانہ ہالینڈ سے اختتامی خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"آج ہم اس وقت یہاں جماعت احمدیہ ہالینڈ کے جلسہ سالانہ کے آخری دن کی اختتامی تقریب کے لئے جمع ہیں اس جلسے پر آنے کا پہلے میرا پروگرام نہیں تھا۔ پہلے میں معذرت بھی کر چکا تھا لیکن لگتا ہے کہ امیر صاحب کی دعا اور خواہش بڑی شدت کی تھی کہ فرانس کی مسجد کا افتتاح اور پھر برلن کی مسجد کا افتتاح ایسی تاریخوں میں آ گئے کہ یہ جلسہ بیچ میں آ گیا اور باوجود معذرت کے مجبوراً اللہ تعالیٰ مجھے یہاں گھیر کے لے آیا۔ تو اس لحاظ سے مَیں کہتا ہوں کہ امیر صاحب کی یا جو بھی ان کے کارکنان تھے کام کرنے والے شدید خواہش لگتی ہے۔

مجھے امیر صاحب کی کل یہ بات سن کر حیرت ہوئی کہ جنوری میں ہی انہوں نے یہ تاریخ رکھ لی تھی اس امید پر کہ اس تاریخ کو مَیں ضرور آؤں گا جبکہ مجھے بالکل نہیں پتہ تھا کہ مَیں آؤں گا۔ تو بہرحال یہ میرے لئے خوشی کا موقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور جلسہ میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ جوبلی کے حوالہ سے ہر ملک میں اپنے اپنے جو بھی ان کے وسائل ہیں ان کی تعداد ہے اس کے لحاظ سے وہ بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ جلسے بہترین طرز پر منائے جائیں۔ لیکن اس دفعہ ہالینڈ کی جماعت کو باوجود کوشش کے جوان کا ہال جو وہ کرایہ پر لیا کرتے تھے نہیں مل سکا۔ اس لئے لوگوں کو جگہ کی تنگی کا بھی سامنا کرنا پڑا بہرحال اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری کوشش جو وہ کر سکتے تھے اپنے وسائل کے لحاظ سے وہ انہوں نے کی ہے۔

آج میں اسی حوالے سے چند باتیں کروں گا۔

آپ نے تلاوت سنی ہے قرآن کریم کی۔ ان آیات کے مضمون کے لحاظ سے ہی مَیں نے آج کا موضوع چنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال خلافت جوبلی کی وجہ سے تمام دنیا کے احمدیوں میں خلافت کے بارہ میں علم بھی بڑھا ہے اور اس سے تعلق پیدا کرنے اور بڑھانے کا شعور بھی پیدا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی بہت سے نوجوان، بچے، نئے آنے والے احمدی جو ہیں اور پرانے احمدی بعض ایسے ہیں جن کو اس حوالے سے بعض امور کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے تاکہ یہ تعلق اتنا پختہ اور مضبوط ہو جائے کہ شیطان کا کوئی اندرونی اور بیرونی حملہ اور کوئی حربہ اس میں کسی قسم کی کوئی کمزوری اور رخنہ پیدا نہ کر سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اور بہت سے احکامات بھی ہمیں دیئے ہیں۔ سورۃ نور جو ہے، جس کی کچھ آیات ابھی تلاوت کی گئی ہیں۔ لیکن اس وقت مَیں چند ایک کا ذکر کروں گا۔ ان آیات کا جو تلاوت کی گئی ہیں اور اس کے علاوہ بھی ایک دو پہلی آیات اور ایک بعد کی آیت، ان کا محور اطاعت ہے یا وہ بنیادی چیز جس پر بار بار اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی ہے ان آیات میں اور تاکید کی ہے وہ اطاعت ہے۔ کیونکہ باقی نیکیوں کی توفیق بھی اس وجہ سے ملے گی یا ملتی ہے کہ جب انسان میں کامل اطاعت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون شروع ہی اس طرح کیا ہے۔ یہ رکوع جب شروع ہوتا ہے کہ مومن کی یہ نشانی ہے کہ جب بھی اسے اللہ اور رسول کسی فیصلے کے لئے بلائیں یا اللہ اور رسول کی طرف فیصلے کے لئے بلایا جائے یا کسی بھی قسم کی توجہ دلائی جائے ان احکامات کے بارہ میں جو اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔ تو جواب میں جو حقیقی مومن ہیں صرف اتنا کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم اطاعت کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم کامل فرمانبرداری کے ساتھ ان باتوں پر عمل کریں گے۔ صرف منہ سے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہہ دینا کافی نہیں ہوتا۔ اس سے مقصد پورا نہیں ہو جائے گا۔ جب اَطَعْنَا کہا ہے تو ان تمام باتوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جو خدا اور رسول ﷺ نے ہمیں بتائی ہیں۔ تبھی اس انعام کے بھی حقدار بنیں گے۔ جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

یہ جو آیات تلاوت ہوئی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا اس میں ایک آیت استخلاف بھی ہے جس کا ترجمہ بھی آپ نے سنا ہے۔ اس آیت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی جیسا کہ پہلے مَیں بتا چکا ہوں کہ بار بار مختلف حوالوں سے اطاعت کے مضمون کو دوہرایا گیا ہے۔ پس پہلے تو اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ کامل اطاعت رکھنے والے ہوتے ہیں اور پھر فرمایا یہ کامل اطاعت اور اللہ اور رسول کے حکموں پر عمل اس وقت حقیقی کہلائے گا جب اس حوالے سے آواز دینے والے کی آواز بھی سنو۔ فرمایا اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (سورۃ النور آیت 53) کہ جب اللہ اور رسول کی طرف بلایا جائے۔ یہ اللہ اور رسول کی طرف بلانا وہ احکامات ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ نے ہمیں دیئے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج بیشک بنیادی ارکان اسلام ہیں۔ لیکن قرآن کریم کے تمام احکامات پر عمل کرنا جو ہے یہی ایک مومن کو کامیاب بناتا ہے۔ اس زمانہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ایک حکم تھا اور بڑی سختی سے یہ حکم تھا کہ جب مسیح موعود اور مہدی موعود کا ظہور ہو گا تو اسے ماننا اور نہ صرف ماننا بلکہ اگر مشکل حالات کی وجہ سے راستے کے روکوں کی وجہ سے یہاں تک کہ موسم کی سختیوں کی وجہ سے اگر راستے میں برف کی سلیں ہوں برف پڑی ہو تو ان پر گھٹنوں کے بل چل کے جانا اور جا کے میرا اسلام کہنا۔ اس حکم کے مخاطب آنحضرت ﷺ کے صحابہ نہیں تھے نہ اس کے قریب کے زمانہ کے لوگ تھے بلکہ امت کے وہ لوگ تھے جن کے زمانہ میں مسیح موعودؑ کا ظہور ہونا تھا اور پھر بے شمار نشانیاں بھی بتائی گئیں کہ پرانی سواریاں بیکار ہو جائیں گی، نئی نئی سواریاں آ جائیں گی۔ سمندر ملائے جائیں گے۔ نئی نئی ایجادات ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ ایک نشانی جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھا یا کسی کی تائید میں نہیں لگا وہ ہے آسمانی نشان کہ رمضان کے مہینے میں خاص دنوں میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔ یہ سب باتیں پوری ہوئیں اور مسیح و مہدی کا دعویٰ کرنے والا بھی موجود تھا اُس وقت۔ ان سب پیشگوئیوں کے حوالوں سے وہ اعلان بھی کر رہا تھا کہ جس موعود کے آنے کی خبر تھی وہ آ گیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ اب خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس مسیح و مہدی کو اور آنحضرت ﷺ کے اس غلام کو مان لو تا کہ دنیا اور عاقبت سنوار سکو، تا کہ فلاح پانے والے بن سکو، تا کہ کامیابیاں تمہارے ساتھ ہوں کیونکہ اس غلام صادق کے ساتھ ہی اب تمام برکات وابستہ ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی خلافت کے تاقیامت چلنے کی پیشگوئی بھی جڑی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی پوری ہو گی۔ اور مسلمانوں کی بقا بھی اسی میں ہے کہ اپنے اندر خلافت کو قائم کریں اور یہ بغیر مسیح موعود کے آنے کے قائم نہیں ہو سکتی۔

آج اس نافرمانی کا نقصان مسلمان اٹھا رہے ہیں۔ یہ دہشت گردی کا جو لیبل جو چند لوگوں کی حرکتوں کی وجہ سے تمام مسلم اُمّہ پر لگ گیا ہے یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم پر عمل نہیں کرتے۔ اپنی مرضی کے احکام تو بخوشی قبول کر لئے۔ لیکن جہاں دوسرے کا حق دینا ہو وہاں خدا کو بھی بھول جاتے ہیں اور رسول کو بھی بھول جاتے ہیں۔

پس پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کا خوف کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ مومن کی نشانی یہی ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے۔ مومن کی کامیابی کا راز ہی تقویٰ میں ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے والے کو خدا تعالیٰ بیشمار انعامات اور فضلوں سے نوازتا ہے۔ یہ تقویٰ کا مضمون ایسا ہے جسے ہر احمدی کو بھی ہر وقت اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانا اور باوجود واضح حکم کے اور تمام نشانیاں پورا ہونے کے، وہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق فلاح پانے والے ہی نہیں ہیں اور اس مراد کو بھی پانے والے نہیں ہیں جو ایک مومن کا مطمح نظر ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ لیکن اگر بیعت کرنے کے بعد ہم صرف اتنی سی بات پر خوش ہو جائیں کہ ہم نے اطاعت کا نمونہ دکھاتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مان لیا اور آنے والے مسیح و مہدی کو مان لیا تو ہمارے لئے صرف اتنا کافی نہیں ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ قرآن کریم کے بتائے ہوئے تمام احکام پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اور یہ اس وقت حقیقی رنگ میں ہو سکتا ہے جب اللہ کا خوف بھی ہو اور تقویٰ بھی ہو۔ ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کے لئے ہو تب حقیقی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں اور مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ پس یہ تقویٰ کے معیار بڑھانا اب ہمارا فرض ہے تا کہ حقیقی انعام یافتوں کے زمرے میں شامل ہو سکیں۔

پس حضرت مسیح موعود کے جلسے منعقد کرنے کے جو مقاصد تھے ان میں سے ایک بہت بڑا مقصد یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ پیدا ہو اور یہ اپنے اندر پیدا کرتے ہوئے ایک احمدی اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ہمیں صرف یہی توجہ دلاتا ہے کہ میرے حقوق ادا کرو یا میرے بندوں کے حقوق ادا کرو بلکہ تقویٰ کے فوائد سے ایک مومن ذاتی طور پر بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور من حیث الجماعت بھی فوائد حاصل ہو رہے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں بیشمار جگہ اس بات کا ذکر ہے، تقویٰ کا، قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے ہمیں تمام ان احکامات کی پیروی کی طرف توجہ دلائی ہے جو قرآن کریم میں درج ہیں۔ فرمایا وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الانعام: 156) یہ ایسی کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے، اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ پس پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جذب کرنے کے لئے قرآنی احکام کی پیروی کرنا ضروری ہے صرف ایک حکم کی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فرداً فرداً ہر حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ایک حکم یا چند

حکموں کو ماننے سے ایمان کامل نہیں ہو جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کے لئے تقویٰ اہم شرط ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ ایمان کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور تقویٰ کیا ہے جیسا کہ ہم نے اس آیت میں دیکھا کہ قرآن کریم کے احکامات کی پیروی ہے۔ گویا ان احکامات کی پیروی تو ایمان کا پہلا مرحلہ ہے جو حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمائی ہے اور ایک مومن تو اس بات پر خوش نہیں ہوسکتا کہ پہلے مرحلے کے بھی صرف ایک حصہ پر عمل کرے اور تھوڑے سے حصے پر عمل کر کے سمجھ لے جو پانا تھا پالیا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے بعد اب ہمارے لئے مزید راستوں کا تعین ہو رہا ہے اور ہر ایک کو اپنے اپنے راستوں کا تعین کرنا چاہئے۔ پہلے تو یہ آپ نے حاصل کرلیا کہ پہلے مرحلے کے ایک حصے پر عمل کر کے مسیح و مہدی کو مان لیا۔ اب پہلا مرحلہ جو ہے اس کی چھ سات سو سیڑھیاں ہیں۔ وہ تمام قرآنی احکامات ہیں جو ایمان کو کامل کرتے ہیں۔ یہ پہلا مرحلہ ہے ابھی تو ان سیڑھیوں پر چڑھنا ہے۔ پھر جب اس منزل پر پہنچیں گے تو اس منزل کے حصول کے بعد نئے مرحلے نظر آئیں گے تو پھر ان کے حصول کی بھی کوشش کرنی ہے۔

بیعت کرنے کے بعد اس صوفی کے خیالات نہیں اپنا لینے جس کا یہ واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ مجھ سے کہنے لگا کہ اگر کوئی کشتی میں سفر کر رہا ہو اور کنارہ آجائے تو کیا کشتی سے اتر جانا چاہئے یا بیٹھے رہنا چاہئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں سمجھ گیا کہ اس کا مقصد کیا ہے۔ مَیں نے اسے کہا کہ اگر تو تم جس دریا میں سفر کر رہے ہو اس کا کوئی کنارہ ہے تو اتر جاؤ۔ اگر تو وہ بے کنار سمندر ہے اور تم کنارہ سمجھ کر اترے تو پھر تم ڈوب جاؤ گے۔ تو یہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنے کے لئے مرحلے ہیں، راستے ہیں یہ تو بیشمار ہیں۔ ایسا سمندر ہے، جو بے کنار ہے جس کی کوئی حدود نہیں ہیں تو جہاں بھی کنارہ سمجھ کر ہم بیٹھ جائیں گے وہیں ہم ڈوبنا شروع ہو جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کو پانے اس کا قرب حاصل کرنے، ایمان میں بڑھنے کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد ہم نے ایمان میں بڑھنا ہے اور یہی ہمیں حکم ہے اور بڑھنا چاہئے۔ ایک مومن کو ایک احمدی کو تقویٰ میں آگے قدم بڑھانا چاہئے اور پھر یہ تقویٰ جو ہے اس میں بڑھنا ہمیں غیروں کے حملوں سے بھی محفوظ رکھے گا۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی ڈھال میں رہیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ متقی کو میں تکالیف سے نجات دلاتا ہوں۔ ہم تکالیف سے نجات کے لئے، ان سے بچنے کے لئے بہت سے دنیاوی ذریعے استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس دعوے کے اپنے اوپر پورا ہونے کے لئے کوشش کر کے بھی دیکھیں۔ فرمایا وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا (الطلاق:3) یعنی جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تکلیف سے نکلنے کی کوئی نہ کوئی راہ نکال دیتا ہے۔ پھر فرمایا وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق:3) اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا اسے خیال بھی نہیں ہوتا۔ آج کل دنیا سمجھتی ہے کہ رزق چالاکیوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یا دین کی پرواہ نہ کر کے صرف دنیا کمانے سے ہمیں رزق مل سکتا ہے۔ جماعتی پروگراموں کو چھوڑ کر اپنے کاروباروں یا نوکریوں کی طرف توجہ دینے سے ہمیں رزق میسر آسکتا ہے۔ یا اگر دنیا کو دیکھیں کاروبار کے لحاظ سے، معیشت کے لحاظ سے تو سود کو بہت بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے رزق دینے کا۔ آجکل کی تجارتوں کے لئے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ بہت ضروری ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے سود کا کاروبار کرنے والے کو اپنے سے جنگ کرنے والا ٹھہرایا ہے یا سود کے کاروبار کو اپنے سے جنگ کا مترادف قرار دیا ہے۔ آج دیکھ لیں دنیا باوجود اس بات کے یہ خیال کرتی ہے کہ سود سے ہی ہمارے کاروبار بچ سکتے ہیں۔ بڑے بڑے بینکوں اور کاروباروں کا دیوالیہ ہو رہا ہے روز خبریں آتی ہیں اور حکومتیں تک اس سے متاثر ہو رہی ہیں۔ حکومتوں نے بیچ میں آکر اب ان اداروں کو بینکوں کو سرمایہ فراہم کرنا شروع کیا ہے۔ لیکن یہ سرمایہ بھی کہاں سے آئے گا۔ حکومتوں کے پاس بھی ٹیکس سے ہی پیسہ آتا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ سارا نظام بیٹھ جائے گا اور جیسا کہ مَیں نے کہا آئندہ ایسے حالات ہوں گے کہ اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا حکومتیں بھی اس سے متاثر ہوں گی۔ شواہد یہی ہیں کہ یہ عارضی انتظامات ہیں جو حکومتیں کر رہی ہیں۔ یہ کچھ عرصہ کے لئے ہیں۔ کچھ کام نہیں آئیں گی۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان کہلانے والے بھی اس سودی کاروبار میں ملوث ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سمجھتے، اللہ تعالیٰ کے حکم کو سمجھتے تو آہستہ آہستہ یہ اثر جو اسلامی ملکوں کی طرف بڑھ رہا ہے یہ دنیاوی معیشت کا، تباہی کا، اس سے مسلمان متاثر ہونے سے بچ سکتے تھے۔ یہ سمجھتے ہیں جیسا کہ بعض اسلامی ملکوں نے اعلان کیا ہے کہ ہمارا پیسہ محفوظ ہے، محفوظ اب یہ لوگ بھی نہیں ہیں کیونکہ ان کے کاروبار بھی، ان کا پیسہ بھی، ان کا سرمایہ بھی سود میں لگا ہوا ہے۔ صرف محفوظ ہونے کی ایک ہی صورت ہے کہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے، سود کو چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کریں ورنہ اللہ تعالیٰ کا یہ جو جنگ کا اعلان ہے یہ صرف غیر مسلموں کے لئے نہیں ہے بلکہ جو بھی اس لعنت میں ملوث ہوگا وہ اس سے متاثر ہوگا اور نقصان اٹھائے گا۔ ماضی میں بھی اس لعنت کی وجہ سے ایک طرح سے حکومتیں گروی رکھی جاتی رہیں اور اب اس کے ساتھ ساتھ حکومتیں تو گروی رکھی جارہی ہیں معیشت کی تباہی کے نظارے دنیا نے دیکھ لئے۔ پس مومن کو یہ حکم ہے کہ تقویٰ سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے رزق پیدا کرے گا۔ تمہاری تکلیفیں دور کرے گا پر یہ شرط ہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کی اطاعت کرو، تقویٰ پر قدم مارو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقتور ذات ہے۔ جب اس پر کسی امر کے لئے بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے۔ وہ اہل دین تھے ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لئے تھیں اور ان کے دنیوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ غرض برکات تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے لئے حارج ہوں۔ اب یہ جو کاروباروں والے یا ملازمتوں والے بعض جماعتی پروگرام چھوڑ دیتے ہیں ان کو بھی یہ سوچنا چاہئے۔ اگر دین کی خاطر تقویٰ اختیار کریں گے اور معمولی نقصان کو اس ارادے سے برداشت کریں گے کہ خدا کی خاطر ہم کر رہے ہیں تو نقصان نہیں ہوگا انشاء اللہ۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا سود سے بچنے کا جو اتنا سخت حکم ہے تو یہ بھی دین کا ہی معاملہ ہے۔ اگر کوئی اپنے کاروبار میں سود سے اس لئے بچتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور یہ ایمان کا معاملہ ہے تو خدا تعالیٰ اگر کوئی عارضی مشکلات آئیں گی بھی تو ان سے جلد نکال دے گا۔ پر تقویٰ شرط ہے۔ اس کے احکامات پر عمل شرط ہے پس اس لحاظ سے بھی ایک احمدی کو اپنا خاص کردار ادا کرنا چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور حادثات مختلف رکھتا ہے ان کے حل اور روا ہونے کے لئے بھی تقویٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے۔ معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے۔ خدا متقی کے لئے ہر مشکل میں ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے اور اس کو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ اس کو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہ لگے۔ فرمایا اب غور کر کے دیکھ لو کہ انسان دنیا میں چاہتا کیا ہے۔ انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اس کو سکھ اور آرام ملے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقویٰ کی راہ کہلاتی ہے اور دوسرے لفظوں میں اسے قرآن کریم کی راہ کہتے ہیں اور اس کا نام صراط مستقیم ہے۔ فرمایا کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں منہمک اور مست رہتے ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل دنیاداروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں مگر درحقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے مگر میں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں وہ ایک سعیر و اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں، یعنی آگ میں جل رہے ہیں اور طوق ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

پس آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ تقویٰ سے دوری کا کیا نتیجہ نکل رہا ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا ایک احمدی کو اپنے تقویٰ کے معیاروں کو دیکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ذاتی طور پر بھی، دینی و دنیاوی، مشکلات و مصائب اور ان کے شر سے محفوظ رہے اور جماعت کی حیثیت سے بھی اور یہی وہ امن کا مقام ہے جو ایک متقی کو اس دنیا میں ملتا ہے اور مرنے کے بعد بھی جس کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ (الدخان:52) متقیوں کے لئے یقیناً امن والا مقام ہے۔ پس یہ وہ دائمی امن ہے جس کے لئے ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ یعنی انعام یافتہ کہلانے کا دعویٰ کرنے والے جو مومن ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا، ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں میں سے ہیں اور ان میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اگر ہم حقیقت میں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (التوبۃ:4) کہ اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ اور پھر ایک جگہ فرمایا وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ (الجاثیۃ:20) کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست ہے۔ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے سلوک اور متقی کا اللہ تعالیٰ صرف دوست ہی نہیں بلکہ متقی اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کرنے والے کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دنیا والے اپنے عزیز تعلقات کو نبھانے کے لئے جو بھی میسر وسائل ہوں ان سے ان کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ اپنے دوست اور پیار کرنے والے دوست کے لئے کیا کچھ نہیں کرتا یا نہیں کرسکتا جو تمام دنیا کا مالک بھی ہے۔ دنیا کے خزانے تو محدود ہیں۔ خدا تعالیٰ کے خزانے تو لامحدود ہیں۔ پس بڑی کوشش سے ہمیں اپنے تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کرتے چلے جانا چاہئے تاکہ ان انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے پیاروں اور اپنے دوستوں اور ان کے لئے رکھے ہیں جن کو خدا تعالیٰ معزز سمجھتا ہے یا جو خدا تعالیٰ کی نظر میں معزز ہیں۔ دنیا کی عزتیں تو عارضی ہیں۔ اصل عزت تو وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس اصل کو سمجھنے والا ہو۔

پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ (المائدہ:54) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پکی قسمیں کھاتے ہیں۔ کس بات پر قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر اللہ اور رسول حکم دیں تو وہ ہر قربانی کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوں گے اور یہ کر دیں گے، وہ کر دیں گے، بڑے دعوے ہوتے ہیں ان کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ (النور:54) ان سے کہہ دو کہ قسمیں نہ کھاؤ، معروف اطاعت کرو۔ ایسی اطاعت کرو جو عرف عام میں اطاعت کہلاتی ہے۔ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں اطاعت نہیں تو پھر بڑی باتوں میں بھی اطاعت نہیں ہوگی۔ نظام جماعت کے فیصلے ہوں تو فوراً مانو ورنہ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ نظام جماعت کے فیصلے مان نہیں رہے یا اگر مان بھی لو تو بڑی بے چینی سے ان کو تسلیم کر رہے ہو بجائے خوش دلی سے قبول کرنے کے دل میں انقباض ہو۔ فرمایا کہ اطاعت ایسی ہو جو کامل اطاعت ہو۔ یہ انقباض والی اور بے چینی والی اطاعت نہیں ہونی چاہئے۔ ایسی اطاعت کرنے والے جو کامل اطاعت کرنے والے ہیں وہ پھر وہ لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم ظاہر میں کیا کرتے ہو اور دلوں میں تمہارے کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس جہاں ہم احمدیوں کو خوش ہونا چاہئے کہ ہم نے کامل وفا اور اطاعت کا اظہار کرتے ہوئے زمانے کے امام کو مانا ہے، لبیک کہا ہے جس سے دوسرے محروم ہیں اور صرف منہ سے اطاعت کا نعرہ لگاتے ہیں وہاں استغفار اور توبہ کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس انعام سے چمٹے رہنے کی دعا بھی کرنی چاہئے۔ کبھی ایسا وقت نہ آئے جب ہمارے ایمانوں میں دنیاوی تکالیف کی وجہ سے ہلکی سی لغزش بھی آئے۔ ہمیں ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہمیں ہمیشہ ثبات قدم حاصل رہے۔ کبھی ہمارے دلوں میں کجی نہ آئے، کبھی ہمارے اندر دنیا کا لالچ پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس ایسے لوگ جو توبہ اور استغفار کرتے ہوئے اس کی طرف جھکے رہیں گے اطاعت کے معیار حاصل کرتے چلے جانے والے ہوں گے۔ وہ لوگ جو اطاعت کے معیار حاصل کرتے چلے جانے والے ہوں، تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوں ان کو ایک ایسا انعام ملتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے پختہ انعام والوں سے وعدہ کیا ہے۔ ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو نیک اعمال بجالانے والے ہیں۔ وہ وعدہ کیا ہے؟ وہ وعدہ یہ ہے کہ انہیں خلافت کے انعام سے نوازا ہے خلافت کا انعام ملنے کا فائدہ کیا ہے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ خلافت کا ادارہ اور خلیفۂ وقت ہر قسم کے خوف سے آزاد ہوگا۔ خوف کے حالات تو پیدا ہوں گے لیکن ایسے حالات میں وہ صرف خدا تعالیٰ کے آگے جھکے گا اور اللہ تعالیٰ خوف کے حالات کو پھر جماعت کے لئے بھی

امن میں بدل دے گا۔ مومنوں کے لئے ڈھارس کے سامان خداتعالیٰ اس ذریعہ سے پیدا فرمائے گا۔ مومن جب بھی پریشانی میں مبتلا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی تسکین کے سامان پیدا فرمائے گا۔ پس یہ انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اس آیت سے پہلے کی چار آیات میں اطاعت پر اتنا زور دیا گیا ہے اور بعد میں بھی ایک دو آیات ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد خلافت کی بھی اطاعت کا حکم ہے کیونکہ نبوت کی نیابت کی وجہ سے خلافت کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ بلکہ خداتعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد اولوالامر کی بھی اطاعت کرو اور روحانی سلسلوں میں نبوت کے بعد اولوالامر سب سے اوّل خلیفہ وقت ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر مرتبے کے لحاظ سے جماعت کا نظام ہے۔ یا دنیاوی لحاظ سے جس ملک میں رہتے ہیں اس کا سربراہ ہے۔ اس کے بعد مرتبے کے لحاظ سے باقی انتظامیہ کے عہدیداران ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ پس یہ خداتعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دی ہے کہ جب روحانی سلسلوں میں تمہارے اطاعت کے معیار اچھے ہوں گے جماعت احمدیہ کو خاص طور پر تمہاری ایمانی حالتیں بہتری کی طرف مائل ہوں گی تم تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے رہو گے۔ جہاں تمہیں ذاتی مفاد حاصل ہو رہے ہوں گے وہاں سب سے بڑا فائدہ تمہیں یہ ہوگا کہ نبی کے بعد تم بے یارومددگار نہیں چھوڑے جاؤ گے بلکہ خداتعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمہیں دوبارہ تھام لے گا۔ یہ خوشخبری دی کہ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام ہی تمہارے لئے چن لیا ہے تو اس پر تمہیں قائم رکھنے کے لئے ہمیشہ اپنے انعامات سے نوازنے کے لئے خلافت کے ذریعہ ہی تمہیں تمکنت دین بھی عطا کرے گا اور انعامات سے بھی نوازے گا۔ خوف کے حالات جب بھی پیدا ہوں گے اجتماعی طور پر یا انفرادی طور پر تو خلیفہ وقت اور مومنوں کی دعاؤں سے خداتعالیٰ تسکین کے سامان پیدا فرما دے گا۔ یہ میرا بھی تجربہ ہے پہلے کا اور روزانہ مَیں ڈاک میں ایسے خط پڑھتا ہوں کہ ذاتی یا جماعتی جب بھی کوئی پریشانی ظاہر ہوتی ہے جماعت کے افراد خود بھی دعا کرتے ہیں اور خلیفۂ وقت کو بھی لکھتے ہیں اور وہ پریشانیاں سب دُور ہو جاتی ہیں۔ اس اکائی کی وجہ سے خداتعالیٰ ایسے ایسے معجزات دکھا رہا ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے یہاں تک کہ غیر بھی اعتراف کرتے ہیں کہ یقیناً خداتعالیٰ تمہارے اور تمہارے خلیفہ کے ساتھ ہے جو ایسے معجزات ہوئے ہیں لیکن دنیا کا خوف ان کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے اور قبول حق سے روکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو اس آیت کے آخر پر یہ کہہ کر کہ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (سورۃ النور:56) جو اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے، یہ اعلان کر دیا۔ پس اس زمانے کے امام کو ماننے اور اس کے بعد خلافت کے نظام کے اندر آنے میں اب ہر مسلمان کی بقا ہے۔ دنیا کی بقا ہے۔ ورنہ یہ واضح نشانات دیکھنے کے بعد دنیاداری یا دنیا کا خوف اگر زمانے کے امام کو ماننے کی راہ میں حائل ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھر تم نافرمانوں میں سے ہو۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانوں کے لئے کوئی ضمانت نہیں کہ ان کے خوف کو بھی امن میں بدل دے گا۔ ان کے لئے کوئی ضمانت نہیں کہ ان کی دعائیں اور عبادتیں قبول کی جائیں گی۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے لیکن اطاعت کا حکم اور اس کے نتیجہ میں فضلوں کی بارش کا برسنا بھی خداتعالیٰ کی طرف سے ہی خوشخبری اور انعام کے طور پر بتایا گیا ہے۔ پس اس انعام کی قدر کرنا ہر احمدی کا کام ہے اور احمدیت کا پیغام جو حقیقی اسلام کا پیغام ہے آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اس کو دنیا تک پہنچائیں۔ اور اس کے بہتر نتائج اس وقت تک نہیں نکل سکتے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نمازوں سے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہو۔ دعائیں کرو اس کے لئے۔ نمازیں تم پر فرض کی گئی ہیں ان کو تمام تر شرائط کے ساتھ ادا کرو۔ پانچ نمازیں ہیں حتی الوسع اگر کوئی جائز عذر نہیں تو باجماعت نمازوں کی ادائیگی تمہارا فرض ہے۔ اس طرف تمہاری توجہ رہے گی تو تم اس انعام کے مستحق رہو گے۔ اس سے فیض پاتے رہو گے، ہر قسم کے شرک سے پاک رہو گے۔ تو برکات بھی بڑھتی چلی جائیں گی اور فیض بھی تمہارا بڑھتا چلا جائے گا اور پھر مالی قربانی کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ ساتھ فرمایا ان فرائض کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے جو مالی قربانیوں سے وابستہ ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت کا نظام ہمیشہ رہنا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت کے وعدے کے ساتھ عبادتوں، نمازوں اور مالی قربانیوں کو رکھ کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اس نظام کی حفاظت نمازوں کے قیام اور مالی قربانیوں سے ہوگی۔ اس زمانے میں جب مادہ پرستی ہوگی یعنی آج کل کے زمانے میں اور دنیا ہوا و ہوس کی طرف جارہی ہوگی خداتعالیٰ کی طرف نظر رکھیں اور نظام جماعت کو چلانے اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر صاحب حیثیت کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ ہر احمدی کو ہر مومن کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینی ہوگی اور یہ ہوگا تبھی تم رسول کی اطاعت کا حق بھی ادا کرسکو گے اور خلافت کے انعام سے فیض اٹھاؤ گے اور یہ بات پھر مومنین کو خداتعالیٰ کے رحم کی چادر میں لپیٹ لے گی۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انعامات سے خداتعالیٰ نوازتا چلا جائے گا۔ اللہ کرے کہ افراد جماعت میں یہ روح ہمیشہ قائم رہے۔

اس کے بعد پھر خداتعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دلائی کہ یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ کفّار یا مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کرنے والے کبھی ہمیں اتنا عاجز کرسکیں گے کہ ہماری ترقیاں رک جائیں گی۔ ان کی تدبیریں جتنی بھی بڑھتی چلی جائیں۔ ان کے مکر جتنے بھی بڑھتے چلے جائیں۔ ان کی کوششیں اور مخالفتیں جتنی بھی بڑھتی چلی جائیں۔ اللہ خَیۡرُ الۡمَاکِرِیۡن ہے۔ اس کے یہ الفاظ جو ہیں ہمیں ڈھارس بندھا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کی ڈھال کے نیچے جماعت نے ترقی کرنی ہے۔ چند لوگوں کی شہادت یا کچھ لوگوں کے جیل میں بند رہنے کی وجہ سے یا مالی نقصان پہنچانے سے اللہ تعالیٰ کے منصوبوں کو تباہ نہیں کیا جاسکتا۔ مومنوں سے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان تکلیفوں کے بدلے میں، مَیں تمہیں بہترین اجر سے نوازوں گا۔ لیکن منکرین کو اس تنبیہ اور انذار کو سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بدترین ٹھکانے سے ڈرا رہا ہے۔ ہم تو رحم کے جذبہ سے مخالفین کے لئے بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس انذار سے بچائے، اس کے اثرات سے بچائے۔ پس ہمیں تو ان سے ہمدردی ہے۔ جہاں تک ہمارا سوال ہے ہمیں تو نہ کوئی خوف ہے اور نہ فکر ہے۔ ہماری زندگی میں بھی انعامات کی خبر ہے اور ہماری موت کے بعد بھی ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی رضا کی خوشخبری دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ نے یہی بتایا ہے کہ جماعت کے خلاف جو بھی فرعون اٹھا اللہ تعالیٰ نے اسے اس انعام کی برکت کی وجہ سے جو خلافت کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے تباہ و برباد کر دیا۔ پس ہماری تاریخ تو الٰہی تائیدات اور خوف کی حالت سے امن کی حالت میں آنے سے بھری پڑی ہے۔ آج بھی وہی خدا ہے، وہی مسیح محمدی کی جماعت ہے۔ وہی نظام خلافت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خوف سے امن میں بدلنے کے وعدے کئے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جو نظارے ہمیں ماضی میں دکھائے گئے آئندہ بھی دکھاتا چلا جائے گا۔

پس مَیں مخالفین سے بھی یہ کہتا ہوں کہ اپنی دنیا و عاقبت خراب کرنے کی بجائے اس انعام سے فیض پانے کی کوشش کرو جو خداتعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر فرد جماعت کو اس اطاعت کا کامل نمونہ دکھانے کی توفیق عطا فرمائے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ہمیشہ اور پہلے سے بڑھ کر وارث بنتے چلے جائیں۔

اب اس کے بعد دعا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام مہمانوں کو جو اس جلسے میں شمولیت کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام دعاؤں کا وارث بنائے ایمان اور ایقان میں ان کو بڑھائے۔ اپنی حفاظت سے آپ لوگوں کو رکھے، گھروں میں بھی، سفر میں بھی اور یہاں بھی۔ اب دعا کرلیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چار بجے اپنے اختتام کو پہنچا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد شاملین جلسہ نے بڑے بھرپور انداز میں نعرے بلند کئے۔

بعدازاں اپنے مخصوص انداز میں افریقن بھائیوں نے ''لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہ'' کا ورد کیا۔ اس کے بعد چند خدام اور اطفال کے ایک گروپ نے کورس کی شکل میں خلافت اور جشن تشکر کے حوالہ سے ایک ترانہ پڑھا۔ جس کا پہلا بند یہ تھا۔

میرے حضور حضرت مسرور زندہ باد
حق نے کیا ہے آپ کو مامور زندہ باد
آؤ محبتوں کے ترانے سنائیں ہم
بغض و عناد و کینہ سے دامن چھڑائیں ہم
آؤ کہ سب کدورتوں کو بھول جائیں ہم
عہد وفا جو باندھا ہے اس کو نبھائیں ہم
کچھ اس طرح سے جشن تشکر منائیں ہم
آؤ کہ آج جشن تشکر منائیں ہم

بعدازاں عرب بھائیوں نے اپنے جذبات کا اظہار ایک عربی نظم کی صورت میں کیا۔ بنگلہ دیش کے دوستوں نے بھی اس موقع پر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ آخر پر پھر افریقن دوستوں نے اپنی روایتی مخصوص طرز پر کلمہ کا ورد کیا اور بڑے پُرجوش نعرے بلند کئے۔

چار بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ مستورات نے نعرے بلند کرتے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا اور افریقن خواتین نے اپنی مخصوص طرز پر کلمہ کا ورد کیا۔

طالبات میں تقسیم ایوارڈ

پروگرام کے مطابق تقریب تقسیم ایوارڈ ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں اور غیر معمولی کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو تعلیمی سرٹیفکیٹ، سندات عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے میڈل پہنائے۔ درج ذیل طالبات نے یہ ایوارڈ حاصل کئے۔

1۔نصرت جہاں صاحبہ۔ پی ایچ ڈی۔ 2۔رفعت جہاں صاحبہ۔ ماسٹرز انگریزی۔ 3۔نادیہ ثمرین صاحبہ۔ ماسٹرز انگریزی۔4۔زارہ رحمان صاحبہ۔ VWO ۔5۔ارم حفیظ صاحبہ۔ پرائمری سکول 94 فیصد نمبر لئے۔6۔سائرہ عرفان صاحبہ۔ HBO۔ 7۔رضوانہ نسیم صاحبہ۔ VWO ۔8۔نائلہ حفیظ صاحبہ۔VWO۔ 9۔ماریہ باسط صاحبہ۔ پرائمری 548

اس کے علاوہ مکرمہ شمیم منظور صاحبہ نے مقالہ خلافت جوبلی کے مقابلہ کے تحت اپنا انعام حاصل کیا۔

اس کے بعد افریقن خواتین نے اپنی لوکل زبان میں نغمات پیش کئے بعدازاں بچیوں نے بنگالی، ڈچ اور اردو زبان میں مختلف نظمیں اور گیت پیش کئے۔ بعدازاں حضور انور کچھ دیر کے لئے اس مارکی میں تشریف لے گئے جہاں بچوں والی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔ بچوں نے جھنڈیاں ہلا کر اپنے آقا کو خوش آمدید کہا اور ناصرات نے نظمیں اور گیت پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت ان بچیوں کے پاس کھڑے رہے اور نظمیں سنتے رہے۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ جلسہ سالانہ ہالینڈ میں ہالینڈ کی تمام جماعتوں سے احباب جماعت نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ جرمنی، بیلجیم اور یو۔کے کے علاوہ پاکستان سے آنے والے بعض احباب نے بھی شرکت کی۔

(باقی آئندہ)

2 Bed Rooms Flat
Independant House, All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah
Contact : **Deco Builders**
Shop No, 16, EMR Complex
Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA
Ph. 040-27172202
Mob: 09849128919
09848209333
09849051866
09290657807

ملکی رپورٹیں

لجنہ اماء اللہ کے تحت سرکل امرتسر، جالندھر، لدھیانہ (پنجاب) کا تربیتی دورہ

سرکل امرتسر: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لجنہ اماء اللہ قادیان کی ممبرات نے سرکل امرتسر کے درج ذیل ۱۶ دیہات کا دورہ ۲۱ تا ۲۳/مارچ ۲۰۰۹ء کو کیا:

خانپور، جمال پور، ٹپیالہ، دڑے والی، پٹی وال، زہرہ، چیترے، گادڑی والا، شوشک، ستاں والی، گھڑکا، گدّلی، جودھانگری، کالیکی، رعیّہ، لونگ۔ ان مقامات میں لجنہ کی ۱۵۵ اور ناصرات کی کل تعداد ۳۵ ہے۔ ممبرات کی تجنید اور لازمی چندہ جات کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس کروائے گئے۔ دینی تعلیم کا جائزہ لیا گیا۔ نماز سادہ اور باترجمہ سیکھنے، قرآن مجید پڑھنے کی طرف خاص طور سے توجہ دلائی اور جہاں بھی مشن ہاؤس تھے وہاں پر مستورات کو اکٹھے کر کے ان کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی گئی۔ بعض جگہوں پر اجلاس کے دوران پڑوس کی غیر مسلم ممبرات بھی شامل ہوتی رہیں ان کو بھی آسان زبان میں تبلیغ کی گئی جماعت کا تعارف کروایا اور توحید کے بارے ان کو بتایا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی مجالس فعال ہیں۔ ممبرات کو فقہ کے مسائل بھی بتائے گئے۔ علاوہ ازیں سرکل امرتسر کے درج ذیل چار دیہات کا دورہ دو دفعہ کیا گیا۔ پہلا دورہ مورخہ ۳/اپریل صبح سے شام تک۔ دوسرا دورہ ۲۶/اپریل صبح سے شام تک: مالیا، ہمبو ال، سچاں، بھام ان مضافات میں لجنہ کی کل تعداد ۲۷ ہے اور ناصرات ۱۰ ہیں۔ ممبرات کی تجنید کی گئی ہمبو ال میں ایک اجلاس کروایا گیا۔ دینی تعلیم کا جائزہ لیا گیا۔ دینی امور سیکھنے کی طرف اور یسرنا القرآن اچھی طرح پڑھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

سرکل جالندھر: مورخہ ۲۸-۲۹ مارچ ۲۰۰۹ء کو جالندھر سرکل کے درج ذیل سات دیہات کا دورہ کیا گیا: دولت پور ڈڈّا محلّہ دلخا پور- بستی بابا خیر- کرالی- محلّہ لترا- ریڑھواں- شاہ کوٹ محلّہ آزاد نگر- پنڈوری خاص ان مضافات میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پڑھی لکھی ممبرات ہیں۔ اکثر ممبرات نماز سادہ و باترجمہ اور قرآن مجید ناظرہ جانتی ہیں۔ یہاں بھی اجلاس کروائے گئے اجلاس میں علمی پروگرام تلاوت نظم اور مضمون وہاں کی ممبرات نے خود ہی پڑھے۔ کئی جگہوں پر سیرت آنحضرت صلعم عبادت الٰہی اور توحید کے بارے مضمون بھی پڑھے۔ جو ممبرات دینی علم نہیں جانتی ہیں ان کو سیکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ کئی ممبرات MTA سے بھی استفادہ کرتی ہیں۔

سرکل لدھیانہ: مورخہ ۴ تا ۷/اپریل کو سرکل لدھیانہ کے درج ذیل ۱۷ مجالس کا دورہ کیا گیا: کھڈی- سدھانا- برج گل- گھرانگنہ- چھوٹا ننگل- شہر برنالہ- گاؤں برنالہ- پنھو کلاں- کھارا- بچے کلاں- رتن گڑھ- کوٹلہ لہل- اکبر پور کھڈال- شیخو پور کھڈال- برٹیہ- منڈیر- رسیوالا۔ یہاں لجنہ کی کل تعداد ۳۵۱ اور ناصرات کی ۹۰ ہے۔ یہاں کی تجنید کی گئی اور دینی تعلیم کا جائزہ لیا گیا۔ یہاں پر بھی زیادہ تر ممبرات اور بچیاں نماز سادہ اور قرآن مجید ناظرہ جانتی ہیں۔ مشن میں معلم صاحب ہر روز اطفال اور ناصرات کی کلاسز باقاعدہ لگاتے ہیں۔ یہاں اجلاسات کروائے اور دینی امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔

خدا تعالیٰ ان دورہ جات کے شیریں ثمرات عطا فرمائے۔ نیز جماعت احمدیہ کو دن دُگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازے۔ (طیبہ ملک صدر لجنہ اماء اللہ قادیان)

ہاری پاریگام میں مثالی وقار عمل

۷/مئی ۲۰۰۹ء کو مجلس عاملہ انصار، خدام و اطفال جماعت احمدیہ ہاری پاریگام نے مکرم محمد امین اظہار صاحب صدر جماعت احمدیہ ہاری پاریگام کی نگرانی میں ایک مثالی وقار عمل کیا جس کے تحت تعلیم الاسلام احمدیہ پبلک اسکول کے گراؤنڈ میں کنکریٹ سیمنٹ سے ایک شاندار راستہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (صدر جماعت احمدیہ ہاری پاریگام)

بقیہ رپورٹ از صفحہ نمبر 24

انچارج گھانا نے مع مکرم مولوی مسرور احمد مظفر صاحب ریجنل مشنری اسانٹی ریجن، مکرم حکیم بیڈو (Hakeem Baidoo) ریجنل پریذیڈنٹ اسانٹی ریجن، مکرم الحاج یوسف احمد ایڈوسئی صاحب مترجم، مکرم ڈاکٹر محمود احمد بٹ صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال آسکورے، مکرم یوسف اجارے ہیڈ ماسٹر ٹی آئی احمدیہ اسکول کماسی اور بعض دیگر جماعتی عہدیداران کے ہمراہ مؤرخہ ۱۸/فروری ۲۰۰۹ء بروز بدھ اسانٹی قبیلہ کے بادشاہ کو اسانٹی چوئی زبان میں ہونے والے قرآن مجید کے ترجمہ کی پہلی کاپی پیش کی تھی۔ یہ تقریب کماسی شہر میں بادشاہ کے Mini Durbar کی صورت میں منعقد ہوئی جس میں اسانٹی قبیلہ کے بادشاہ Otumfuo Osei Tutu ii Asantehene نے دیگر قبائلی چیفس اور اہم شخصیات کے ساتھ مکرم امیر صاحب اور دیگر جماعتی عہدیداران کو خوش آمدید کہا اور ترجمہ کی کاپی دیئے جانے پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ مزید اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج کا دن بہت بابرکت ہے کہ آج مجھے میری ہی زبان میں قرآن مجید میسر آیا ہے اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اس کتاب کو ضرور پڑھیں گے۔ (اسانٹی قبیلہ کے یہ بادشاہ مذہباً عیسائی ہیں)

رپورٹ کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ایک اقتباس پیش ہے جو ہمیشہ ہمارے مدنظر رہنا چاہئے۔ حضور فرماتے ہیں:

ہم نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ ہم مزید زبانوں کی تلاش کریں گے اور اس وقت تک چین نہیں لیں گے جب تک یہ ظاہر نہ ہو کہ قرآن وہ کتاب ہے جس سے زیادہ دنیا میں کسی اور کتاب کا دنیا کی زبانوں میں ترجمہ نہیں ہوا۔

(الفضل ۲۵/مئی ۱۹۸۹ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حالاتِ حاضرہ

امریکہ کی انتہائی رازدارانہ ایٹمی رپورٹ ہوئی جگ ظاہر

نیویارک: ایک بڑی غلطی کے تحت امریکی سرکار نے ایک بہت بڑی رازدارانہ رپورٹ عام کر دی۔ رپورٹ میں سینکڑوں غیر فوجی ایٹمی مقامات اور پروگراموں کی جانکاری ہے۔ ''نیویارک ٹائمز'' نے ۳/جون کو بتایا کہ ایک سرکاری آن لائن نیوز لیٹر میں یکم جون ۲۶۶ صفحات پر مشتمل یہ دستاویز جگ ظاہر ہو گیا۔ اخبار کے مطابق ایٹمی ماہرین کے درمیان اس سے پیدا ہونے والے خطرات بارے بحث شروع ہو گئی ہے۔ اس کے افشاء ہونے کے متعلق جانچ کی جارہی ہے۔ حالانکہ ۲/جون کو یہ رپورٹ انٹرنیٹ سے ہٹالی گئی تھی۔ ''دی ٹائمز'' کے مطابق یہ رپورٹ ایک عمل کے تحت اس سال کے آخر میں عالمگیر ایٹمی توانائی کی ایجنسی (IAEA) کو ارسال کی جانی تھی۔ صدر مملکت اوباما نے اس کو امکانی ترامیم کے لئے پانچ مئی کو کانگریس کے پاس بھیجنا تھا۔ اس کے بعد حکومت کے تصدیقی دفتر نے اس کو اپنی ویب سائٹ پر ڈال دیا۔ (دینک جاگرن ۴/جون ۲۰۰۹ء صفحہ ۸)

طالبان پر پاکستانی فوج کا حملہ جاری

اسلام آباد: گذشتہ ہفتے پاکستانی فوج نے طالبان کا گڑھ مانے جانے والے چارباغ اور بُنیر کے پیر بابا درگاہ کے علاقے پر قبضے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپسی تصادم میں اب تک ۱۳۰۰ سے زائد دہشت گرد ہلاک کئے جا چکے ہیں۔ بُنیر میں آپریشن کے چیف بریگیڈیئر فیاض کے مطابق پیر بابا کے علاقے پر بغیر کسی گولی باری کے قبضہ کرلیا گیا ہے۔ واضح ہو پچھلے ہفتے فوج نے مینگورہ پر قبضے کے بعد اس طرف رُخ کیا تھا۔ فوجی ترجمان میجر جنرل اختر عباس کے مطابق دو تین دنوں میں ہماری فوجیں اہم شہروں پر قبضہ کرلیں گی۔ لیکن سوات اور دیر بُنیر سے طالبان کو پوری طرح کھدیڑنے میں ابھی تقریباً دو تین مہینوں کا وقت لگے گا۔ اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق جنگ کے چلتے قریباً ۲۵ لاکھ لوگ اپنا گھر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ میجر جنرل اعجاز اعوان کے مطابق اگر جنگ تھم بھی جائے تو یہاں نہ تو بجلی ہے نہ پانی ہے اور نہ گیس۔ ان ساری سہولیات کی فراہمی میں دو تین ہفتوں کا وقت لگے گا۔ ادھر شمالی وزیرستان میں طالبان کے ذریعہ اغوا شدہ فوجی اسکول کے طالب علموں کا معاملہ الجھتا جارہا ہے۔ ۲/جون کو فوج نے دعویٰ کیا تھا کہ تمام ۱۸۰ افراد کو چھڑا لیا گیا ہے۔ حالانکہ تازہ رپورٹ میں خلاصہ ہوا ہے کہ تا حال ۴۰ سے زائد افراد بندھک بنے ہوئے ہیں۔ ایک اور حالیہ رپورٹ کے مطابق اب تک ۴۰۰ طالبان نواز ہلاک اور ۱۲۵ کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ آئی ایس بی آر کے مطابق طالبان کے قبضہ والے علاقے کوزہ بانڈی اور باڑے بانڈی کو بھی شرپسندوں سے چھڑا لیا گیا ہے اور اب بنوں اور جانی خیل میں فوجی آپریشن جاری ہے۔

اسی طرح مورخہ ۹/جون کو پاکستان کے شمالی مغربی شہر پشاور کے مشہور ۵ ستارہ ہوٹل میں خودکش کار بم دھماکے میں ۱۶ افراد ہلاک اور دیگر ۵۰ سے زائد افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ مرنے والوں میں ۵ غیر ملکی سمیت ۴ اقوام متحدہ کے اہلکار ہیں۔ اس بم دھماکہ میں ۸۰ سے زائد گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ اور اس ہوٹل کو شدید نقصان پہنچا ہے۔

پاکستان میں مسجد پر خودکش حملہ سے ۴۰ نمازی ہلاک

پشاور (۵/جون): صوبہ سرحد کے دیر بالا کے علاقے حیا گئی شرقی میں واقع مسجد میں خودکش دھماکے سے چالیس افراد ہلاک اور تیس سے زیادہ زخمی ہو گئے ہیں۔ دھماکے کے وقت دو منزلہ مسجد میں تقریباً چار سو افراد نماز ادا کر رہے تھے۔ یاد رہے کہ اس سے پہلے ۲۷/مارچ کو خیبر ایجنسی کی بھی ایک جامع مسجد میں نماز جمعہ کے دوران ایک دھماکہ ہوا تھا جس میں پچاس سے زیادہ افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

سوات کے ساٹھ فی صد سکول تباہ ہو چکے ہیں۔ اقوام متحدہ

اسلام آباد: اقوام متحدہ نے کہا ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن سے نقل مکانی کرنے والے افراد کے لئے صرف ۲۵ فیصد امداد اکٹھی ہو سکی ہے۔ جو ان کے لئے سنگین مسائل پیدا کر سکتی ہے۔ اسلام آباد سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ دو ہزار خود ساختہ کیمپوں میں پناہ گزیں ایک لاکھ افراد کو پینے کے صاف پانی اور نکاسی آب کی شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ بیان میں محکمہ تعلیم صوبہ سرحد کے حوالے سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ سوات کے ساٹھ فی صد سکول تباہ ہو چکے ہیں۔

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تمام احباب جماعت کو صد سالہ خلافت جوبلی مبارک!

الفضل جیولرز

پتہ : صرافہ بازار سیالکوٹ پاکستان

طالب دُعا: عبدالستار 0092-321-8613255 ☆ عمیر ستار 0092-321-6179077

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت 18225:: میں ثناء تبسم بنت ذیشان احمد قوم پیشہ طالب علم عمر 14 سال پیدائشی احمدی ساکن شارجہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 24/9/06 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ تفصیل زیورات طلائی: کان کی بالی، ایک عدد ہار۔ کل وزن 16 گرام قیمت 1300 درہم اندازاً۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 50 درہم ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ منصور راجہ باجوہ — الامۃ ثناء تبسم — گواہ سعید احمد

وصیت 18226:: میں شبنم بی اے کے زوجہ منصور احمد پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 4/5/1988 پیدائشی احمدی ساکن عجمان-UAE بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 7/7/06 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر 150000 روپئے وصول ہو چکا ہے۔ طلائی زیورات: کل وزن 320 گرام موجودہ قیمت اندازاً 260800 روپئے۔ کل رقم 410800 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 100 درہم ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ منصور احمد — الامۃ شبنم بی اے کے — گواہ مسعود احمد

وصیت 18227:: میں منصور احمد ولد محمد فاروق پیشہ پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش 4/5/1974 پیدائشی احمدی ساکن عجمان-UAE بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 15/7/05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 2500 درہم ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد فاروق — العبد منصور احمد — گواہ مسعود احمد

وصیت 18229:: میں عبدالشاکر ولد عبداللہ پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 28/8/59 پیدائشی احمدی ساکن شارجہ-دبئی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1/9/07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ایک پلاٹ رقبہ 1400 مربع فٹ قیمت اندازاً 5000000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 8250 درہم ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ طارق محمود قریشی — العبد عبدالشاکر — گواہ محمد اسحاق ڈار

وصیت 18229:: میں عدنان APM ولد پکوکریاڈن قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 38 سال تاریخ بیعت 13 سال کی عمر میں۔ ساکن تلشیری ڈاکخانہ تلشیری ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 15/9/07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 6500 درہم ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ منعم السلام — العبد عدنان APM — گواہ طاہر محمود

وصیت 18230:: میں منعم السلام ولد عبدالسلام قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 37 سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڑی ڈاکخانہ پینگاڑی ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 07-9-15 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ماہانہ 8000 درہم ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ عدنان APM — العبد منعم السلام — گواہ طاہر محمود

وصیت 18231:: میں ایس وی زیب النساء زوجہ حسّام بشیر قوم احمدی پیشہ امور خانہ داری عمر 49 سال پیدائشی احمدی ساکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 18/10/07 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ 3 ایکڑ ربر اسٹیٹ قیمت 9 لاکھ روپئے۔ 12 ایکڑ ربر اسٹیٹ قیمت 6 لاکھ روپئے۔ 12 ایکڑ ربر اسٹیٹ جس میں خاوند اور دو بچے حصہ دار ہیں۔ لہٰذ 1/4 حصہ کی قیمت 10 لاکھ روپئے۔ 30 سینٹ زمین مع آڈوٹورئم جس کے 1/4 حصہ کی قیمت 6 لاکھ روپئے ہے۔ اس کے علاوہ 20 سینٹ زمین مع رہائشی مکان کے 1/4 حصہ کی قیمت 5 لاکھ روپئے ہے۔ زیورات طلائی 400 گرام قیمت تین لاکھ روپئے ہوگی۔ حق مہر زیورات میں شامل ہے۔ میرا گزارہ آمد از جائیداد سالانہ ایک لاکھ روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ حسام بشیر — الامۃ S.V زینب النساء — گواہ ظفر اللہ

وصیت 18232:: میں حسام بشیر ازیکادن ولد کے وی ایم علی قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 53 سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڈی ڈاکخانہ آر ایس پینگاڈی ضلع کنانور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 8/10/07 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ساڑھے چار ایکڑ زمین واقع پینگاڈی اس میں سے 1/4 حصہ اپنی بہن کا ہے۔ 3/4 حصہ کی قیمت 150000 روپئے۔ ساڑھے پانچ ایکڑ زمین واقع پینگاڈی ویلیج قیمت 1750000 روپئے۔ 7 ایکڑ ربر اسٹیٹ واقع پینگاڈی ویلیج قیمت 2100000 روپئے۔ 12 ایکڑ ربر اسٹیٹ واقع پری یارم اس میں میری بیوی اور دو بچے حصہ دار ہیں۔ 1/4 حصہ کی قیمت 1000000 روپئے۔ 30 سینٹ زمین جس میں ایک Audtotorium ہے۔ واقع vellora punchayat اس میں ہم بیوی دو بچے حصہ دار ہیں۔ 1/4 حصہ کی قیمت 600000 روپئے۔ 20 سینٹ زمین اور رہائشی گھر واقع پینگاڈی اس میں چار برابر کے حصہ دار ہیں۔ ایک حصہ کی قیمت 500000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 7000AED ہے۔ جائیداد سے سالانہ 200000 روپئے آمدنی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ عبدالرحیم اے پی وی — العبد حسام بشیر ازی کدان — گواہ ظفر اللہ ازی کدان

اعلان منجانب دفتر انصار اللہ بھارت

امتحان دینی نصاب مورخہ ۱۹/جولائی بروز اتوار ہوگا

قرآن مجید باترجمہ سورۃ الانفال--۴۰ نمبر

کتاب ''برکات الدعا'' (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام) ۴۰ نمبر

دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ ۱ تا صفحہ ۴۶ (باب اوّل)--۱۰ نمبر

جوبلی کی دعائیں زبانی یاد کر کے سنائیں--۱۰ نمبر

مطالعہ: علاوہ ازیں دوماہی مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفصیل درج ذیل ہے:
جنوری فروری: ''برکات الدعا'' - مارچ اپریل: ''ضرورۃ الامام'' - مئی جون: ''لیکچر سیالکوٹ'' - جولائی اگست: ''لیکچر لاہور'' - ستمبر اکتوبر: ''کشتی نوح'' - نومبر دسمبر: ''نشانِ آسمانی''

انعامی مقالہ نویسی ۲۰۰۹ء:

عنوان: تربیت اولاد انصار اللہ کی اہم ذمہ داری (پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئے اور ۱۵/جولائی تک دفتر انصار اللہ بھارت کو بھجوادیں۔

انعام اوّل: 1000 دوم: 700 سوم: 500 روپئے۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت)

اعلان منجانب دفتر دارالقضاء

آخری نوٹس بنام واجد باشاہ صاحب (مدعی علیہ) ساکن حیدرآباد (آندھرا)

اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آخری نوٹس اس بات کی دی جاتی ہے کہ آپ کے خلاف مقدمات بابت لین دین مدعی سیّد عادل احمد صاحب ساکن حیدرآباد نے دائر کیا ہے۔ قضاء کی جانب سے مورخہ ۱۰/مئی ۲۰۰۹ء اور مورخہ ۱۷/مئی ۲۰۰۹ء تاریخ پیشیاں مقرر کی جا چکی تھیں مگر آپ حاضر ہو کر جواب دیہی نہ کر سکے۔ لہٰذا آپ کو قضاء ایک آخری موقعہ دیتی ہے کہ تاریخ اشاعت سے اندرون ۱۵/یوم رجوع ہو کر قضاء حیدرآباد سے تعاون کریں ورنہ یکطرفہ فیصلہ کردیا جائے گا اور کوئی عذر قابل سموع نہ ہوگا۔ (ناظم دارالقضاء صدرانجمن احمدیہ قادیان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی تمہیں اعلیٰ مقام اور رفعت دلا سکتی ہے

اب مسیح محمدی کے ذریعہ آنحضرت کے نور کو تمام دنیا تک پہنچانے کا کام جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہوگا اور ہورہا ہے اور جماعت احمدیہ میں قائم خلافت کو اللہ تعالیٰ نے ان فرائض کو پورا کرنے کے لئے مامور فرمایا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹؍جون ۲۰۰۹ بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔یوکے

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک نام ''رافع'' ہے یعنی وہ ذات جو مومن کو بلند مقام عطا فرماتی ہے اور بلند مقام ایک مومن کو اس کے نیک اعمال بجالانے اور کوشش اور جدو جہد کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے۔اور بعض مرتبہ محض اور محض اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انسان کو بلند مقام عطا فرما دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ اولیاء اور اپنے خاص بندوں کو ایسے ایسے مقامات قرب عطا فرماتا ہے اور ایسی ایسی رفعتوں سے نوازتا ہے کہ انسان اس کے بارہ میں سوچ بھی نہیں سکتا اور بعض کو انبیاء کا مقام دیکر خاص بلند مقام عطا فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ۔(سورۃ فاطر:۱۱) یعنی اس کی طرف پاک کلمہ بلند ہوتا ہے اور اسے نیک عمل بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔

فرمایا: میں نے اس آیت کا مختصر حصہ پڑھا ہے وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ کے ضمن میں لُغت کی کتاب میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نیک اعمال کو قبول کرے گا۔پس نیک عمل اعلیٰ مقام کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جہاں رافع ہے ساتھ قادر بھی ہے۔جس طرح چاہے کسی کو بلند مقام عطا فرمادے لیکن ایک اصول بنا دیا کہ اعمال صالح کے نتیجہ میں بلند مقام عطا ہوتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اعمال صالحہ کی طاقت سے انسان کا اللہ تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی۔خدا کی طرف اگر کوئی چیز جاسکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں۔پس اس دنیا میں اللہ کا قرب پانے کے لئے اعمال صالحہ کی ضرورت ہے اور اگلے جہان میں بھی۔

فرمایا: اس آیت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جس طرح عرب کے جہالت اور برائیوں میں مبتلا لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر اثر آ کر نہ صرف انہوں نے اپنی برائیاں دور کیں بلکہ نیکی تقویٰ اور عزّت اور وقار کے اعلیٰ ترین معیاروں کو حاصل کیا۔یہ سب عزت اور بزرگی خالص ایمان اور نیک اعمال بجالانے کے نتیجہ میں تھی۔لیکن بدقسمتی سے بعد میں نیکیاں اپنانے کی بجائے مسلمان دنیا کی ہوا وہوس کے پیچھے پڑ گئے۔نتیجۃً اَسلاف کی خوبیوں کو کھو بیٹھے۔یہی وجہ ہیکہ مسلمان حکومتیں اپنے مسائل حل کرنے کے غیروں کی طرف دیکھتی ہیں اور آپسی بدامنی کو حل کرنے کے لئے غیر مسلم ممالک کی طرف نظر کرتی ہیں کہ وہ ان کی اصلاح کریں۔اور چونکہ یہ غیر مسلم حکومتیں ہیں اس لئے ان کے کارندے ان سے نہایت ہتک آمیز سلوک کرتے ہیں۔

غرض اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بلندیوں پر جانے کی بجائے مسلمان پستیوں کی طرف جارہے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے اصول بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی تمہیں اعلیٰ مقام اور رفعت دلاسکتی ہے اور آج کے اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق جو خدا کے بعد ہر وقت آپؐ کے عشق میں مخمور رہتے تھے، انہیں عشق رسول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امام مہدی و مسیح موعود کے مقام پر فائز فرمایا ہے اور اپنے نور سے منور کیا ہے۔آج کے اس دور میں اس عاشق رسول پر ایمان لاکر ہی مسلمان دینی رفعتوں کو حاصل کر سکتے ہیں اور آج عمل صالح کر کے بلند مقام پانے والے وہی لوگ ہونگے جو اس عاشق صادق سے حقیقی رنگ میں جڑ جائیں گے۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرمایا ہے: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔
(سورہ النور:۳۶)

ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہو۔وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو اور نہ مغربی۔اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔یہ نورٌ علیٰ نور ہے۔اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور نور محمدیؐ کی تشریح اس طرح بیان فرمائی ہے۔

''خدا آسمان و زمین کا نُور ہے یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ اَرواح میں ہے خواہ اَجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے۔خواہ خارجی اُسی کے فیض کا عطیہ ہے۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اُس کے فیض سے خالی نہیں۔وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علّت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیّوم اور تمام زیروزبر کی پناہ ہی وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا اور خلعتِ وجود بخشا۔بجُز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حدِّ ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو یا اُس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور رُوح اور جسم سب اُسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔یہ تو عام فیضان ہے جس کا بیان آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں ظاہر فرمایا گیا۔یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جس کے فائز ہونے کے لئے کوئی قابلیّت شرط نہیں لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے اور اُنہیں افرادِ خاصّہ پر فائز ہوتا ہے جن میں اُس کے قبول کرنے کی قابلیّت واستعداد موجود ہے یعنی نفوسِ کاملہ انبیاء علیہم السلام پر جن میں سے افضل واعلیٰ ذاتِ جامع البرکات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقائق حکمیّہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے اس لئے خداوند تعالیٰ نے اوّل فیضانِ عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کر کے پھر اُس فیضانِ خاص کو بغرض اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے کہ جو اِس آیت سے شروع ہوتی ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اور بطور مثال اِس لئے بیان کیا کہ تا اِس دقیقۂ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دِقّت باقی نہ رہے کیونکہ معانیٔ معقولہ کو صُورِ محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر ایک غبی و بلید بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔بقیہ ترجمہ آیاتِ ممدوحہ یہ ہے۔اس نور کی مثال (فردِ کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے جیسے ایک طاق (یعنی سینۂ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) اور طاقت میں ایک چراغ (یعنی وحی اللہ) اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفّٰی ہے (یعنی نہایت پاک اور مقدّس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشۂ سفید اور صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزّہ اور مطہر ہے اور تعلقاتِ ماسوی اللہ سے بکلی پاک ہے) اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا اُن ستاروں میں سے ایک عظیم النّور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جن کو کوکبِ درّی کہتے ہیں (یعنی حضرت خاتم الانبیاءؐ کا دل ایسا صاف کہ کوکبِ دُرّی کی طرح نہایت منوّر اور درخشندہ جس کی اندرونی روشنی اُس کے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) وہ چراغ زیتون کے شجرۂ مبارکہ سے (یعنی زیتون کے روغن سے) روشن کیا گیا ہے (شجرۂ مبارکہ زیتون سے مراد وجودِ مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیّت وکمال انواع واقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جس کا فیض کسی جہت و مکان وزمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علیٰ سبیل الدّوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا) اور شجرۂ مبارک نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسّط واعتدال پر واقع ہے اور احسنِ تقویم پر مخلوق ہے اور یہ جو فرمایا کہ اُس شجرۂ مبارکہ کے روغن سے جو چراغ وحی روشن کیا گیا ہے۔سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی مع جمیع اخلاقِ فاضلہ فطرتیہ ہے جو اُس عقلِ کامل کے چشمۂ صافی سے پرورده ہیں اور وحی کا چراغ لطائف محمدیہ سے روشن ہونا اِن معنوں کر کے ہے کہ اُن لطائف کاملہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے۔اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضانِ وحی اُن لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہیں اعتدالات کے مناسبِ حال ظہور میں آیا کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھی۔'' (بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد ۶ صفحہ ۲۶۱-۲۶۲)

فرمایا: اب مسیح محمدی کے ذریعہ آنحضرت کے نور کو تمام دنیا تک پہنچانے کا کام جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہوگا اور ہو رہا ہے اور جماعت احمدیہ میں قائم خلافت کو اللہ تعالیٰ نے ان فرائض کو پورا کرنے کے لئے مامور فرمایا ہے۔اس آیت کی اگلی آیت میں خدا تعالیٰ فرمایا ہے: فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔یعنی یہ نور ایسے گھروں میں ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اذن دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہیں۔

فرمایا: وہ لوگ جن کا رفع کیا جائے گا ان کی یہ نشانی بتائی گئی ہے کہ ان میں اللہ کا نام بلند کیا جائے گا۔وہ خدا کی عبادت کریں گے خاص طور پر صبح کی نماز اور شام کی نماز میں۔حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔لہٰذا ہمیں نماز باجماعت کے اہتمام کی طرف بالخصوص دھیان دینا چاہئے اور اس امر کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ ہمیں بلاوجہ نماز میں جمع کرنے کی عادت نہ پڑ جائے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق جزا دیگا اور اپنے فضل سے انہیں مزید عطا فرمائے گا اور اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے اجر دیتا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ کوئی بھی تجارت خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یا نماز کے قیام سے یا زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل نہیں کرتی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس نور کو جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے اپنے گھروں اور اپنے دلوں میں رائج کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax: (0091) 1872-220757
Tel. Fax: (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 58 | Thursday | 25th June 2009 | Issue No. 26

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

جماعتہائے احمدیہ گھانا کی ایک عظیم سعادت

اسانٹی چوئی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کی تقریب رونمائی، پہلی بار کسی بھی الہامی کتاب کا اسانٹی چوئی زبان میں ترجمہ

جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتوحات کے سنگِ میل طے کرتی ہوئی امسال ایک سو اکیسویں سال میں قدم رکھ چکی ہے اور خلافت احمدیہ کے زیرِ سایہ احمدیت کا یہ پودا ایک تناور درخت کی صورت میں پھل پھول لا رہا ہے جس کی ایک تازہ مثال جماعتہائے احمدیہ گھانا کی طرف سے قرآن مجید کا اسانٹی چوئی (Asante Twi) زبان میں ترجمہ پیش کیا جانا ہے۔ گھانا کے ساٹھ فیصد سے زائد لوگ یہ زبان بولتے ہیں۔ قرآن مجید کا اسانٹی چوئی (Asante Twi) زبان میں ترجمہ کرنے کی یہ سعادت جماعت احمدیہ گھانا کے ایک دیرینہ خادم الحاج ڈاکٹر یوسف احمد ایڈوسئی سینئر سرکٹ مشنری کو ملی ہے اور اس کی اشاعت کے جملہ اخراجات گھانا جماعت کے ہی ایک اور مخلص احمدی مکرم الحاج ابراہیم بونسو صاحب سینئر سرکٹ مشنری نے برداشت کئے ہیں۔

اس سلسلہ میں مورخہ ۲۸ مارچ ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ بمقام ٹیچرز ہال (Teacher's Hall) اکرا، نیشنل ہیڈ کوارٹرز گھانا کی طرف سے ایک باوقار تقریب رونمائی کا اہتمام کیا گیا جس میں احمدی احباب وخواتین کے علاوہ مختلف طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے عمائدین نے شرکت کی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز مکرم ومحترم مولانا ڈاکٹر عبدالوہاب آدم صاحب امیر ومشنری انچارج گھانا کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ سید مشہود احمد صاحب استاد مدرسۃ الحفظ گھانا نے کی۔ بعدۂ مکرم حافظ طیب احمد طاہر صاحب استاد جامعہ احمدیہ گھانا نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلام فی مدح قرآن میں سے چند اشعار انگریزی ترجمہ کے ساتھ پیش کئے۔

مکرم الحاج حافظ احمد جبریل سعید صاحب نائب امیر ثالث نے ''قرآن کریم بطور ایک معجزہ'' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ قرآن مجید نے آج سے چودہ سو سال قبل جبکہ کوئی ان چیزوں کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا بگ بینگ (Big Bang) اور دوسرے سائنسی رموز پیش کر کے آج کی دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر مبارک اوسئی کویسی نے تفصیل کے ساتھ قرآن مجید میں بیان شدہ ان سائنسی ایجادات کا ذکر کیا جنہیں آج کی سائنس تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔

اس تقریب کو اس وقت چار چاند لگ گئے جب مکرم امیر صاحب نے ڈائس پر تشریف لا کر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ پیغام حاضرین کے سامنے پڑھ کر سنایا جو حضور انور نے از راہ شفقت خصوصًا اس تقریب کے لئے ارسال فرمایا تھا۔ پیغام کا اصل متن انگریزی میں تھا جس کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے:

پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

میرے پیارے امیر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ گھانا کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسانٹی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی توفیق ملی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام کو مقامی لوگ اپنی زبان میں پڑھ سکیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی میں برکت ڈالے اور لوگوں کو اس پاک کتاب کو سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہ قرآن مجید ہی ہے جو دنیا اور انسانیت کے مسائل کا حل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے۔۔۔ وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور اس میں آئندہ اور گذشتہ کی خبریں موجود ہیں اور باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ہے نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا نور ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۱۰۳ خطبہ الہامیہ)

مزید حضرت مسیح موعود علیہ السلامق رآن مجید کے بارے میں فرماتے ہیں:

ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانون فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دل اور بصیرت قلبی کے لئے ایک آفتاب چشم افروز ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۸۲ براہین احمدیہ)

اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو جو قرآن کریم کے اسانٹی زبان میں ترجمہ کی اس تقریب میں شامل ہیں بہترین جزا سے نوازے اور ان سب کے لئے ہدایت و برکت کا موجب بنائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

والسلام خاکسار

دستخط مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

تأثرات مہمانان کرام: اس پیغام کے بعد مختلف مہمانوں کو اپنے تاثرات کے اظہار کا موقعہ دیا گیا۔

چنانچہ Rev. Dr. Robert Aboagye Mensah, Bishop of Methodist Church کے نمائندہ کے طور پر Rev. Anthony Sackey نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قرآن مجید کا اسانٹی چوئی میں ہونے والا یہ ترجمہ گھانین کو قرآنی تعلیمات سمجھنے میں مدد دے گا۔

پھر University of Ghana, Legon کے علم لسانیات کے پروفیسر Kofi Agyekum اور (ISD) Information Service Department کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر Mr. B.M. Imoro نے جماعت احمدیہ کے اس قدم کو سراہتے ہوئے کہا کہ اب گھانین کو ان کی اپنی زبان میں اس الہامی کتاب کو سمجھنے کا موقع ملا ہے۔

اس کے بعد تقریب کے اس حصہ کا آغاز ہوا جس میں مختلف حفاظ نے مختلف موضوعات مثلاً قرآن کریم کا اعلیٰ مقام، امن، حرمت انسانیت، مسلمانوں اور عیسائیوں کے باہمی تعلقات، علم کا حصول، تمام انبیاء پر ایمان لانا، فطرت اور تخلیق انسانی میں تنوّع، مناسب عہدیداران کا انتخاب اور عدل جیسے موضوعات پر نہایت سلیقے سے چنیں گئی مختلف آیات کی تلاوت سے حاضرین کو محظوظ کیا جن کا ساتھ ساتھ انگریزی اور اسانٹی چوئی زبان میں ترجمہ پیش کیا جاتا رہا۔

بعد ازاں مکرم مولانا ڈاکٹر عبدالوہاب آدم صاحب امیر ومشنری انچارج نے خطاب کیا اور کہا کہ اب تک جماعت احمدیہ کو دنیا کی ۱۲۰ زبانوں میں قرآن مجید کی منتخب آیات کا ترجمہ کرنے کی توفیق مل چکی ہے جیسے انگریزی، یونانی، جاپانی، جرمن، ڈچ، سواحیلی اور یوروبا وغیرہ۔ جماعت احمدیہ کے تراجم کی خوبی یہ ہے کہ ہمیشہ ترجمہ کے ساتھ اصل عربی متن بھی ضرور دیا جاتا ہے تا کہ عربی متن کبھی بھی اپنی اہمیت نہ کھو پائے۔

۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر مرکز کی طرف سے قرآن کریم کی منتخب آیات کا دنیا کی ایک سو زبانوں میں ترجمہ پیش کیا گیا تھا جن میں درج ذیل سات گھانین زبانیں تھیں:

ایوے (Eve)، ڈغبانی (Daghbani)، والی (Wali)، گاں (Ga)، انزمہ (Nzima)، فانٹی (Fante) اور اسانٹی (Asante)۔ یہ امر اس بات کا آئینہ دار ہے کہ اسلام کا گھانا کی ان تمام قوموں میں نفوذ ہو چکا ہے۔

مکرم امیر صاحب نے کہا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ کسی بھی الہامی کتاب کا اسانٹی چوئی زبان میں ترجمہ ہوا ہے جس کا اعزاز ایک دیرینہ مشنری الحاج ڈاکٹر یوسف احمد ایڈوسئی صاحب کو ملا ہے اور اس کی اشاعت کے جملہ اخراجات ایک اور دیرینہ مشنری الحاج ابراہیم BA بونسو صاحب نے برداشت کئے ہیں۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے حسب ارشاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مہمانوں اور قرآن کریم کے ترجمہ کے دوران مختلف مراحل پر خصوصی تعاون کرنے والے احباب کے درمیان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستخط شدہ قرآن کریم کے ترجمہ کی ایک ایک کاپی پیش کی۔ پروگرام کے اختتام پر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی جس کے بعد حاضرین کی ماکولات ومشروبات سے تواضع کی گئی۔

چند نمایاں خصوصیات

خصوصیات: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت اور مکرم مولانا ڈاکٹر عبدالوہاب آدم صاحب امیر ومشنری انچارج گھانا کی زیر نگرانی تیار ہونے والا یہ ترجمہ لندن سے دیدہ زیب کاغذ پر طبع ہوا ہے۔ عربی متن یسرنا القرآن کی طرز پر ہے اور ترجمہ احمدیہ علم کلام کا آئینہ دار ہے جس کی تیاری میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت مولوی شیر علی رضی اللہ عنہ کے تراجم کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ قرآن مجید کے آخر پر فرہنگ اور قرآنی مضامین کی تفصیلی فہرست کے علاوہ اختلاف رائے والی بعض آیات کے حصوں یا الفاظ کی احمدیہ علم کلام کی روشنی میں وضاحت کی گئی ہے۔

ذرائع ابلاغ: اس تقریب رونمائی کی خبر دو نیشنل چینلز GTV اور Metro Tv نے پیش کی۔ اس کے علاوہ تین معروف قومی اخبارات نے اس تقریب کی رپورٹ درج ذیل طریق پر شائع کی:

۱- روزنامہ Daily Guide نے اپنے ۳۰/مارچ ۲۰۰۹ء کے شمارے میں مکرم امیر صاحب کی تصویر کے ساتھ سہ کالمی جلی سرخی کے ساتھ اس عنوان سے خبر شائع کی: "Twi Quran Lauched"

۲- روزنامہ The Daily Graphic نے اپنے ۲/اپریل ۲۰۰۹ء کے شمارے کے صفحہ ۵۴ پر دو کالمی یہ سرخی لگائی: "Ameer Launches Asante Twi Translation of Quran"

۳- ہفتہ وار The Chronicle نے اپنے ۳/اپریل ۲۰۰۹ء کے شمارے کے صفحہ ۸-۹ پر مکرم امیر صاحب کی تصویر کے ساتھ درج ذیل سہ کالمی سرخی لگا کر خبر شائع کی: Asante Twi Quran Outdoored

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس باقاعدہ تقریب رونمائی سے قبل مکرم عبدالوہاب آدم صاحب امیر ومشنری

باقی صفحہ نمبر 21 پر ملاحظہ فرمائیں